

کلمات الشعرا

مصنف

محمد افضل سرخوش

مرتبه

محمد حسین مدوی لکھنوی

جونیئر لکچرار اردو

مدرس پیونیورسٹی،

سنہ ۱۹۵۱ء عیسوی

فہرست کتاب

صفحہ

مقدمہ مرتبہ xiii-xxvii

دیباچہ مصنف ۱-۲

نام و تخلص شعرا - پانچاظ حروف تہجی

(الف)

۴	۱ — میر الہی ہمدانی
۴	۲ — میرزا جلال اسیر
۵	۳ — میرزا ایراہیم ادھر
۷	۴ — خان زمان اماتی
۷	۵ — ظفرخان احسن
۸	۶ — عنایت خان آشنا
۹	۷ — آصف قہی
۹	۸ — ملا محمد سعید - اعجاز
۱۳	۹ — ملا محمد سعید - اشرف
۱۵	۱۰ — محمد ایراہیم - انصاف
۱۶	۱۱ — میر محمد احسن - ایجاد
۱۷	۱۲ — ملا اعلیٰ تورانی
۱۷	۱۳ — میرزا عبدالرسول - استغنا

(ب)

۱۸	۱۴ — بینش
۱۸	۱۵ — باقر تبریزی
۱۸	۱۶ — ابو الحسن بیگناہ
۱۹	۱۷ — رفیع خان باخل
۲۰	۱۸ — ملا جامی - پیغود نامدار خاشی
۲۲	۱۹ — میرزا عبدالقادر بیدل
۳۶	۲۰ — چندر بھان - برہمن
۳۷	۲۱ — پیتھم پیراگی ...

(ت)

۳۸	۲۲ — ملا علی رضا - تجلی
۳۹	۲۳ — محمد تقی
۳۹	۲۴ — عبداللطیف خان تنہا
۴۰	۲۵ — تشبیبی
۴۰	۲۶ — حافظ جمال تلاش

(ث)

۴۱	۲۷ — میرمفاخر حسین ثاقب
----	-----	-----	-----	-----	-------------------------

(ج)

۴۳	۲۸ — جہانگیر بادشاہ
۴۸	۲۹ — آصف خان جعفر
۴۸	۳۰ — قلی آقا نجف - جرأت

(۲)

نمبر شمار	نام و تخلص
۳۱	— میر عبدالرحیم - جیشی	۴۹
۳۲	— محمد ایوب جودت	۴۹

(۳)

۳۳	— حکیم حاذق	۵۱
۳۴	— محمد حسین مشهدی	۵۱
۳۵	— میر حسینی	۵۲
۳۶	— حقیقتی	۵۳
۳۷	— شیخ محمود حیران	۵۳

(۴)

۳۸	— محمد ابراهیم اصلت خان - خلیل	۵۵
۳۹	— مرزا خلیل	۵۵
۴۰	— خالص	۵۷
۴۱	— مرزا خلعتی	۵۷
۴۲	— قاسم خازن	۵۷

(۵)

۴۳	— میرزا رضی دانش	۵۸
۴۴	— محمد رفیع دستور	۵۹
۴۵	— ملا دانا	۶۰
۴۶	— محمد امین ذوقی	۶۱

(۶)

۴۷	— عبدالرحیم خان خاندان - رحیم	۶۲
----	-------------------------------	-----	-----	------	----

(ب)

۱۸	۱۴ — پینش
۱۸	۱۵ — باقر تبریزی
۱۸	۱۶ — ابو الحسن بیگانه
۱۹	۱۷ — رفیع خان باذل
۲۰	۱۸ — ملا جامی - پیس خود نامدار خانی
۲۲	۱۹ — میرزا عبدالقادر بیدل
۳۶	۲۰ — چندر دھان - پرھمن
۳۷	۲۱ — پیغمبر پیراگی ...

(ت)

۳۸	۲۲ — ملا علی رضا - تجلی
۳۹	۲۳ — محمد تقی
۳۹	۲۴ — عبداللطیف خان تنہا
۴۰	۲۵ — تشبیہی
۴۰	۲۶ — حافظ جہاں تلاش

(ث)

۴۱	۲۷ — میرمفاخر حسین ثاقب
----	-----	-----	-----	-----	-------------------------

(ج)

۴۳	۲۸ — جہانگیر بادشاہ
۴۸	۲۹ — آصف خان جعفر
۴۸	۳۰ — قلی آقا نجف - جرأت

دہر شمار	نام و تخلص
۲۸	— عاقل خان رازی	۶۷
۲۹	— میرزا احسن بیگ رفیع	۶۸
۵۰	— میر محمد علی - رائج	۶۹
۵۱	— محمد میر زمانی - راست	۷۰
۵۲	— میر روحی	۷۱
۵۳	— میر رفیعی	۷۲
۵۴	— محمد رضا	۷۳
۵۵	— ملا رضوان	۷۴

(ز)

۵۶	— زکی	۷۵
۵۷	— زمانہ	۷۶

(س)

۵۸	— محمد قلی سلیم	۷۷
۵۹	{ سالک یزدی	۷۸
۶۰	{ سالک قزوینی	۷۹
۶۱	— سادر مشہدی	۸۰
۶۲	— قاقلان بیگ سپاہی	۸۱
۶۳	— حکیم سحید	۸۲
۶۴	— حاجی محمد اسلم - سالر کشمیری	۸۳
۶۵	— محمد صالح ستار	۸۴
۶۶	— سنجبر	۸۵

۸۰	۶۷ — سیاح
۸۰	۶۸ — میر سید علی - سید
۸۲	۶۹ — سید علی خان (جواہر رقم)
۸۲	۷۰ — میر جلال الدین - سیادت
۸۳	۷۱ — ملا سراہی
۸۳	۷۲ — سرمد
۸۵	۷۳ — محمد افضل - سرخوش

(ش)

۱۰۱	۷۴ — ذکلو شاہی
۱۰۱	۷۵ — شیدا
۱۰۵	۷۶ — شادمان
۱۰۶	۷۷ — میر شوقی
۱۰۶	۷۸ — میر محمد ہادی - شرر
۱۰۷	۷۹ — میر شرف الدین حسین
۱۰۷	۸۰ — میر شریف ترشیزی
۱۰۷	۸۱ — شعیب
۱۰۷	۸۲ — شوکت بخاری

(ص)

۱۱۰	۸۳ — میرزا محمد علی - صاحب
۱۱۴	۸۴ — میر صیدی
۱۱۶	۸۵ — حکیم کاظم "مسیح اللسان" - صاحب

ردیف	نام و تخلص	شماره
۶۷	... عاقل خان رازی	۲۸ —
۶۸	... میرزا احسن بیگ رفیع	۲۹ —
۶۹	... میر محمد علی - رائج	۵۰ —
۷۰	... محمد میر زماں - راسخ	۵۱ —
۷۱	... میر روحی	۵۲ —
۷۲	... مهر رفیعی	۵۳ —
۷۳	... محمد رضا	۵۴ —
۷۴	... ملا رضوان	۵۵ —

(ز)

۷۵	... زکی	۵۶ —
۷۶	... زمانه	۵۷ —

(س)

۷۷	... محمد قلی سلیم	۵۸ —
۷۸	... سالک یزدی	{ ۵۹ ۶۰
۷۹	... سالک قزوینی	
۸۰	... سائق مشهدی	۶۱ —
۸۱	... قاقلان بیگ سپاهی	۶۲ —
۸۲	... حکیم سعید	۶۳ —
۸۳	... حاجی محمد اسلم - سالم کشمیری	۶۴ —
۸۴	... محمد صالح ستار	۶۵ —
۸۵	... سنجبر	۶۶ —

صفحہ	نام و تخلص	نمبر شمار
۸۰ سیاح	۶۷ —
۸۰ سید علی - سید	۶۸ —
۸۲ (جواہر رقم)	۶۹ —
۸۲ سیادت	۷۰ —
۸۳ ملا سراچی	۷۱ —
۸۳ سرمد	۷۲ —
۸۵ سرخوش	۷۳ —

(ش)

۱۰۱ تکلو شانی	۷۴ —
۱۰۱ شیدا	۷۵ —
۱۰۵ شادمان	۷۶ —
۱۰۶ میر شوقی	۷۷ —
۱۰۶ میر محمد ہادی - شرر	۷۸ —
۱۰۷ میر شرف الدین حسین	۷۹ —
۱۰۷ میر شریف ترشیزی	۸۰ —
۱۰۷ شعیب	۸۱ —
۱۰۷ شوکت بخاری	۸۲ —

(ص)

۱۱۰ صاحب	۸۳ —
۱۱۴ میر صیدی	۸۴ —
۱۱۶ حکیم کاظم "مسیح اللسان" - صاحب	۸۵ —

صفحہ	دیس شمار	نام و تخلص				
۱۱۸	۸۶ — آقا صادق
۱۱۸	۸۷ — صبریحی
۱۱۸	۸۸ — صامت

(ض)

۱۱۹	۸۹ — میر ضیاء الدین دہلوی
-----	-----	-----	-----	-----	-----	---------------------------

(ط)

۱۲۰	۹۰ — طالب آملی
۱۲۱	۹۱ — طیبی
۱۲۱	۹۲ — ملا طغرا
۱۲۱	۹۳ — میرزا نظام الدین طالع
۱۲۳	۹۴ — مصد طاهر

(ظ)

۱۲۴	۹۵ — ظہوری
-----	-----	-----	-----	-----	-----	------------

(ع)

۱۲۶	۹۶ — عرفی شیرازی
۱۲۷	۹۷ — میان ناصر علی سر ہندی
۱۳۳	۹۸ — عظیم نیشاپوری
۱۳۴	۹۹ — آقا عظیم
۱۳۴	۱۰۰ — شیخ عبدالعزیز عزت
۱۳۵	۱۰۱ — باقر بائی سوداگر - عزت
۱۳۵	۱۰۲ — خواجہ عبدالرحیم - عابد
۱۳۶	۱۰۳ — ملا علی قلی

(ix)

نمبر شمار	نام و تخلص	صفحہ
۱۰۴	— خواجہ عبداللہ عرفان	۱۳۶
۱۰۵	— عارف لاہوری	۱۳۶
۱۰۶	— عامل	۱۳۷

(غ)

۱۰۷	— میر برہان غروری	۱۳۸
۱۰۸	— محمد طاہر غنی	۱۳۸
۱۰۹	— غنیہت	۱۴۰

(ف)

۱۱۰	— شیخ محسن فانی	۱۴۲
۱۱۱	— فصیحی	۱۴۲
۱۱۲	— آقا محمد ابراہیم فیضان	۱۴۳
۱۱۳	— میر غیاث الدین منصور - فکرت	۱۴۴
۱۱۴	— عبدالرزاق - فیاض	۱۴۵
۱۱۵	— فغفور	۱۴۶
۱۱۶	— فوقی	۱۴۶
۱۱۷	— فارس	۱۴۶
۱۱۸	— فوجی	۱۴۶

(ق)

۱۱۹	— محمد دارا شکوہ - قادری	۱۴۷
۱۲۰	— قادر	۱۴۸
۱۲۱	— حامی محمد جان قدسی	۱۴۸

(۲)

شماره	شمار	نام و تخلص				
۱۵۲	۱۲۲ — قاسم مشهدی
۱۵۳	۱۲۳ — قاسم خان
۱۵۴	۱۲۴ — قانع
۱۵۴	۱۲۵ — محمود یوسف قدیم

(ک)

۱۵۵	۱۲۶ — ابو طالب کلیم
۱۵۷	۱۲۷ — میر گلان
۱۵۷	۱۲۸ — شیخ سعدالله - گلشن
۱۵۸	۱۲۹ — عبدالرحیم - کم گو

(ل)

۱۵۹	۱۳۰ — لامح
-----	-----	-----	-----	-----	-----	------------

(م)

۱۶۰	۱۳۱ — میرزا محزالدین - موسوی
۱۶۶	۱۳۲ — میر محمد علی - ماهر
۱۷۱	۱۳۳ — حکیم رکن - مسیح
۱۷۱	۱۳۴ — شیخ سعدالله - مسیحی
۱۷۳	۱۳۵ — ملا مفید بلخی
۱۷۴	۱۳۶ — ملا محمدی کشمیری
۱۷۴	۱۳۷ — صالح بیگ ملهم
۱۷۵	۱۳۸ — منی کلال
۱۷۶	۱۳۹ — منعم ، حکاک شیرازی

(و)

۱۸۷	میرزا طاهر و حید
۱۹۰	محمد رفیع - و اعظ
۱۹۳	حسن بیگ و آشق
۱۹۳	درویش والہ ...
۱۹۴	ملا ولی
۱۹۴	عبدالواحد وحشت

(ز)

۱۹۵	محمد عاشق ، ہمت
۱۹۵	محمد ہاشم

(ی)

۱۹۶	میر یحییٰ - ...
۱۹۷	خاتمہ و تواریخ چند -
۲۰۴	رباعیات مصنف -
۲۰۷	فہرست اعلام
۲۱۶	فہرست اماکن
۲۱۷	—	فہرست کتب

مقدمہ

کلمات الشعرا فارسی کے ان شعرا کا تذکرہ ہے جو عہد جہادگیری سے لیکر عہد عالمگیری تک گذرے ہیں ، ان میں سے اکثر شعرا وہ ہیں جو ہندوستان میں پیدا ہوئے یا یہیں رہتے تھے ، بعض ایسے شعرا بھی ہیں جو خاک ایران میں تھے ، ہندوستان میں نہیں آئے ، لیکن ان کا نام اور کلام یہاں تک ان تعلقات کی وجہ سے پہنچ گیا جو اس وقت ہندوستان اور ایران میں قائم اور جاری تھے ،

مصنف اس کے مصنف محمد افضل ہیں جن کا تخلص سرخوش تھا اوو جو اپنے وقت کے مشاہیر شعرا میں تھے ، اور اپنے اکثر ہم عصر شعرا سے مرسم دوستانہ رکھتے تھے ، اسی سبب سے اس تذکرہ میں ایسے شاعروں کا نام اور کلام زیادہ ملتا ہے جن سے مصنف کے دوستانہ تعلقات تھے ، یا ملاقات ہوئی تھی ، یہ تذکرہ بجائے خود نہایت دلچسپ اور اہم تاریخی حالات کا حامل ہے مگر بد قسمتی سے اب تک اسے شرف طباعت حاصل نہ ہوا تھا ، آج منظر عام پر آتا ہے ،

سبب تالیف سرخوش اپنے اس تذکرے کی تالیف کا سبب حمد و نعت کے بعد خود ہی یوں لکھتے ہیں :—

” پوشیدہ نہاد کہ عزیزانیکہ پیشتر بتالیف و ترتیب تذکرہ شعرا پرداختہ اند ، ابتدا از احوال و اشعار حکیم رودکی کردہ تاسخسوران عہد خویش رسانیدہ اند ، اکثر توازیخ و تذکرہ قازمان اکبر بادشاہ * ختمی گردیدہ ، در ہر تاریخہ احوال ایشاں مسطور است خوشکہ و در ہر تذکرہ ذکر اینہا مرقوم ، بخاطر فاطر گذشت کہ از روہ یک دیگر سواد برداشتن و نقل نویسی کردن لطفہ ندارد :—

مکرر گر چہ سحر آمیز باشد
طبیعت را ملال انگیز باشد

مناسب چنان می نماید که دریں عصر رواج سخنان رنگین خیالان و معنی یابان بسیار است و اشعار جواهر عیار ایشان بیاضی و بررود کار ، اگر به ترتیب احوال و تدوین اقوال ایشان سعی نموده آید پر بجا است ، لهذا شمه از احوال و اقوال سخن سنجان عصر نورالدین جهانگیر بادشاه تا نازک خیالان عهد عالمگیر شاه که پایتخت معنی یابی را به معراج کمال رسانده اند ، فقیر سرخوش فیض صحبت بعضی دریافتی و با بعضی نسبت هم عصری داشته ، کم و بیش موافق حروف تهجی بدقید قلم و ضبط رقم در آورده به کلمات الشعرا (۱۰۹۳ هـ) موسوم گردانید و تاریخش نیز از نام پر آورده ، هرکه از نعمت خوان این خوان احسان فائده پر دارد ، امید که ایں ریزه چین زلف کرم را بفاصله خیر یاد آرد :—

داخل اهل سخن نیست به پیش دانا
آن که نامش نبود در کلمات الشعرا ،

اس سبب تالیف کے بیان کے بعد میر الہی ہمدانی کے نام سے تذکرہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے ، اور اس کا نام سب سے پہلے لانے کی وجہ یہ بتائی ہیں ” چون بہ نام الہی تخلص کردہ تعظیما ابتدا ازوے نموده شد “

حالات مصنف سرخوش کے حالات اس کتاب کے اندر کافی ملتے ہیں مگر وہ حالات نہیں جو ان کے زمانہ طفولیت اور تعلیم و تربیت سے تعلق رکھتے ہیں ، اول تو انہوں نے خود اپنے مختصر حالات حرف س میں لکھے ہیں ، اس کے علاوہ دیگر معاصرین کے ذکر میں بھی بہت سے حالات ملتے ہیں اور جابجا اپنا کلام بھی دیا ہے ، اپنے معاصر شعرا اور امرا کے بہت سے ایسے قصے بھی لکھے ہیں ، جو بہت دلچسپ اور دل پذیر ہیں ، اور غالباً تاریخ و تذکرہ کی کتابوں میں نہ ملینگے ۔

جیسا کہ تمام قدیم تذکرہ نویسوں کا قاعدہ ہے شعرا کے حالات کی تفصیل میں بہت اختصار سے کام لیا ہے ، خود اپنے حالات بھی چند سطروں میں لکھے ہیں ، چنانچہ لکھتے ہیں ،

” خادم درویشان بلکہ خاکپایہ ایشاں محمد افضل سرخوش شاہ عالمگیر کے خاندہ زادوں میں سے ہے ، عالم جوانی میں دولت دنیا اور تلاش منصب و جاہ کیلئے بہت سرگردانی اٹھائی ، آخر اللہ تعالیٰ نے نیک توفیق دی ، اب شاہ جہان آباد (دلی) میں گوشہ عزلت اختیار کر کے بیٹھا ہے ، فقرا اور اہل عرفان کی خدمت کو سعادت کا سرمایہ جان لیا ہے ،

نیست در عالم بہشتے خوشتر از خلوت مرا

دوزخی نبود بتر از گرمی صحبت مرا

دولت بیدار عرفان داد حق نعم البدل

کرد گر گردون دوں محروم از دولت مرا

پھر فرماتے ہیں ،

” خدا کی عنایت سے اس زمانے میں جو عزیزان کامل تھے ،

ان میں سے اکثر کو پایا ہے اور ان تمام خوش خیالان زمانہ سے جو اس زمانے میں کوس کمالات بجاتے رہے ہیں صحبت اور ملاقات حاصل ہوئی ہے اور استفادہ کیا ہے پھر بھی اپنے اوپر کسی کمال کا بھروسہ نہیں رکھتا ہے ، البتہ کبھی کبھی خاطر فائر میں یہ بات گذرتی ہے کہ میں صاحب کمالوں سے ملتا رہا ہوں ، ضرور ہے محروم و بے بہرہ نہ رہا ہوں گا ، جمال ہنشینان نے ضرور اپنا اثر کیا ہوگا ، جیسا کہ صاحب فرماتے ہیں -

اگر چہ نیک نیم خاک پایہ نیکانہم

عجب کہ تشنہ بہاند سقال ریحانہم

بزرگوں کا مقولہ ہے کہ شاعر اور عارف کی پہچان جو اصول موسیقی سے بھی ناخبر ہو ، مشکل ہے ، جسے تم دیکھو اور ملو ، پہلے تحقیق کر لینا چاہئے کہ یہ دوست کس قسم کے ارباب عالم اور اہل کمال سے میل جول رکھتا ہے ، بس اس کے دوستوں پر ہی اسے بھی قیاس کر لیا جائے ، چنانچہ حضرت مولوی روم فرماتے ہیں

گر تو شناسی کسے را از ظلام
بنگر او را گوش سازیدہ امام

اس کے بعد وہ اس محدث کے ساتھ اپنا کلام پیش کرتے ہیں
”اب اپنے طبع زاد چند اشعار بھی لکھتا ہوں کہ احباب اور یاروں
کی فہرست میں آجاؤں“

اس کے بعد تقریباً بارہ صفحات میں اپنا کلام دیا ہے ،
ان چند سطروں میں نہ تاریخ ولادت ہے ، نہ باپ اور خاندان
کا کچھ ذکر نہ تعلیم اور تحصیل کے حالات ہیں ، لیکن دوسرے
احباب کے ذکر میں جو کچھ وہ اپنا ذکر کر گئے ہیں اس سے
کچھ پتہ چلتا ہے ،

ولادت سرخوش کی ولادت کا پتہ ان کے کسی صریح بیان
سے نہیں چلتا ، البتہ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ایک
عزیز اور فاضل دوست میر محمد موسوی تھے ، ایک روز انہوں نے
فرمایا کہ بزرگوں نے میری تاریخ ولادت اس مادہ سے نکالی ہے ۔
افضل اہل زمانہ (سنہ ۱۰۵۰ھ) تو سرخوش نے کہا میں بھی اسی
سال پیدا ہوا ہوں ، اور میرا نام افضل بھی ہے ، لہذا یہ تاریخ
مجھے عنایت ہو ، اپنے لیے اور فکر کرلیجئے ، میر صاحب نے
ہنسکر فرمایا ”مبارک ہو آپ نے لیجئے“ ، اس مادہ کے اعداد
نکالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سرخوش سنہ ۱۰۵۰ھ میں پیدا
ہوئے تھے ، اور یہ اتفاق ہے کہ ان کے سب سے زیادہ عزیز اور
گہرے دوست ان کے ہم عمر و ہم سال بھی تھے ،

خبر والدین کا کچھ حال نہیں لکھا ، صرف اپنے سسر محمد
ہاشم کا ذکر کیا ہے ، کیونکہ وہ بھی شاعر تھے ، عالم اور
ہفت قلم خوشنویس تھے ،

بچپن سے شاعری کا ذوق سرخوش کو بچپن ہی سے
شاعری کا ذوق تھا چنانچہ انہوں نے گیارہ سال کی عمر میں یہ
مطلع کہا تھا

بر چشم او خطے نہ ز ابرو کشیدہ اند
مدے بود کہ بر سر آہو کشیدہ اند

لیکن اتفاق کہ جب انہوں نے احباب کو سنایا تو انہوں نے بتایا کہ پورا مصرعہ دیوان فیضی کا ہے اور یہ واقعہ خود انہوں نے لکھا ہے تا کہ سرقت کا خیال نہ ہو ، (دیکھو ذکر حشمتی)

ایک رات سرخوش خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مرد بزرگ صاحب عصا کھڑے ہوئے ہیں اور مرزا خلیل ان کی خدمت میں سرخوش کو پیش کرتے اور کہتے ہیں کہ ”یہ حضرت مرتضیٰ علی ہیں“ میں دوڑ کر ان کے قدم مبارک پر اپنا سر رکھ دیتا ہوں ، وہ میری پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر میرا سر اٹھاتے اور فرماتے ہیں ، سرخوش تیرے زمانے میں تجھ ایسا شاعر کوئی نہ ہوگا ،

اس خواب کے بیان کرنے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ مدتوں میں اس تردد میں تھا کہ حضرت شاہ ولایت کا تو یہ ارشاد ایسا ہے حالانکہ مجھ جیسے میرے زمانہ میں اکثر محترم شاعر ہیں ، ایک روز مرزا محمد ککھر نے جو صاحب کمال اور اہل انکس تھے ، فرمایا کہ آپ شاعر بھی ہیں اور عارف بھی ، دو صفات کمال کے مالک ہیں :-

قرنہا باید کہ تا یک کود کہ از راء عقل
عارف کامل شود یا شاعر شیریں سخن

میرزا بیدل نے کہا کہ شاعری کے محنے ہیں تازہ یابی ، پھر آپ جیسا صاحب تلاش مضمون یاب آپ کے عہد میں کہاں ہے ؟

اساتذہ سخن جن اساتذہ سے درسی کتب کی تعلیم حاصل کی ان کا پتہ تو نہیں چلتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ فن شعر میں ان کے استاد میرزا محمد علی ماهر تھے ، یہ ملا حاکمی * کے شاگرد تھے ، آقا صادق † کو بھی اپنا کلام دکھایا تھا ، ماهر کے متعلق لکھتے ہیں

* ذکر عبدالرحیم جیش

† ذکر صادق

” زمانہ جوانی میں فقیر (سرخوش) مدت تک اپنے اشعار ان کی خدمت میں پیش کرتا اور اصلاح لیتا رہا ہے “
ان کے حالات میں لکھتے ہیں :

” آراستہ باطن و ظاہر میر محمد علی ماهر استاد پختہ کار اور انسان کامل عیار تھے ، جہانگیری عصر کے شاعروں مثلاً قدسی کلیم میر بخشی و غیرہم اور عہد عالمگیری کے نازک خیالوں سے مدتوں ہم صحبت رہے ہیں ، اور بڑے استقلال سے فقر اختیاری کے پابند ہمیں دارا شکوہ کی سرکار سے مرید خان کا خطاب بھی عطا ہوا ، خود ماهر کا بیان ہے

گردہ بارادت انتقام
بخشید مرید خان خطابم

دارا شکوہ کی نوکری کے بعد تمام دنیاوی علائق ترک کرکے گوشہ عزلت اختیار کیا اور اسی فقر میں زندگی گزار دی ،

بڑے بڑے امرا اور عہدہ داروں سے ماهر کی ملاقات تھی ، ایک روز سرخوش نے ان سے کہا کہ دانش مند خان میر بخشی اور تن بخشی آپ کے حال پر بہت مہرباں ہیں ، ان سے کہہ کر کوئی معقول منصب کیوں نہیں قبول کر لیتے ، ماهر نے ہنس کر جواب دیا ، ترک دنیا میں مشہور ہو چکا ہوں ، فقر کا دعویٰ ہے ، پھر دنیا کی رغبت کروں تو اس ہندو عورت کی سی مثال ہوگی کہ اپنے مردہ شوہر کے ساتھ جلنے کو آتی ہے مگر دھرتی آگ کو دیکھ کر بھاگتی ہے ، مہتر لٹھوں سے اس کا سر ٹکڑے ٹکڑے کرکے جلا دیتے ہیں ،

غرضکہ جب تک زندہ رہے حمیت و غیرت کے ساتھ رہے اور فکر سخن مشغلہ تھا ، بعض بعض دفعہ پیش مصرعوں کیلئے چہ سات مہینے تک فکر کرتے رہتے تھے ، چنانچہ ذیل کے شعر کے پیش مصرعے کیلئے چہ مہینے فکر کرکے مصرع لگایا ،

انتقام پدر از خصم پسر می گیرد
حاسد اہل سخن داغ ز حسن سخن است

دیوانِ خفہم ، مثنوی رنگین ، اور ظہوری کی طرح بہت سی رنگین نثر کے رسالے لکھے ، شاہ عالمگیر کی مدح میں گل اورنگ ان کا شاہ کار ہے ، ایک مثنوی تحفۃ العراقیین کی زمین میں جامع النشائین بھی لکھی ہے ، اس کے لیے سرخوش سے ایک مطلع کی فرمائش کی انہوں نے یہ مطلع کہہ کر دیا ،

اے برسرِ نامہ گلِ زخامت
بارانِ بہارِ رشِ جامت

ماہر نے سرخوش کے ساقی نامہ کیلئے یہ مطلع کہہ کر عنایت فرمایا

بود نامہ نشہ بخش ادا
کہ برسرِ کشد جامِ حمد خدا

ایک مثنوی بیگم صاحب کی مدح میں کہی اور عنایت اللہ خان آشنا کی والدہ کی معرفت بھجوائی ، بیگم صاحب نے ایک شعر بہت پسند کیا ، مطالعہ کے بعد پانڈی روپیہ بطور صلہ مرحمت فرمایا ،

سرخوش کے ان سے بہت زیادہ تعلقات تھے ، اس تذکرہ میں جابجا ان کا ذکر آتا ہے ، ان سے اصلاح کا واقعہ سرخوش یوں لکھتے ہیں ،

”فقیرِ عالم جوانی میں ایک مدت تک ان کی خدمت میں اپنے اشعار پیش کرتا اور اصلاح لیتا رہا ہے ،“
ماہر کے مزاج میں انکسار ، سلامت روی اور عاجزی اس حد تک تھی ، کہ ایک روز مرزا قطب الدین ماڈل کے گھر پر شعر خوانی کی محفل گرم تھی ، حکیم صاحب ، ملا محمد سعید اشرف ، میر غیاث الدین منصور فکرت ہم صحبت تھے ، سرخوش کے کلام سنانے کی خوبت آئی ، یہ مطلع پڑھا جو تازہ کہا تھا :

کے تو انم دید زاهد جامِ صہبا بشکند
می پرد رنگم حبابہ گر بدرِ پا بشکند

تمام ارباب سخن نے بیحد تحسین و آفرین کی ، دیر تک داد دیتے رہے حکیم صاحب کا تو یہ حال ہوا کہ آدھی رات تک یہی مطلع ان کی زبان پر تھا ، اور بار بار کہتے تھے ،

” سبحان اللہ در ہند مردے پیدا می شود کہ چنیں شعر بگوید “
دوسرے دن دانشمند خاں کے دولت خانے میں شاہ ماهر سے حکیم صاحب کی ملاقات ہوئی تو ان سے کہا کہ کل آپ کے شاگرد سرخوش نے بہت محظوظ کیا ، جارج اللہ آپ نے خوب تربیت فرمائی ہے ، شاہ ماهر بولے ، وہ میرے شاگرد کب ہیں ، ہم وہ دونوں دوست ہیں ، ایک دوسرے کے آگے اپنے اپنے شعر پیش کرتے رہتے ہیں ، شاگردی اور استاد کی قصہ درمیان میں نہیں ہے ، شاید میری بزرگ زادی کی وجہ سے سرخوش نے ایسا کہہ دیا ہوگا ، ورنہ بھلا مجھ میں ان کے استاد بننے کی لیاقت کہاں “

چند روز بعد سرخوش شاہ ماهر کی خدمت میں حاضر ہوئے تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ نے حکیم صاحب کے سامنے یہ کیوں کہا کہ میں ماهر کا شاگرد ہوں ، انہوں نے کہا میں حق کو نہیں چھپاتا اور کفرانِ نعمت میرا شیوہ نہیں شاہ صاحب بولے یہ آپ کیلئے اچھا نہیں ہے اور مجھے تو خود فخر ہے کہ خدا نے آپ جیسا شاگرد دیا ، مگر بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ مجھ سے بلند فکر اور اونچے خیال کے شاعر ہیں ، جن کی نگاہوں میں نہ میری کوئی قدر ہے اور نہ میرے کلام کی ، تو پھر بھلا ان کی آنکھ میں میرے شاگرد کا کیا مرتبہ ہوگا ، شاعر تو خدا کے شاگرد ہیں اور اللہ کے شاگرد عالم کے استاد ہوتے ہیں ،

ان کے انتقال کی تاریخ سرخوش نے کہہ کر حق شاگردی ادا کیا ،

حیف زبزم جہاں ماهر معنی طراز

مست بہ گنج وصال از قدح موت شد

سرخوش غمدیدہ خواست سال وفاتش ز دل

گفت خرد آہ آہ ما ہر مافوت شد

وفات سرخوش نے سنہ ۱۱۲۷ھ میں وفات پائی ،

تصنیفات سرخوش کی مشہور تصنیف یہی تذکرۃ کلمات الشعراء

ہے جس کو سنہ ۱۰۹۳ھ میں تصنیف کیا تھا ، لیکن اس کے بعد مصنف نے اس پر نظر ثانی کی تھی ، چنانچہ طالع کے حالات میں لکھتے ہیں ، ” در نسخہ ہمارے دیگر چند بیت از زاد ہمارے طبع ایشان نوشتہ شد دریں نسخہ کہ نسخہ جہیم مسودہا است و اکثر شعر و شعرا دریں کم و کاست شدہ اند “

ان کی دوسری تصنیف ان کا فارسی دیوان ہے جو ردیف وار مرتب کیا گیا تھا اس کا ایک بہترین قلمی نسخہ حکومت مدراس کے سرکاری قلمی کتب خانے میں ہے ،

تذکرۃ اور دیوان سوا سرخوش کی ایک اور تصنیف کا پتہ چلتا ہے جس کا نام روایع تھا ، مگر یہ نظر سے نہیں گزری اس کے متعلق لکھتے ہیں

” فقیر نے شیخ عطار کی کتاب منطق الطیر کا خلاصہ ایک رباعی میں باندھا ہے ، اس کے علاوہ صوفیہ عالیہ کے بہت سے مطالب اور حکایات غریبہ رباعیوں میں باندھ دیے ہیں وہ سب رسالۃ روایع میں تفصیل سے مرقوم ہیں ، جو مولوی جامی کی کتاب روایع کے تتبع میں لکھا گیا ہے “

ان تصانیف کے علاوہ میر ناصر علی سرہندی کا دیوان بھی انہوں نے مرتب اور مدون کیا تھا ،

(دیکھو ذکر غنی کاشمیری)

تلاش اس تذکرے کے مطالعہ سے سرخوش کے چند شاگردوں

کا بھی پتہ چلتا ہے ،

۱ — بیخبر بیراگی — لکھتے ہیں

” سردیست آزاد مشرب ہمزاج فقیر آشنائی دارد پیش فقیر

مشق می گذراند “

۲ — محمد یوسف قدیم - میرزا قطب الدین مایل کے چچیرے بھائی تھے اور سرخوش سے اصلاح لیتے تھے ، مگر جب ہی انتقال ہو گیا ، ایک شعران کا دیا ہے ،

۳ — سعدانہ گلشن ، اس تذکرہ کی تالیف سے چند سال پیشتر سرخوش کے آگے مشق سخن کرتے تھے ،

۴ — عبدالرحیم دم گو کشمیری ، تھوڑے عرصے تک سرخوش سے اصلاح لیتے رہے ، پھر دکن کی طرف چلے گئے ، وہیں انتقال کیا ،

مذہب سرخوش مذہبِ اسنی اور صوفی مشرب تھے ، بیدل کے حالات میں لکھا ہے کہ فقیر مولف نے باڈیس رباعیاں نعت و منقبت چار یار اور ائمہ معصومین کی منقبت میں کہی ہیں ، وہ تمام سخنوروں نے پسند کیے اور مقبول ہوئے ، اسی طرح امام ہمار حسین علیہ السلام کی منقبت میں بارہ رباعیاں کہی ہیں ، آخر عمر میں بہت مذہبی آدمی اور صاحب عرفاں ہو گئے تھے ،

قادر الکلامی سرخوش ایک قادر الکلام شاعر تھے ، اکثر میرزا بیدل سے ذوق جھونک ہوتی رہتی تھی ، بیدل کو اپنی ایک رباعی ” بہن دادند “ پر بہت ناز تھا ، اور وہ اس پر مباحثات کرتے تھے ، سرخوش نے اپنی رباعیاں بیدل کی خدمت میں بھیجیں تاکہ وہ بھی سبھ لیں کہ شعر اس مرتبہ کا ہوتا ہے ، انہوں نے سرخوش کی صرف ایک رباعی کے جواب میں ایک رباعی لکھ کر بھیجی ، سرخوش دونوں کو لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ” انصاف بدست عزیزان است “ آپ بھی لطف اٹھائیے ، بیدل تو مشہور روزگار شاعر ہیں ، بیچارے سرخوش کو وہ شہرت نہ ہوئی ، گنہگار ہو گئے ہیں ، مگر خوب خوب بیدل سے مقابلے رہے ہیں ، سرخوش کی رباعی ملاحظہ ہو

در فضل و کمال ذات احمد یکتا است
اسلام قوی ز یاری شیر خدا است

عین ایشان نہایت ایشان اند
بچوں دو الف کہ یازدہ زان پیدا است

اب مرزا بیدل کی رباعی دیکھتے ،

اُن چار خایفہ و رسول معبود
کز ابجد وضع شان عشر شد موجود
بے نقطۂ شک بذات یکتاے نبی
چوں جہم کنند یازدہ خواہد بود

سرخوش نے پھر اسی مضمون کی ایک اور رباعی چار یار کی
منقبت میں کہی اور بیدل کی خدمت میں بھیجی ، بیدل نے
اس کا جواب بھی دیا ، عرض کرتے اسی قسم کے متدرکے رہے ہیں ،

میر ناصر علی سر ہندی کا نام دنیاے شاعری میں کسی تشریف
کا محتاج نہیں وہ بھی سرخوش کے بڑے احباب میں تھے ، ایک
بار ان کے اشارے سے از رائے شوخ طبعی بیدل کے چند اشعار پر پیش
مصرعے لگائے اور مطلع بنا دیے ، لکھتے ہیں کہ اگرچہ وہ سنگر ناخوش
ہوئے اور اس غیرت کی وجہ سے جو تلامذہ رحمانی میں ہوا کرتی
ہے ، ناگوار ہوا لیکن یاران منصف نے پسند کیا ، دو ایک ہر بھی لکھتے
ہیں بیدل -

بفرستے نگہ آخر است تحصیل
برات رنگم و بر گل نوشتہ اند مرا

سرخوش نے کیا خوب مصرعے لگایا ہے اور کہاں یہ کہ مطلع
کردیا ہے

زبے ثباتی عشرت سرشتہ اند مرا
برات رنگم و بر گل نوشتہ اند مرا

باقی بیدل کے حالات میں دیکھتے طول مقدمہ کے خوف سے چھوڑنا
ہوں ،

بیدل نے ایک حکایت اپنی مثنوی محیط اعظم میں پندرہ شعروں
میں پوری کی ، لیکن سرخوش کی قادر الکلامی نے اسے ایک رباعی
میں کہہ دیا ،

ناقدری زمانہ سرخوش کے زمانہ میں شاعری حصول دولت کا ذریعہ نہیں رہا تھا ، چنانچہ انہوں نے اس تذکرہ میں جابجا ناقدری زمانہ کا شکوہ کیا ہے ، جہانگیر اور نور جہاں کی فیاضی اور سفن فہمی کے سلسلے میں لکھتے ہیں ،

”سبحان اللہ چہ زمانہ و ہمتہا بود اکنوں اگر آسمان را بزمیں دوزند فاگدہ ندارد“

اسی سلسلے میں اپنے زمانے کے ایک سردار کا ذکر کرتے ہیں ،

”ہمارے ہمت والوں میں سے ایک بخشی الہاک ہمت خاں بھی تھے ، فقیر نے مدحتوں ان کی خدمت کی ، ساقی نامہ اور چند مثنویاں ان کی مدح میں کہیں ، ایک روز سر مجلس حکم ہوا کہ ایک چوبدار جاکر سرخوش کا گھر دیکھ آئے ، پھر میری جانب متوجہ ہوکر فرمایا ، کہ ایک خلعت اور ایک گھوڑا آپ کے لئے الگ کر دیا ہے بھیجتا ہوں ، مگر پھر تغافل اختیار کیا سرخوش نے کچھ دنوں انتظار کیا ، پھر معلوم ہوا کہ اس ترک کے قول پر عمل کیا جس کا قصہ یہ ہے کہ ایک شاعر نے اس کی مدح کہی ، سر مجلس ترک نے خوش ہوکر کہا کل آئیے میں اس کے صلہ میں چند من گیہوں دوں گا ، شاعر خوش ہوکر دوسرے روز سویرے بار بردار ، رسی اور تھیلے غلہ لیجانے کیلئے ساتھ لیکر پہنچا ، ترک سو رہا تھا ، اٹھا اور جگڑنے لگا ، شاعر نے کہا آپ کے ارشاد کے موافق حاضر ہوا ہوں ، اور امید وار عنایت ہوں ، ترک نے جواب دیا ، عجب بے وقوف آدمی ہو تم نے کل مجھے اپنی باتوں سے خوش کیا ، مینے بھی تمہیں ایسی باتیں کہیں جس سے تم خوش ہوو ، رسی ، تھیلے اور بار بردار گدھے سے کیا تعلق ،

ایسے ہی اور ایک کریمان عصر میں خواجہ بختاور خاں جیو تھے ، انہوں نے دہلی کے قریب سرایہ بنوائی ، بختاور نگر نام رکھا ، بہت سے شاعروں نے قطعات تاریخ کہے ، میری تاریخ پسند آئی ، وہی دروازہ سرایہ پر لکھوائی ، ایک روز سرخوش نے بطور خوش طبعی کہ دیا کہ جو کچھ اس سرایہ پر خرچ ہوا ہے

اس کی چوتھائی کا تو یقیناً میں بھی حقدار ہوں تو فرمایا کہ سرائے بنوانے کا مقصد یہ ہے کہ نام دنیا میں مدت تک باقی رہے ، روپیہ تو ہم نے خرچ کیا مگر نام میں ہم اور آپ دونوں برابری کے شریک ہیں ، آدھا روپیہ آپ سے لینا چاہئے ، میں نے یہ سنکر سر جھکالیا اور کہا کہ بجا ارشاد ہوا ،

مشاقی و بدیہہ گونئی سرخوش کی مشق سخن کامل تھی ،
وہ فی البدیہہ اشعار کہنے کی پوری قدرت رکھتے تھے ، اس کی کئی ایک مثالیں اس تذکرہ میں ملتی ہیں ، ان میں دو واقعات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں ،

ایک روز شعرا کی محفل میں ذیل کے مطلع کا ذکر درمیان میں آگیا تمام احباب نے پسند کیا ، —

بسکہ بنگاشتہ اشکم رخ گاہے از خوں
مژدہ ام بستہ بہم چوں پر ماہی از خوں

سرخوش نے کہا پیش مصرع اچھا نہیں پہنچا ، بدیہہ مطلع بنا کر انہوں نے پڑھ دیا : —

بسکہ میریزد سرشک از دیدہ گریان ما
بستہ از خوں چوں پر ماہی بہم مژگان ما

ایک روز نجابت خاں نے اپنے بھائی اصالت خاں خلیل کو اپنے ایک خط میں یہ شعر لکھ بھیجا : —

دو نعت است کہ جالا ترین نعتھا است
شراب خوردن و برپاے یار غلطیدن

شعر بہت پاکیزہ تھا ، خلیل پر بہت اثر ہوا ، فوراً سرخوش کو بلا بھیجا یہ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خلیل شراب سے بدمست ہوکر سبزه پر لوٹ رہے ہیں ، مجھے دیکھتے ہی کہا ، جلد اس شعر کا جواب کہیے کہ برادر عزیز کو لکھدوں ، سرخوش نے ان کی حالت مستی اور سبزه پر لوٹنے پر نظر کرکے فوراً یہ شعر کہہ دیا : —

خوش است جام مے ناب باتو نوشیدن
چو گل شگفتن و بر روی سبزه غلطیدن

صاف گوئی و ازاد ضمیری سرخوش صاف کہنے سے کبھی
ڈرتے نہیں تھے، مختلف شعرا کی خامیوں کو اپنے اس تذکرہ
میں ظاہر کیا ہے، چنانچہ حکیم کاظم الہتغایں بصاحب کی
نسبت لکھتے ہیں

”پر طبع استادی خود مغرور بود، از غایت پر خود غلطی
اکثر شعر پوچ و بے معنی می گفت و از مردم چشم تحسین می داشت“
عنایت خاں آشنائے شاہ جہاں کے سی سالہ حالات نظم میں
لکھتے تھے، اسپر لکھتے ہیں،

”احوال سی سالہ شاہ جہاں بادشاہ را از ملا حمید وغیرہ فصیح
تر نوشتہ، اما باعتبار ذقیر از خیرالکلام مائل و دل ایں ہم
بہرہ نداشت“

بینش کے متعلق لکھتے ہیں،

”تمام دیوانش را سیر کردم غیر ازین دو بیت بنظر در نیامد“
میرزا بیگل کی بہت تعریف کے بعد کس کنایہ سے ان پر چوٹ
کرتے ہیں،

”بسیار آرمیدہ و حسن خلق گذاشتہ است“

قاسم خازن ان کے زمانہ میں ایک شاعر تھے، کہتے ہیں کہ
میں نے دو ایک بار انہیں قہقہہ خانہ میں دیکھا ہے اپنے اوپر
بہت مغرور ہیں، ہر شخص کے شعر میں اجتہاد نکالتے ہیں
ان کا دعویٰ یہ تھا کہ دنیا میں کوئی ایسا مضمون نہیں رہا جو
نہ بانددہ دیا گیا ہو، سرخوش نے اپنے چند شعر سنا کر کہا کہ
اچھا اس میں اجتہاد نکالو، خازن عاجز رہ گئے اور بہت تحسین کی،

ایک دن عزت نے انہیں سنایا کہ آج شاہ عالمگیر نے مجھ سے
پوچھا کہ اس شعر کے سوا شادمان کا کوئی اور عمدہ شعر بھی ہے،

شاخ شکستہ گل ز دھند لیک زلف یار
ہرجا شکست خورد گل آفتاب داد

بندہ نے عرض کی کہ ان کا ایک شعر اس سے بھی عمدہ اور
پرستہ ہے،

جز من کسے دگر ز سلاطین روزگار
سدے پروے بحر ز گوہر نہ دستہ است

سرخوش نے کہا ہمارا بادشاہ شعر فہم نہیں ہے، اگر جہانگیر
بادشاہ ہوتا تو دیکھتے کہ کہاں نویت پہنچتی، فخریہ بے مزہ شعر
اور وہ بھی اس عالمگیر شعر کے مقابل میں آپ نے عالم گیر بادشاہ
کے حضور میں پڑھ دیا شیخ عزت نے کچھ سوچکر کہا، سرخوش
سچ کہتے ہو، بڑی غلطی ہوئی،

تاریخ گوئی تاریخ کے کہنے میں بھی بڑا ماکہ تھا، تذکرے میں
جاچا کثرت سے ان کے قطعات تاریخ ہیں جو ان کی مہارت اور ان
کے کمال پر دال ہیں،

سرخوش نے دو حویلیاں بنائی تھیں، ایک رباعی میں ان کی
تاریخ کہی

از لطف عمیم ایزد عز و جل
چوں گشت عمارتہ ہبہ مستکمل
شد سال بنائے خانقہ ساجق و حال
این مسکن افضل آی مقام افضل

ان کے علاوہ ایک مسجد بھی بنائی تھی، اس کی تاریخ بھی
کہی ہے

چوں بست ز فضل ایزد عز و جل
آراستہ ایس مسجد پر زیب و جلال
اندیشہ ز طبع سال اتہامش خواست
دل گشت کہ مسجد محمد افضل

دور عالمگیری میں یہ مشرف عدالت کے معزز عہدہ پر
سرفراز ہوئے تو ”اشراف عدالت“ تاریخ دہلی‘

سرخوش کے ایک برادرزادہ اسد اللہ نامی تھے ان کی ولادت
کی تاریخ ”شیر خدا“ دہلی ہے‘

اس سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے‘ کہ ایک رات انہوں
نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ شاہ عالمگیر کے
خاندان محمد علی خان نے انتقال کیا‘ آپ بھی ان کی تاریخ وفات
کہیں‘ انہوں نے جواب دیا‘ مجھے کیا غرض جو فضول کام میں
پڑوں‘ وہ کہتا ہے وہ بہت نیک آدمی تھا‘ ضرور کہیے‘ جب میں
بیدار ہوا اور حساب کیا تو ”محمد علی خان بہمد“ بے کم و زیادہ
تاریخ دہلی‘

غیرت وطنی خواجہ عبدالرحیم عابد تخلص ایک بزرگ
سرخوش کے ہم عصر تھے‘ مشق سخن بہت کرتے رہتے تھے‘ ایک بار
انہوں نے درویشان ہند کے متعلق یہ شعر کہا‘

دانشاے سبحة را مانند درویشان ہند
گر یکے را سوے خود خوانند کہ صد میر سند

عابد کے مریدوں میں سے ایک شخص نے یہ شعر سرخوش
تک پہنچایا اسپر لکھتے ہیں کہ

”فقیر چونکہ درویشان ہند کا خادم ہے‘ از راہ غیرت اس
مضمون کو اس صورت میں بدل دیا‘ اور معقول طور پر
پاندہ دیا :-

برنگ دانشاے سبحة درویشان ہندوستان
اگر صدرا کسے خواند بجزیک یک نہی آید

ایک عجیب غیرت سالک یزدی اور سالک قزوینی شاہ
جہاں کے زمانہ میں دو شاعر تھے‘ مگر تخلص ایک تھا لکھتے
ہیں دونوں کامل و استاد فن‘ لیکن غیرت اتنی نہ تھی کہ دونوں
الگ الگ تخلص اختیار کریں‘ شاید تخلص کا قحط تھا

ہذاق و ظرافت سرخوش ایک زندہ دل آدمی تھے، میر، معز کے ذکر میں لکھتے ہیں،

” ایک بار دو منصب داروں کو دیوان خاص میں خلعت عطا ہوا، خلعت پہنچکر آداب بجالانے کیلئے حضور میں کھڑے ہوئے تو میر صاحب نے فقیر (مجھ) سے فرمایا کہ تحقیق کر کہ آئیے کہ ان دونوں کو کیا خدمت عطا ہوئی ہے، میں گیا اور تحقیق کر کے آیا معلوم ہوا کہ ایک ”دیوان برآر“ ہے اور دوسرے کو خلعت کدخدائی (دامادی) عطا ہوئی ہے، میں نے میر صاحب سے جا کر کہا کہ ”یکے را خدمت در آر شدہ و دیگرے را خدمت برآر“ میر صاحب بہت ہنسے اور بہت داد دی،

حاضر الذہنی سرخوش کی طبیعت بہت حاضر تھی، اور عشق بہت کامل، اس کا ثبوت جابجا اس کتاب سے ملتا ہے، میرزا صائب کے ایک قصیدہ کا ایک شعر ہے:—

چوں لباس غنچہ تنگی می کند بر دوش گل
بر شکوہ این عمارت پر نیان آسمان

میر موسوی نے اعتراض کیا کہ دو مصرعوں میں دو برکا لانا خلاف محاورہ ہے صائب نے مباحثہ کے بعد اعتراف کیا، مگر سرخوش نے سنتے ہی یوں درست کر کے سنایا،—

چوں لباس غنچہ شگفتہ تنگی می کند
بر شکوہ این عمارت پر نیان آسمان

ایک بار میر معز نے کسی کا یہ شعر پڑھا، اور اس کی تحسین کی

بچہ اندیشہ ام از خاطر ناشاد روی
چہ بخاطر گذرانم کہ تو از یاد روی

سرخوش سے کہا کہ آئیے ہم بھی کچھ کہیں اور بدیہ، یہ

مطالع سنایا

اُن چنان زی کہ چو از حادثہ برباد روی
حسن معنی نگذارد کہ تو از یاد روی

سرخوش نے بھی اسی وقت یہ مطلع کہا ،

خویش را خاک رہے سازی و برباد روی
بہ از اہی است کہ در تخت روان شاد روی

میرمعز کے ساتھ سرخوش کے بارہا ایسے مصرعے ہوئے ہیں ،
ایک بار سرخوش نے میرمعز کو اپنا شعر سنایا

خاندہ دھر تنگ بسیار است
پشت بام فلک ہوادار است

میرصاحب نے بہت تحسین آفریں کی پھر فرمایا کہ پہلا
مصرعہ میں جو لفظ مقدم چاہئے وہ موخر ہو گیا ہے ، بسیار تنگ
آتا ہے ، سرخوش نے کہا جناب آپ نے بھی تو ایسا ہی کہا ہے پھر
کیا علاج :—

مبادا نامہ بیتابیم را تہ کنی قاصد
دریں مکتوب نازک کردہ ام بسیار مضبوط را

میرمعز یہ سنگبر خاموش ہو گئے ،

ایک بار ایک شخص نے میرمعز سے کہا ، ایک مصرعہ
میں نے کہا ہے

فانوس گرد باد شود بر مزار ما

اس کا پہلا مصرعہ کہہ دیجئے تو میرصاحب نے کہا : سرخوش
تازہ گویوں کے اشعار کا منبع ہے ، ان سے پوچھتا ہوں ، اگر کسی
اور کا کہا ہوا یہ مصرعہ نہیں ہے تو پیش مصرع بہر
چہنچادونگا سرخوش سے ملاقات ہوئی تو ذکر کیا انہوں نے کہا
صائب کا مطلع ہے ،

آوارگی ز عشق پخیرد دماغ ما
فانوس گرد باد شود بر مزار ما

انصاف مزاجی ایک بار میر معز کا یہ مطلع پایہ تخت
دہلی میں بہت مشہور ہوا،

ہیچ کس آگہ ز درد اشتیاق ماند
نامہ ما چو زبان لال ہرگز وانشد

اسی زمین میں سرخوش نہ یہ شعر کہا
ہیچ دل را زینت دنیا نشاط افزانشد
عقدہ کارگس از دندان گوہر وانشد

سبب نہ کہا کہ میر کے مطلع سے کم نہیں، شیخ عزت وغیرہ
نے فرمایا کہ میر کے مطلع سے بہتر ہے، سرخوش بولے کہ میر
صاحب کی تشبیہ میری تشبیہ سے زیادہ تازہ اور متعارف ہے، دانت
کو موتی اور موتی کو دانت سے بہت زیادہ تشبیہ دی گئی ہے
مگر زبان کو نامہ پیچیدہ سے تشبیہ دینا تازگی و ندرت ہے، میر
صاحب نے سنکر فرمایا ”زہے طبع منصف“

محمد زمان راسخ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ فقیر نے ایک
مطلع کہا میر معز وغیرہ تمام ارباب سخن نے بہت پسند کیا، کسی
نے بھی اعتراض کی گنجائش نہ باقی وہ مطلع یہ ہے:—

جانبدک تلفی اندوہ عشرتہا نہی ارزد
بہ تشویش حلال ایس نعمت دنیا نہی ارزد

میر صاحب نے سنکر فرمایا لفظ تلفی بیجا ہے، اسی وقت
سید راسخ نے اس کی جگہ لفظ کاوش رکھ دیا اس پر لکھتے ہیں کہ
”الحق اصلاح خوش کرد جانے ازیں لفظ در قالب شعر دمید“

میر معز موسوی کے شاگرد محمد ابراہیم انصاف نے ایک شعر کہا،

حامل خورشید وحدت رنگ ہستیہاے ما است
چوں زمین از پیش بردارند روز و شب یکپست

لکھتے ہیں

”ایں معنی از مولوی رومی است کہ فرمودہ

چوں زمیں بر خیزد از صوت فلک
نہ شب ونہ سایہ ماند نہ دلک

سرخوش نہ اس مضمون کو اس سے زیادہ عمدہ جاندها

حامل خورشید وحدت شد غبار ہستیم
چوں بساط خاک بر چینند روز و شب یکیم

پھر لکھتے ہیں شب کا لفظ مولوی کے بیت سے انہوں نے
اڑایا اور سایہ کو میں نے اس طرح جاندها ہے،

مظہر ظلمت نباشد جز غبار ہستیم
می کنند روم زمیں آئینہ داری سایہ را

اس پر لکھتے ہیں،

”غرض ایں معنی مولوی را ما واو برادری بخش کردہ گرفتیم“

سخن فہمی صاحب کے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں ”باعتقاد
فقیر پیش مصرع ہجو رسالہ کے اگر دیگرے تناسب زند نہ تواند
رسالہ“ پھر دو شعر لکھ کر لکھتے ہیں ”ہم چنیں کارستان
درسخت بسیار کردہ“ استاد البشر چودہ

سیر چشہی سرخوش کا یہ شعر نعت و منقبت میں مشہور ہوا

محمد یکے با علی ولی است
چو یک کس کہ نامش محمد علی است

مرزا بیادل نے ایک رات فرمایا کہ میں نے یہ شعر ہشتی
کے نام سے سنا ہے، انہوں نے کہا ممکن ہے توارد ہوا ہوگا، اچھا
میں اس کے دعوے سے دست بردار ہوتا ہوں، چلو ہم دونوں
داخل ثواب ہوں

اخلاق مرزا ظہار الدین ظاہر تمام فنون میں یگانہ اور فاضل
روزگار ان کے دوست تھے، لکھتے ہیں ”فقیر را با و اخلاص و اتحاد

بہر تہیہ کمال بود“ خربوزوں کی فصل میں بہت عہدہ سردی سرخوش کو دھپتے تھے، بعد میں کسی بات کے متعلق شکر رنجی پید ہو گئی تو ایک رباعی کہ کر ان کا دل خوش کیا (دیکھو ذکر طالع)

صلہ یابی صیدی کے حالات میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے، کہ ایک روز وہ لب جو یاران صاحب سخن کے ساتھ بیٹھے ہوئے مچھلیوں کا تہاشا دیکھ رہے تھے، اتنے میں یہ مطلع ہر جستہ ان کی زبان سے نکلا:—

ازیں خود گام یاران رنگ الفت می برد مارا
کہ بہر صید ماہی خشک می خواہند دریا را

عجیب اتفاق کہ پانی میں سے ایک مچھلی اچھلی اور تڑپ کر ان کے دامن میں آپی، صیدی نے اسے اپنے اس شعر کا سن جانب الٹہ صلہ سمجھ لیا اور شگون نیک جان کر اٹھا لیا، دوسرے دن اس عطیہ کی خوشی میں احباب کی دعوت کی، سرخوش نے بہ مذاق طبع النعل النعل اسی مطلع پر یہ مطلع بہر پہنچایا:—

ازیں بہر صیادان رھاگی کہ بود مارا
کہ آتش می زند از بہر یک نخچیر صحرا را

بہت مقبول ہوا، نواب شیخ امیر سپہ سالار شاہ عالم گپ کے فرزند مکرر خان بھی اس صحبت میں شریک تھے۔ انہوں نے اس منتظر فیض الہی کو ایک خلعت فاخرہ عطا فرما کر تسلی بخشی پھر حسن مطلع بھی کہا (ذکر صیدی)

عشق بازی سرخوش معلوم ہوتا ہے کہ عالم شباب میں عشق و محبت کے متوالہ رہے ہیں، میر معز سے ان کے بہت زیادہ دوستانہ تعلقات تھے، ان سے یہ چھپاتے نہیں تھے، ان کا قیام کسی تقریب سے لاہور میں ہوا، وہاں ایک عورت پر عاشق ہو گئے لکھتے ہیں،

ایک وقت فقیر لاهور میں ایک عورت پر عاشق ہو گیا ، مگر جب رایات عالیات کا لاهور سے شاہ جہاں آباد (دہلی) کو کوچ ہوا چار ناچار میں بھی نہایت پریشان حالی کے ساتھ رکاب سعادت کے ہمراہ روانہ ہوا ، ایک روز میں صاحب کے گھر میں بیٹھا تھا ، اس معشوقہ کا ذکر آگیا ، مجھ پر رقت طاری ہو گئی ، گریہ و فغان کرنے لگا ، میر بہت متاثر ہوئے اور اسی وقت یہ رباعی کہی ،

اشکے کہ سراز چشم نہر دیدہ برفت
لخت دل من بود کہ غلطیدہ برفت
در حجر تو ایں نہکتہ مرا شد معلوم
کز دل برود هر آنچه از دیدہ برفت

ان کی ایک معشوقہ رسن باز بھی تھیں ، مسیحی کے حالات میں ان کے ایک شعر کے سلسلے میں لکھتے ہیں ،

فقیر نیز در تحریف معشوقہ رسن باز رباعی گفتمہ بود :-

آی شوخ رسن باز کہ ماہ زیبا است
بالاے علم چو گل بشاخ رعنا است
نہ نہ غلام کہ آفتاب محشر
یک نیزہ بر آمد و قیامت برپا است

اخلاص بہ احباب سرخوش اپنے احباب کے ساتھ بہت خلوص کے ساتھ ملتے تھے ، مناسب کی نسبت لکھتے ہیں ،

”با فقیر ہمدرد و ہم صحبت بود مرد کوکناری ، درصفت و یاری درست بود“

آقا محمد حسین ناجی کے متعلق لکھتے ہیں

”در فنون دستم و دستعلیق ید بیضا دارد در علم ظاہری و انشا پردازی نیز عدیم المثل“ از مشفقان و مہربان فقیر است “

میر محرز کے ساتھ سرخوش کے گہرے تعلقات تھے ، جب ان کی وفات ہوئی تو سرخوش کو سخت صدمہ ہوا ، چنانچہ لکھتے ہیں ،

”میان ناصر علی شنیدہ زار بگریست و بر ایس فقیر دلگیر
گذشت آنچہ گذشت، دو تاریخ وفات آن مرحوم ایس اخلاص مندبہ رہا
یافتہ“ (ان تاریخوں کیلئے دیکھو حالات موسوی)

سرخوش کے متعلق محاصرین کی رائے میر معجز کے
ساتھ۔ سرخوش کے گہرے تعلقات تھے، اس کا یہ عالم تھا کہ جب
سرخوش جاتے میر صاحب اپنا درس علم عربی موقوف کردیتے اور
طلبہ سے کہتے

”امروز جا سرخوش جاہ عرفاں صحبت تصوف و شعر دارم“

میر معجز ان کی بہت تحسین کرتے رہتے، اور اکثر از رائے
قدردانی کہا کرتے تھے کہ جب سے میں ہندوستان آیا ہوں، تین
شاعر میری نظر سے گزرے ہیں، یعنی غنی، ناصر علی اور سرخوش
حسن بیگ واثق عہد عالمگیری کے مشہور شاعر تھے، جب وہ
ایران جانے لگے تو سرخوش سے کہا کہ اپنی ایک قازہ بیت اپنے
خط سے میرے بیاض میں لکھ دیجئے، انہوں نے لکھدی لیکن کہنے لگے
”تذکرہ کہ از ہند می برم ایں شعر تست“

تذکرہ یہ تذکرہ نہایت دلچسپ مفید اور تاریخی معلومات کا
ذخیرہ ہے، سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں ان شاعروں
کا ذکر کیا ہے جو خود ان کے ہم عصر تھے، یا توڑی مدت پہلے گذرے
تھے، شعرا کے حالات سے وہ ذاتی طور پر واقف تھے، خصوصاً ان کے
دور کے شاعروں کے متعلق اور ان کے حالات کے ضمن میں امرا،
سلاطین، اور بعض بیگمات تیسوریہ کے متعلق جن کے زمانہ کا
تعلق ان کے تذکرے سے ہے، بہت دلچسپ باتیں، لطیفے اور ذکے
معلوم ہوتے ہیں، جو تاریخ کی اور کتابوں میں نہ ملینگے، یہ
تذکرہ شاعروں کے خاندانی، تعلیمی وغیرہ حالات سے بیکس خالی ہے،
لیکن ان کی ذاتی قابلیت پر اس سے روشنی پڑتی ہے، اکثر شاعروں
کے حالات ایک ایک دو دو سطروں میں ختم کردیے ہیں، اکثر شعرا
کے اشعار پر خود بھی طبع آزمائی کی ہے، شعر کے جواب میں
شعر کہا ہے، اور اپنا اور اس شاعر کا شعر لکھ کر ناظرین کو

ڈانٹ کی دعوت دی ہے ، اگر کسی کا صرف ایک شعر یا مصرعہ ملا ہو تو اسی پر اکتفا کیا ہے اور لکھا ہے ”ازاں جاکہ مقرر سخنوران صاحب گہاں است بییک بیت دعوی شاعری مسلمہ بود ، اگر مصرعش مصرعہ ہر بود ، موافق این قول دریں اوراق نام اکثر اعزہ مرقوم گشت“ (ذکر ملا اعلیٰ تورانی) یہ تذکرہ حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے ، مثلاً پہلے وہ شعرا ، ہیں جن کے تخلص کا پہلا حرف الف ہے جیسے الہی ، اسپر و ظہیرہ پھر وہ جن کے تخلص کا پہلا حرف ب ہے ، اسی طرح ی پر یہ تذکرہ ختم ہو جاتا ہے ، اس میں ایک دیباچہ کے بعد ۱۶۹ شاعروں کا حال بیان کیا ہے ، اس کے بعد خاتمہ ہے ، اس میں لکھتے ہیں ،

”اگرچہ دنیا میں شعرا بہت ہیں ، لیکن فقیر کو اتنے ہی عزیزوں کے حالات سے اطلاع ملی ، اور یہ جوہر ایک شاعر کے اشعار جس قدر بھی لکھے ہیں میر معز موسوی جیسے سفندان کے انتخاب کردہ ہیں اور ان کے سفینے سے جس کا نام گلشن فطرت ہے نقل لی گئی ہے ، نیز کچھ مرزا محمد علی ماهر اور محمد زمان راستخ کی بیاضوں سے جن کی سخن فہمی پر سب کو اتفاق ہے ، میں یہ نہیں کہتا کہ ان عزیزوں کے منتخب اشعار جس اتنے ہی ہیں اور نہیں ، لکھتے وقت فقیر کو اتنے ہی یاد آئے“

خاتمہ کے بعد تقریباً ساڈھ عربی اور فارسی تاریخیں ہیں جو مختلف لوگوں کی کہی ہوئی ہیں ، آخر میں مصنف کی چھ رباعیاں ہیں جن میں بعض متعدد الفاظ اور فقرات کو استعمال کیا ہے جن کے درمیان کوئی خاص مناسبت پائی جاتی ہے جیسے اول من آمن اور علی بن ابی طالب وغیرہ

ماخذ مدراس کے سرکاری قلمی کتب خانہ میں اس تذکرہ کے تین نسخے ہیں ، پہلا نسخہ بہت ہی کرم خوردہ ہے ، اور اکثر جگہ سے ٹکڑے غائب ہو گئے ہیں ، یہ نسخہ مصنف کی وفات کے چھبیس سال بعد سنہ ۱۱۵۲ ہجری میں لکھا ہوا ہے ، اس کے کاتب شیخ محمد حافظ ہیں ، جو احمد آباد کے رہنے والے تھے ، خاتمہ کی عبارت حسب ذیل ہے ؟

”بتاریخ یازدہم ماہ محرم سنہ ۱۱۵۳ ہجری در بندر مبارک سورت
صورت تحریر پدیوخت‘ راقم الحروف شیخ محمد حافظ ساکن زین البلاد
احمد آباد“

سر ورق کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ عظیم الدین
داروغہ کی معرفت سے کتب خانہ والاجاہی کیلئے یکم شعبان سنہ
۱۱۹۸ ہجری کو خریدا گیا تھا‘ اسی صفحہ پر ”نصر الدلہ جہادر نصرت جنگ“
”اور محمد علی حسین خان تاج الامرا“ کی دو دو مہریں ہیں‘ اس
نسخہ کے کل اوراق ۸۶ ہیں اور ہر صفحہ میں سترہ سطریں ہیں
کہیں کہیں کاتب نے حواشی بھی لکھے ہیں‘

دوسرا نسخہ خوش خط ہے‘ کہیں کہیں سے کرم خوردہ ہے اس
کے کل اوراق ۹۵ ہیں اور ہر ایک صفحہ میں پندرہ سطریں ہیں
تیسرے نسخہ کے کل اوراق کی تعداد ۹۲ ہے اور ہر صفحہ میں پندرہ
سطریں ہیں‘ ان دونوں نسخوں کے کاتب اور سنہ کتابت کا کچھ
پتہ نہیں ہے‘ تیسرا نسخہ پہلے اور دوسرے کی طرح خوش خط
نہیں ہے‘ اکثر جگہ غلطیاں ہیں‘ کسی نے سرخ روشنائی سے ہلکی
تصحیح کی ہے اس تذکرہ کے متن کی تیاری میں ہم نے ان تینوں
نسخوں سے مدد لی ہے‘ ان تینوں میں باہمی کچھ زیادہ اختلاف نہیں
پایا جاتا‘ البتہ اشعار کی ترتیب میں کہیں کہیں فرق ہے‘ اور یہ
کچھ زیادہ اہم نہیں ہے‘ لفظی اختلافات کو زیریں حواشی میں
ظاہر کردیا گیا ہے‘ اصل نسخوں میں الف‘ ب وغیرہ کی سرخیاں
نہیں ہیں‘ یہ دہر نے قایم کی ہیں‘ اسی طرح ہر شاعر کے نام
کے ساتھ گنتی کے اعداد ہم نے دیے ہیں‘

محمد حسین محوی صدیقی لکھنؤی

سنہ ۱۹۳۶ء

کلمات الشعراء

از

محمد افضل سرخوش

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سخن جان ست و دیگر گفتگو جانان ز من بشنو
اگر هر لحظه جان تازه می‌خواهی سخن بشنو

بعد حمد سخن آفرینه که حقیقت انسانی را بشرافت امتیاز
نطق اشرف مخلوقات ساخته - و نعت نبی اُمی که نوک قلم از
عار شق نه کرده بشق قهر پرداخته - فقیر سرخوش واضح
می‌گرداند که سخن قدیم است و لا یزال ، زیرا که کلام از جمله
صفات سبعه * الهی است - چون ذات قدیم و لا یزال است ، صفاتش
نیز می‌باید که قدیم و لایزال باشد - غرض تا بهار نطق در
جوشست ، هر زبانه بالفاظ رنگا رنگ گل فروش در جمیع افواه و السنته
مرتبه کلام موزون از ناموزون و نظم از نثر زیاده و افزون است —

آب بود معنی روشن غنی !
خوب اگر بسته شود گوهر است

گواه صدق این دعوی مصرعه برجسته "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ"

است که دیباچه طراز و عنوان آرام قرآن ست - بیت بلند
ایروان را جا جالام چشمهام خوب رویان و خوش نگاهان است حکما

* ۱ - میانه ۲ - علم ۳ - قدرت ، ۴ - اراده ، ۵ - تقوی ، ۶ - قلم ، ۷ - سم

گویند که در بدن آدمی عجایب بسیار است ، اما دو چیز بغایت
 غریب و نادر است که عقل در ادراک آن عاجز و قاصر - اول جستن
 نبض است ، که به نطق خبر از اعتدال و اختلاف امزجه می دهد -
 و اطبا ازان بهر سقم و صحت ابدان مطلع می گردند - دوم شعر یعنی
 کلام موزون که گره بر یادش نیست - بچه فصاحت و بلاغت و لطافت
 و نزاکت ترکیب می یابد که موجب یادگار و باعث زندگی نام در روزگار
 می گردد ، سخن سنجان به نسبت آن از هر دگر ممتاز اند (و) 'بتلا میذارحمانی'
 معزز و سر فراز - چنانچه ملا ظهوری فرماید :—

ز حیوان به نطق آدمی بهتر است
 پس آدم هر آنکو سخن ور تر است

نسبت شعرا به کرام انبیا علیهم السلام اقرب واقعست ،
 زیرا که رجوع ایں هر دو طائفه علیه همیشه بمبدأ فیاض و عالم
 غیب است - چنانچه ملا نظامی فرماید :—

پیش و پس قلب صف کبریا
 پس شعرا آمد و پیش انبیا

بیمقین باید دانست که ذکر احوال و استقام اقوال ایں عالی

فطرتان ، خالی از فائده کلی و منفعت نامر که خواهد بود :—

پوشیده نهاد که عزیزانه که بیشتر بتالیف و ترتیب تذکره

شعرا پرداخته اند ابتدا از احوال و اشعار حکیم رودکی کرده ،

تا به سفنوران عهد خویش رسانیده اند اکثر تواریخ و تذکره تا زمان

الیر باعشاه رقی گودهیده ، در هر تاریخی احوال ایشان مسطور

است و در هر تذکرة فکر اینها مرقوم - بخاطر فاطر گذشت که از روی نوشته یک دیگر سواد برداشتن و نقل نویسی کردن لطفه نه دارد:—

مکرر گرچه سحر آمیز باشد
طبیعت را ملال انگیز باشد

مناسب چنان می نماید که درین عصر رواج سخنان رنگین خیالات و معنی تازه یابان بسیار است و اشعار جواهر عیار ایشان بیاضی و در روی کار - اگر به ترتیب احوال و تدوین اقوال ایشان سعی نموده آید پر بجاست لهذا شبه از احوال و اقوال سخن سنان عصر نورالدین جهانگیر بادشاه تا نازک خیالان عهد عالمگیر شاه که پایه محنی یابی را به محراج کمال رسانده اند ، فقیر سرخوش فیض صحبت بعضی دریافته و با بعضی نسبت هم عصری داشته کم و بیش موافق حروف تهجی بقید قلم و ضبط رقم در آورده به کلمات الشعراء
۱۰۹۳ هـ

موسوم گردانید و تاریخش * نیز از نام بر آورده - هر که از نعمت الوان این خوان احسان فائده بردارد امید که این ریزه چین زلف کرم را بفاطمه خیر یاد آرد:—

داخل اهل سخن نیست به پیش دانا
آن که نامش نه بود در کلمات الشعراء

(الف)

۱ — **میر الهی همدانی :** در عهد جهانگیر شاه از ولایت همدان به هندوستان آمده شاعر نازک مزاج و خوش خیال بوده - دیوانه مشهور دارد - چون نام الهی تخلص کرده تعظیما ابتدا از ویه نهوده شد - من اشعاره :—

مطلع خورشید می سازد رخت کاشانه را
سوده می گردد زبان در وصف زلف شانه را

ز بس طراوت رویش نمی توان دانست
که شبنم است به گل یا گره به پیشانی

دهر انتقام آن کشد اکنون ز من که داشت
آسوده چند روز به پشت پدر مرا

نیم جو کار از فلک حاصل ده شد کان تنگ چشم
خوشه ساق در کیسه پنهان می کند هر دانه را

رو درهر می کشد از رو ما آئینه هر
چین پیشانی است گویا آینه در شان ما

۲ — **میرزا جلال السیر** از نجباء ایران بوده، بهند نیامده، دیوانش مشهور است و اشعارش خالی از دقت آفرینی نه :—

کدام روز که سر مشق انتظارم نیست
کدام شب که سر گریه در کنارم نیست

خاطرم زیر فلک از جوش دل تنگی گرفت
دامن ایس خیمه کوتاه را بالا زید

فقر سرخوش نیز مقابل ایس بیت عالی، بیت رسانیده

تنگی ایس خانه عمر گاه نشاط است
قصر فلک حیف پیشگاه ندارد

گشتم غبار و از سر کویش زهی روم
دیگر چه خاک بر سر طاقبت کند کس

شکسته گز دل افتادگان خیزد خطر دارد
مبادا شیشه یارب ازین طاق بلند افتد

میان ناصر علی یک بیتش را اکثر برزبان داشت و خوش گاه او بود و می
گفت چنین شعر که به گوش من خورده، و مرزا خود ظاهر به ازین نداشته
باشد طبائع مختلف است و بنده ناقل آن بیت اینست:—

دکند فیض ادب رنج خموشی ضائع
هر سوالی که نه کردیم جوابه دارد

فقیر در بیت مرزا تصرف کرده، لفظه رسانده:—

شش جهت مشت غبار شد و پرواز گرفت
برق جولانیکه در خرمن خاک افتاده است

فقیر بجای مشت غبار، 'مشت شرار' مناسب تر می دادند:—

۳ — میرزا آبراهیم ادهم سید عالی نسب، صوفی نژاد است،

در زمان شاه جهان بادشاه به هندوستان آمده، دیوانه مشرب بود، جنون
ساخته داشت پاهم بزرگان بشوخی پیش می آمد طبعمش به طرز
ایهام میل تمام داشت، از جهل و دشمنی زلالی سه بیت انتخاب نموده
بود، الحق آن ابیات انتخابی است. یکی در تحریف باغ و بهار:—

دزاکت آن چنانش نخل بسته
که بار رنگ شاخ گل شکسته

دوم در وصف اسب جاد رفتار:—

ز جستن جستن او سایه دزدشت
چو زاغ آشیاں گم کرده سرگشت

سوم در تاریکی شب دیخور:—

کواکب می نهوده در زمانه
چو چشم گریده در تاریک خانه

روز در مجلس وارد می شود امرد پسر در پهلو عزیزه
می بیند رفته طرف دوم آن می نشیند و اظهار گرم جوشی می کند
و آشنائی بهم می رساند، و آهسته در گوشش می گوید، خوب است،
ایں پسر را برای ما تنه* کنی او گفت صاحب چه می فرمایند ایں
خود پسر من است. گفت هم چنینی، پس غلط کردم به دیگره باید
گفت. یک بیت در تحریف فقر خوب گفته:—

اے که آرام دل خود به جهان می خواهی
بهد درویشی اگر هیچ نباشی شادی

جامه گلگونه که از خون ریزیم آزرده نیست
گرمش دامن که گیرم خون من خود مرده نیست

چمن جوانه وصل کیست کز خود در خیابانش
سراسر می رود چاک گردیدای تا بدامانش

برای نشارت روز شرمندگیها
اگر جان نه می داشتیم مرده بودم

رباعی
ادهم! صبح است وقت می نوشیدن
شوم است به مخمور سحر خوابیدن
آن نشه که در مئی صبوحی بینی
برخیز که در خواب نه خواهی دیدن

* تنه: بفتح تین، یا بضم تین، رام و مطیع - (غیاث)

۴ — خان زمان ، امانی ، خلف مهابت خان ، خان خاتان ، طبع رسائی

داشتند ، دیوانه رنگین گزاشته ، در طبابت نیز وقوف را کار می فرمود : —

گر نیرم مائل رخسار تو حیرانی چیست
ور ندارم سر زلف تو پریشانی چیست
در ره عشق ، صلاح از من رسوا مطلب
کافر عشق چه داند که مسلمان چیست

بیاد کعبه چه سر می زنی خدا این جا است
بطوف مروءه کجا میروی ، صفا این جا است
ز پای تا بسرش هر کجا که می نگرم
گر شبه دامن دل می کشد که جا این جا است

در باغ چسان تو به توان کرد امانی
هر شاخ گله ساقی پیمانه به چنگ است

۵ — ظفر خان احسن : خلف رکن السلطنت خواجه ابوالحسن

صاحب طبع عالی بوده ، دیوانه رنگین بامشنویدهاه پر مضامین
ترتیب داده ، اکثر بصاحب صوبگی کشمیر و کابل عشرت اددوزی
داشت . وقتی که ناظر کابل بود ، میرزا محمد علی صائب تبریزی بشوق
دریافت صحبتش از ایران آمده ، مدت ها گزرا نیده - خان قدردان در
احوال پردازیش سعی موفوره بجا می آورد ، بانواع مراحم و الطاف
پیش می آمد . تذکرة اشعار سخن وران نامدار که باوے ربط آشنائی
داشتند ، مثل صائب ، و قدسی ، و کلیم ، و سلیم و دادش و میر صیدی ،
و هر دو سالک و غیرهم که دران زمان کوس خوش خیالی می خواختند
انتخاب هر کدام بخط او نویسانیده بر پشت سر ورق صورت این محنیه
سج نیز ترتیب کرده - یک ورق که برو شبیه کلیم بود ، فقری
پیش شاه عیان دیده - این چند بیت از فکر هاه اوست : —

بسه تیغ به نیازی تا توانی قطع هستی کن
فلک تا افگند از پا ترا خود پیش دستی کن

بهر کجا که رسم وصف دوستان گویم
برای یارفروشی دکان نمی باشد

از سبزه تیغ بر کمر گل بهار بست
گر توبه خضر وقت شود جان نمی برد

ز بهر مستیم که کار با جام شراب افتد
مرا از گفتگوی باده سرخوش می توان کردن

۶ — عنایت خان الشنا خلف ظفرخان ، جوان دل چسپ

بود ، دسته در انشا پردازی نیزداشته ، احوال سی ساله شاه جهان
بادشاه را از ملاحظه و غیره فصیح تر نوشته - اما باعتقاد فقیر
از ، خیر الکلام ماقل و دل ، ایس هم بهره دداشت ، بیست چند از

زادها طبع اوست : —

درد و درمان را دهدگر عرض عشق او به ما
زخم برداریم ، آبگذاریم مرهم را بجا

ناقصان هم بدرش ، چشم طبع دوخته اند
کور پیوسته نظر جانب بالا دارد

در سبک باویست آسایش
سایه خوابیده قطع راه کند

بششیس بگوشه اگر آزرده ز خلق
پای شکسته تو بجای نه رفته است

فقیر نیز ازین قبیل بیتے دارد:—

بوصل دوست محال است اگر رسیدن ما
نه رفته است بجای ز خویش رفتن ما

گویند در امردی صاحب حسن بود در ایامی که خط سبزه پریراد
حسنش را در شیشه کرده بود - درویشی موزون طبع برای دیدنش
آمد ، چون بار نیافت این بیت نوشته فرستاد:—

ناز بیجا چه کنی چون برخست ریش آمد
شرم کن شرم که روز سیهت پیش آمد

۷ — اَصْف قهی دیوان مختصر و اذوق ذکر خود دارد در زمان
شاه جهان چهند آمد هیچ جا رشدی نه کرد - غیر ازین مطلع ندارد:—
شعله ایم اما ز دود دل سپه پوشیم ما
چون چراغ لاله می سوزیم و خاموشیم ما

۸ — به کلمات صوری و معنوی ممتاز ، دلاوی ملا محمد سعید ، اعجاز ،
مجموعه کارم اخلاق و گل سر سبد ادب و آفاق است - عمر شریفش
در تحصیل علوم معقول و منقول و اکتساب فضائل می گذرد - بیشتر
اوقات بشغل درس علم دینی و افادت و افاضت مصروف است - گاه گاه
به حسب صفاتی ذهن و جودت طبع به فکر شعر نیز می پردازد
و داد خوش خیالی و نازک بندی می دهد - در وقت رفتن لاهور مطلع
عارفانه بفقیر نوشته بود:—

کشیده ام زجنون ساغرے که هوش نه مالد
دگر معامله با پیر مے فروش نهاد

فقیر جواب نوشت: —

گداخت حیرت عشق توأم خسروش نهاند
چو برگ گل ز تنم جز لب خموش نهاند

فقیر خانه آمده تصحیصینها کردند ، و گفتند من راست بر است
طرز گفته بودم و شما معنی کرده اید - فقیر در خدمت ایشان
اخلاص قدیم دارد - وجود ایشان دریس زمانه از مختنعات است -
خدا سلامت دارد - چند شعر قدیم ایشان قلمی میگردد: —

خمار آلوده شوخی از چمن بر چیده دامن شد
شکست رنگ گل مهتاب را چاک گریبان شد
نقاضای ستم گل میکند از اذفعال او
نگاه کز حیا دزدیده شوخیهای مژگان شد

شب که به روم تو گلشن غنچه دل تنگ بود
شعله آواز بلبل آتشی در سنگ بود
برق جولانیکه گرم صید ازین وادی گزشت
بر طپیدنهای نبض آجاده صحرا تنگ بود

دل غم دیده را اسباب راحت می شود کلفت
فتد از مرهم کافور گل در چشم داغ من

شکستم رنگ دل آئینه دار برنشان گشتم
درم بر روم خود وا کردم و مصو گماشايم

هنگ میریزد از صبح طرب در جام اقیانم
به دستم آسمان ساغر دهد از گردش حالم

دل همصحبستان محو طمیعین گردد از یادم
شود آئینه برق از بیقراریهای تمثال
براه فقر اعجاز است اظهار توانائی
هباب آسا نفس می‌دزد و بر خویش میبالم

شب که از حیرت نفس دزدیدن فریاد بود
ذالقه زنجیر مجنون، جوهر فولاد بود

چه آتش ریخت ذوق سوختن در سینه تنگم
چراغ کشته روشن میشود از جستن رنگم
چو بود غنچه دل تنگ نفس را در گره دارد
شکست خاطر از پرده بیرون نیست آهنگم
نه رفت از سخت جانیهای من نازک دلی هرگز
نهی آرد گداز عشق بیرون شیشه از سنگم
بخلوتگاه دل تنگی که جز یادت نهی گنج
تپیدن سبحة گردانی کند از گردش رنگم
زال صافی مشرب بهر رنگی زند جوش
بهن هرکس که رو آورد چون آئینه هم رنگم

خموشی آئینه پرداز جوهر هوش است
چراغ انجمن دل زبان خاموش است
بغیر درگس دنباله وار یار که دید
زخود رمیده غزاله که دام بر دوش است
براه عشق ز آزدگی چه می‌پرسی
نگاه حیرتم از دیده خانه دوش است
هزار جام گل و شیشه های غنچه شکست
شراب ذالقه بلبل هنوز در جوش است

سحر که گرده تصویر خنده روز است
بهار یاسمن جلوه بناگوش است

تا فروغ عارض او شمع بزم بلبل است
رنگ برگ گل چراغ زیر دامن گلست
جلوه حسن از ظهور عشق برقی بیش نیست
خنده گل در حقیقت جوش خون بلبل است
هیبت آن سرمه سا سرگس نهیدانم چه کرد
نکبت گل در چمن فریاد خاموش گلست
آسمان هم سد راه گریخته مستانه نیست
سیل ما اعجاز دائم خانه بردوش پلست
چنین کز موج خیز شعله میگرد غبار من
برنگ شمع سوزد صبح محشر بر مزار من
رم آهو ز موج گل شود سیلی خور وحشت
بصحرا گر بهار جلوه ریزد گلخوار من
مهیای شکستم همچو رنگ چهره عاشق
ز دامن طپیدنهای دل ریزد غبار من
برنگ گردباد آشفته ام در دشت بیتابی
بود سرگشتگی شیرازه مشیت غبار من

بود آئینه به روه تو لوح مشق حیرانی
دمد از سایه زلف تو سودای پریشانی
غبار خاکساران موج خیز شعله میگرد
بهیدان گر نماید شهسوارم برق جولانی
دم آب قناعت صد بیابان گرد بنشانند
تو از آب گهر تاقی غبار و گرد بنشانی

بسایر گر بهار جلوه اش رنگ چمن ریزد
کنند در دست ساقی ، قاقل مینا غزل خوانی

به تو از بزم طرب هرگز نوا به بر نفاست
نغمه خون مرده رگها به تار چنگ بود

بوسه گل شگفتگی بر دماغ زد
سنگه طپیدن دل من بر ایاغ زد
شب بر فروغ حسن تو پروانه جوش کرد
رنگ پریده دامن رم بر چراغ زد

نهی دانشم که می آید برایم پرسش حالم
که چون دل می طپد در پهلو به آذینه تهنالم
هجوم عشق می گیرد عنان بیقرارها
چو برق از شوخی پرواز میریزد پر و بال
آه که هر رنگ بود حرف خود آراقی تو
اینک هر دوجهان مفت تماشائی تو

۹ — هلا محمد سید شرف از خوش خیالان زمان است . در

عهد مبارک عالمگیر شاهی از ولایت ایران بهند آمده ، خواب
زیب النساء بیگم خلفه بزرگ بادشاه دین پناه از روع قدردانی دستگیری احوالش
نموده در ملازمت خود نگاه داشته . معنی یاب و خوش فکر است . اکثر
تلاش بطرز ایهام میکنند . عجب صاحب قدرت ست که در خاشاک مهر
محز موسوی خان دیده ام که نشسته باهم حرف می زنند . و سخنان
همدیگر میشنوند و می خوانند ، قلم بر میدارد ، مثنوی ، و غزل ،
و رباعی تازه مضمون بر روع کاغذ می نگارد . گاهی سر بگریبان

تفکر فروخته برده - مشنوی قضاو قدر ، قریب هفصد بیت همیس دستور
 بحضور یاران گفته و نوشته - دروے تلاشها کرده در ماتم سوداگر پسر
 که در دریا مرده ، گفته : —

نبوده چون دران دریا میسر
 کف خاکه که افشانند بر سر

بیارنه از سر درد یتیمی
 فرستاده گهر گرد یتیمی

رهروان راست رو را رهبری درکار نیست
 خامه جدول کشان را مسطره درکار نیست

افتد آسان طره اش وقت مے آشامی به چنگ
 مار چوں آپی شود ، افسوں گری درکار نیست

از تشنه‌ها به پی در پی مگر یارش کنم
 پا زخم چندان به جیب خود که بیدارش کنم

خاکساری سرفرازی میشود در میکشی
 شور مستی خیز میسازد دم طاؤس را

چو آن آبه که شوید طفل دروے مشقی خود را
 هزاران حرف در هم قطره اشکم نهان باشد

جلوه دازت رسائی داد بیداد مرا
 کوه تکیننت دوجالا کرد فریاد مرا

که شود آزاد از زلف گریه گیرش کس
دانه زنجیر در دام است صیاد مرا

گرد خط آخر برآه چهره ات اکسیر شد
ایس غبار از بهر حسنت خاک دامگیر شد
از پریشان حالی آخر کار من صورت گرفت
بسکه مر آمد به کلکم خامه تصویر شد

در نامه زماخه بجز حرف جنگ نیست
گویا که از سیاهی لشکر نوشته اند

یک بیت در مناقبت حضرت مرتضیٰ علی علیه السلام بسیار برجسته گفته: —

همین نه خویشی حیدر به مصطفیٰ تنها است
هر اهل بیت رسول و هر اهل بیت خدا است

۱. — محمد ابراهیم انصاف: جوان طالب علم بود، طبع

سخن‌وری تیز داشت بخدمت میرمعز موسوی خان شعر می‌گذاشتند - معنیها

تازه فکر میکرد درعین جوانی بقضای ربانی ودیعت زندگانی سپرد: —

سود پستی ست در هر پایگاه رفعت نهان راه
بود ایس کوه را بر تخته سنگی بر سر چاه

نسازد غم به بیتاب محبت شادمانی هم
گران باشد بایس بیمار مردن زندگانی هم

حامل خورشید وحدت رنگ هستیهاست
چون زمین از پیش بردارند روز و شب یکیست

اگر چه این معنی از مولوی رومی است که فرموده: —

چون زمین برخیزد از جور فلک
نه شب و نه سایه ماند نه دلک

این فقیر این معنی را شوختر ازین بسته ، چنین درست کرده :—

حائل خورشید وحدت شد غبار هستیم
چون بساط خاک بر چینند روز و شب یکیست

شب را از بیت مولوی او برداشته ، و سایه را فقیر چنین

بسته ، غرض این معنی مولوی را ما و او برادری بخش کرده گرفتیم :—

مظهر ظلمت نباشد جز غبار هستیم
میکند روه زمین آگینه دار سایه را

۱۱ — میر محمد احسن ، ایجاد : از ذبیحای سادات سامانده است

در خوش خیالی و نازک بندی یگانگی زمانه صاحب فکر های بلند است -
و از علوم متداوله نیز بهره مند - غزلهای طرحی را بقدرت و سامان

تأمل میگوید - ونثر را بطرز خاص خود می نگارد :—

بسکه پرگردید گوشم از صدای عندلیب
بوی گل گر بشنوم دامن نواز عندلیب
گر سراغی گیری از عاشق فغان آگینه است
در غبار خاله جاشد نقش پای عندلیب



شب ذالقه دوزخ شررم گرم اثر شد
خاکستر دل بال و پر افشاند سحر شد
طومار هوا یک قلم از شعله آهر
چون کاغذ آتش زده افشان شرر شد



جلوه معنی ندیدم در صفای قیل و قال
سپرز شد هر جا سخن ، آئینه در زنگ بود

شد غبار آلود کلفتها زلال زندگی
 مشیت خاکه از بدن تا برسر ماریختند

حال سنگینی هجران تو اندشا کردم
 سطر در صفحه فرورفت چو زنجیر در آب

۱۲ — **ملاحله** ، تورانی : فقیر آزاد مشرب بود و صاحب

همین بیت و بس: —

هر که شد خاک دشین برگ و بره پیدا کرد
 سبز شد دانه چو با خاک سر پیدا کرد

از آن جا که مقرر سخنوران صاحب کمال است بیک بیت دعوی
 شاعری مسلم بود ، اگر مصرعش مصرعه هم بود - موافق این قول
 درین اوراق نام اکثر اعوذ موقوم گشت -

۱۳ — **میرزا عبدالرسول استغنا** : بخشی سرکار شاهزاده

والا گهر محمد اکبر بود - شعر بطرز قدیم بسیار گفته - این بیت

ازوست: —

میتوان آورد استغنا! سفارش نامه
 چرخ کج رو را اگر دانیم از یاران کیست

بکین چون منی ام دوستی دشمن چه می آید
 غریبم ، خاکسارم ، عاجزم از من چه می آید

(ب)

۱۴ - بیهوشش تمام دیوانش را سیر کردم ، غیر از یس دو

بیت بنظر در نیامد :—

هر پاره دلم چمنی از نگاه اوست
آئینه چون شکسته شد آئینه خانه ایست

در راه وصال تو ز بس چشم براهم
چون جاده بود ، خاک نشین مد نگاهم

۱۵ - باقر تبریزی : بسیار خوش فکر بوده ، ایس دو

بیت او از میر معز شنیدم -

به تو شب ماه تیره روزان
چون چشم سفید گشته تار است

همچو غنچه تازی که در بند خود باشد کسی
خیبه زن چون لاله بیرونی از سواد خویشتن

۱۶ - ابوالحسن ، بیگانه : بهند نیامده - دیوانش پیش

میر معز بنظر افتاده :—

احوال شب از شمع سحرگاه چه پرسى
از سوختگان قصه جانکاه چه پرسى

آئینه ز عکس تو در آغوش گداز است
آنگاه که از حال دلم آه چه پرسى

مهرباب ز ویرانه من گرد بر آورد
ام سبیل بسر منزل من راه چه پرسى

در شیشه دل خورد زنیرونک تو سنگ
هر پاره ایس شیشه صدا کرد برنگ

۱۴ - رفیع خان ، باذل : برادر زاده وزیر خان ، عالمگیر

شاهی - صاحب طبع رسا است و جوان قابل ، کتاب معارج النبوة را
در زمین شاه نامه فردوسی بنظم در آورده - و در آن جا تلاشها کرده
حمله حیدری نام نهاده - قریب چهار هزار بیت رسانده - ایس چند
شعر از زادهای طبع اوست :—

عشق را باهر دلی نسبت بقدر جوهر است
قطره برگل شبنم و در قعر دریا گوهر است

عارض گل رنگش از می شمع روشن میشود
از برای آتش گل آب دامن میشود

بسکه شرح غم دل مضطرب احوال دهم
بکبودتر چودهم نامه پر و بال دهم

از فنامه خویش حظ کامله برداشتم
کز میان جان و جانان حاقلی برداشتم
صد جگر خون از کجا هر روز صرف غم کنم
منکه از ملک عدم با خود دلی برداشتم
تخم اشک ریختم ، چیدم گل رسوائچم
دانه افشاده بودم حاصله برداشتم

هر گاه برد مستی چشم تو ز هوشم
لپریز شود چون خم میخانه ز جوشم

چه نشاط داده بفشد بمن خراب به تو
بدل گرفته ماند قدح شراب به تو

کو چنان رمیدی از من که بخواب هم نیایی
بکدام امید واری پرورم بخواب به تو

دل داشتیم دادیم جان بود عرض کردیم
چیزیکه یار خواهد صبر است و مانداریم

۱۸ - ملا جامی بیخود ، نامدار خانی - شاعر غرا و

صاحب دیوان ضخیم بوده ، قصائد و قطعها بسیار دل چسب و رسا داشت -
در فن تاریخ یابی کار های دست بسته میکرد چنانچه تاریخ تولد مرزا اسحاق
خلف ارشد نواب جمله الهاک اسد خان که الحال دوالفقار خان بهادر ، نصرت
جنگ خطاب داشت - : ” زبرج اسدرو نمود آفتاب “ یافتند - و تاریخ شرف

۱۰۶۴

یار پسر کام گارخان : ” شرف یارکامگار “ یافت -

۱۰۴۳

و قتی که در خانه نامدار خان پسر اول باسر حمزه میرزا متولد

شد تاشش روز جشن ملوکانه کردند - هر روز تاریخی تازه میگذرانند -
و تلاشها می داد - مصرع ماده تاریخ هر شش نگاشته می آید : —

۱ — ” دونهال نامدار جعفری آورد گل “ (۱۰۶۹)

۲ — زر کامل عیار جعفری زیب جهان آمد (۱۰۶۹)

۳ — آمده در نامدار و شاهوار (۱۰۶۹)

۴ — بگفت آن گوهر والا نجابت از دوسو دارد (۱۰۶۹)

۵ — شب جمعه زاده ، چهارده ز جمادی اول این پسر (۱۰۶۹)

۶ — بهمن گفتند تاریخ ادا کس
 کجی سازد سال هند و با عرب جفت
 چنین تاریخ هرگز کس نگفته
 کس از هند و عرب یک نغمه نشنفت
 در صبحی بفکر ایس معما
 بهزگان دیده راه فیض می رفت
 که ایس یک چشمه طفل تو امان دار
 ز بطن غیب در مهد دلم خفت
 پیته تاریخ هندو و عرب ، دل
 ز هجرت یک هزار و شست و نه ، گفت

قصه حسن و دل را بسامان تمام و بسط کلام بنظم در آورده این

دو بیت در تحریف ساقیان ازوست : —

یکی را ساده رخ آئینه آسا
 یکی را جوهر از آئینه پیدا
 گلستان یکی به سنبلستان
 یکی را بوستان گرد گلستان

بنام نامدار خان گفته و حسن نامدار خانی نام نهاده - تاریخش

هم ازین نام پیدا است که بسج خاتم او بود : —

جامی از جام حمد بیخود شد

فقیر بعد از فوتش ، تاریخ او از همیس سج در آورده : —

رفت جامی چو بیخود از عالم
 در ریاض جنان مخلص شد

سج او بعد فوت شد تاریخ

”جامی از جام حمد بیخود شد“

اشعارش بیشتر بطرز قدیم بود - دو رباعی بخاطر مانده: —

رباعی ۱ :

هر کس که دل از مدار دنیا برداشت
عبیرت ز شمار کار دنیا برداشت
گویند زمیں بر سر گاو است بله
گاو است کسی که بار دنیا برداشت

رباعی ۲ :

سگ سنی و خرسیچه اگر مشهور است
در خصمی شان بیک دگر مشهور است
دانا نکند تعصب از هیچ طرف
دندان سگ و گوشت خبر مشهور است

۱۹ — هیرزا عبدالقادر بیدل : استاد فن است - بسیار گو و خوب گو ست - امروز در دارالخلافت کوس رستمی می نوازند - و داد سفیری و خوش خیالی میدهد - دیوانها و مثنویهای متعدد دارد - ونشرهای رنگین و مسجع می نگارد - دریں عصر وجود شریف او از مختنات است بسیار آرمیده و بحسن خلق گذاشته است - در تعریف کوه بیته خوب گفته: —

مزن بر سنگ او زهار دسته
که مینا در بخل خوابیده مسته

ایں چند بیت از شعر های قدیم او ست: —

بر روه ما چو صبح برنگم شکسته است
گرده ز دامن طیش دل نشسته است

ما لاف قدرت از مدد عجز میزنیم
پرواز ما چو رنگ ببال شکسته است

این قدر هم مشرب گرداب غفلت داشته است
در محیط از چوب خویش ایجاد چاه می‌کنم
دوری مطالب باین نیرنگ هم می‌بوده است
کز خیال یار برخود اشتباه می‌کنم



به طواف خویش در بزم وصالش بار نیست
در دل دریا می‌گر گرداب راهی واکند



دل بسته وفا به جهد که واکند
ظلم است این گره را به دست بر کشودن



بخوان قسمت اگر میتوان شدن قانع
بس است لقمه بیداد سر زجاں بدهن



اشاره می‌کند از تنگ احتیاج به‌گور
بگاه جوع زمینی کندن فرس به دو دست



شهید و فایم ز راحت جدایم
نهمردم بدوقه که آرام گیرم



دل از ساز تعلق عاقبت بر کندنش دارد
کشاد آسان شود ، گراند می این عقد واکندی



وفادار هیچ صورت نیست تنگ آلود کورظرفی
ز خود چون صفر اگر می‌گاستم افزوده می‌گردم

قامت پیری مرا ، صفر کتاب یاس کرد
خاله گر میکنم ، اکنون یکی ده میکنم

گل کرد ز مسجوده من سجده فروشه
یعنی چو هلاله خم محراب چنینی شد

در تحیر رفت مهر و جای دل پیدا نه شد
چون کمان حلقه چشم ما برایه خاندان ماند

در های فردوس و ا بود امشب
از بید ماغی گفتیم فردا ،

کمان همت و ارسته ناوگی دارد
ز چاه در گذاری حکم صافی شست است

وفا سر رشته تسخیر می خواهد رسا بیدل
بآئینه که هر کس را گرفتی دست و پا بندی

بر خط تری طلب گر راه خواهی یافتن
پشت دست و روع دست الله خواهی یافتن

زندگی بر گردن افتاده است یاران چاره نیست
چند روزی هر چه بادا باد باید زیستن

بقدر شعله از آتش دمد کلاه شکستن
تو هم بنار بنمود هر قدر ز خویش برائی

فریب کسوت و هبت رزاقین زده بیدل!
ز رنگ خویش بر آقا پرنگ خویش بر آفتی

قناعت چه قدر دستگاه نعبت داشت
که سیرم از همه عالم بخوردن قسبه

نفس از ضبط طپش معنی دل می‌بندد
گوهر آرازی ایس موج بخود در شکنی است
سخت کاریست که با کلفت دل ساخته ام
زنگ آئینه شدن سد سکندر شکنی است
دل چو خون گردد بهار تازه روی صید تست
موج صهبا دام پرواز است مرغ رشک را
سیر باغ خود نهاییها اگر منظور نیست
سبزه بام و در آئینه میدان زنگ را *

نشد آئینه کیفیت ما ظاهر آرائی
نهان مآذیم چون معنی به چندین لفظ پیدائی
بلد عشق است از سر منزل مجنون چه می‌پرسی
که ایس جا خاها چون دیده آهوست صحرائی

چشم پوشیدیم، بر ما و من استخفا زدیم
از مژه درهم زدن بر هر دو عالم یازدیم
خرمن اسباب و برق به نیازی عالمیست
دل تغافل آتش افروخت بر دنیا زدیم
سدامست توام آگاهیم گل میکند بیدل
چومرغان دست درهم سودا ام با چشم می‌بالم

* یعنی حقیقت خود را خوب دیدن اگر منظور ده داری زنگ آئینه را سبزه بام و

ماهر از گلشن دیدار گلی میچیدیم
 هر کجا آئینه بینید زما یاد کنید
 درگس یار بحال چه نظرها که نداشت
 معنی منتخیم بر سر من صاد کنید

صبح است و ما دماغ تنها رسانده ایم
 چون شمع بوسه مژه تا پا رسانده ایم
 آئینه جهان لطافت کدورت است
 ذقب پری ز شیشه بخارا رسانده ایم

روشن دلاں چو آئینه بر هرچه رو کنند
 هم در طلسم خورش تماشا او کنند
 مشتاق جلو تو ندارد دماغ گل
 این جا دل شکسته بیاد تو بو کنند

ز جیب زخم دل گل میکند شور جنون من
 پر پرواز شهرت نام را نقش دگیں باشد
 تجاھل چون حباب از فہم هستی مفت جمعیت
 تو می آئی بروں مشکاف زہار این معمارا

یار فت و ما چو نقش پایخاک افتاده ایم
 سایه میگردید کاش این نارسا افتادگی

بشوخی آمد از بی دستگاہی احتیاج من
 درازی کرد دست آخر زکوٰۃ آستینہا

جہاں آئینہ و ہر است و این طوطی نژادانش
 نفس پرداز تقلید اند و میگویند الہی

شکست آرزو زین پیش نتوان در گره بستن
 گران جانی ز ہر کس بر دل ما زد دل مارا

مردہ / ہر فکر قیامت دارد
 آرمین / ہر قدر دشوار است

در رهت نارفته از خود هر طرف سرمی‌زنم
همچو مژگان به خبر در آشیان پر می‌زنم

ز تنگی منفعل گردید دل ، آفاق پیدا شد
گهر از شرم کم ظرفی عرفها کرد و دریاشد

غبارم را خط نارسته پنهان داشت از یادش
بگردد خاطرش گردیدم اما دیر گردیدم

دریس غفلت سرا عرفان ماهر تاوگی دارد
سراپا مغز دانش گشتن و چیزه نه فهمیدن

رباعی : در عالم قدر ساده لوحی سندی است

خادان بودن بآبروها جاد است

از عرض هنر وقار ما خفت شد
این آئینه از هجوم جوهر نه‌داست

رباعی : زین مدرسه یک عمر سبقها خواندیم

از هر بدو نیک زشت و زیبا خواندیم

حیرت آخر سواد ما روشن کرد
آئینه نوشتیم و تهاشا خواندیم

عرصه آفاق جائه جلوه یک ذاله نیست

نه گره از تنگی این بیشه پیدا میکند

مرزا عبدالقادر در خانه عزیزه رفته بودند و از دروا کردن

صاحب خانه اندک توقف شد - او این بیت بر دروا از پیش رفتن

نوشت :-

به محفلی که در آئینه رضا طلبی است
 نفس درازی اظهار پام به ادبی است

شب که دل از پاس مطلب بادق در جام کرد
 یک جهان حسرت بطوفان داد و آهش زار کرد

عشرت ما چون نگاه از بس تنک سرمایه است
 سایه مژگان تواند صبح مارا شام کرد

حسرت آهنگر که می‌فهد زبان راژ من
 گوش بر آئینه که تا بشنوی آواز من

پیشم بسته خیال حضور حق بستن
 اشارت‌یست که این جاذگاه بینا نیست

پراخت مرده ام اما زیارت خانه زنگم
 تومی آبی و من آسوده آتش در مزار من

ذوق آغوش دوئی در وصل شتوان یافتن
 بیخیر مجنون مالچلی شد و محل نشد

رباعی : زاهد آسوده فطرت مردانند
 در محببت شوق نیستی فردانند

یک ره خبر از کاغذ آتش زده گیر
 تا سوختگان چه سبزه میگردانند

هر تپیده درونم که حسد شامل اوست
 جر تهمت پاکان نظر باطل اوست
 رو پنبه بسقف خانه آویز و به بیس
 دودیکه ز شمع سر کشد مادل اوست



آهنگ جلالی که بهس زیر شود
 چون وانگری جمال تاثیر شود
 آن جادو شعله گوی که دارد خورشید
 در ساغر ماه چو رسد شیر شود



مستزاد: دی باهر داشتند مستان آدب = پزم آرائی -

ساقی^۱ دل و مے شرر و قدح دستن لب = حیرت ناغی
 گفتم من بیدل بکه دارم صحبت = جر رنج و ذفاق
 گفتند بشرط دن صاف از مطلب = با تنهایی

مستزاد: بیدل چند از بکه چشم و ا باید کرد = به ما مکشاده
 مفت نگهیم سیر ما باید کرد = گو دیر میانه
 مارا با خود غرور استخوان است = کنز تکینش -
 دامان توهرم ز کف رها باید کرد = اے و اے و اے

رباعی: هر چند سریوت ز باور یشم است
 سنگه داند هر از بکه اورا چشم است
 ایس مسند قاقم و سهور و سنجاب
 در دیده بوریان نشینان چشم است

زاهد گوید که علم تقوی دین است
 شیخ آئینه برکف که سلوک آئین است
 دیوانه ما برغم این بیخردان
 عریان گردید و گفت مردی این است



هستزاد: عشاق اگر بی سر و بی پا باشند = مستان حق اند
 در محو خیال زشت و زیبا باشند = حیران حق اند
 زاهد تو نشاط و الم خلد و جحیم = پرما مفروش
 هشدار که بیدلان بهر جا باشند = مهمان حق اند

هستزاد: قومی که به گیسو دار نازان باشند = مغرور اند
 جمعی که کنند کارو حیران باشند = معذور اند
 آن فرقه که با کمال اسباب غرور = سازند بهعجز
 یعنی چون ما بخاک یکسان باشند = مامور اند

هستزاد: امروز طنپین پشه داغمر ساخت = هنگام سحر
 کز دره بصد تاملش بار شناخت = تفتیش نظر
 گفتیم چه قدر بدگف پسندید قضا = در خلقت جسم
 گفتا بارے که باید از دوش انداخت = کمتر بهتر

برین رباعی خود مباحثات می کنند ، و می فرمایند که بهن دادند

رباعی: هر چند طالب بصد فنون است این جا
 دریوزه دیدار جنون است این جا
 از هیأت چشم و مؤه غافل نه شوی
 دستم دگر از کاسه برون است این جا



فقیرو مراد است و دو رباعی متضمن مدح و مدح چهار یار و
منقبت ائمه معصومین علیهم السلام گفته مقبول و دلپسند جمیع سخنوران
گشته بود ' بخدومت ایشان فرستاد تا بدانند که شعر بایس رتبه
می باشد - ایشان نیز رباعی در جواب یک رباعی فقیر پیش فقیر فرستادند -
هر دو نگاهشته می آید ، اذصاف بدست عزیزان است

سرخوش :

در فضل و کمال ذات احمد یکتا است
اسلام قوی ز یاری شیر خدا است
عین ایشان ، نتایج ایشانند
همون دو الف که یازده زان پیدا است

بیحدل :

آن چار خلیفه و رسول معبود
کز اجداد وضع شان عشر شد موجود
به نقطه شک بذات یکتای نبی
چون جمع کنند یازده خواهد بود

فقیر رباعی دیگر بهمین مضمون گفته ، فرستاده ، و رباعی در منقبت

چهار یار نیز :—

سرخوش :

و همی باشد ز ذات پاک احمد
تفریق دوازده امام امجد
کین جلوه موجهای دریای صمد
چون سیزده است آشکارا ز احمد

هنه :

از چار خلیفه رسول مختار
 قائم شده چار رکن دین ابرار
 داله که بود آخر آحمد ، دال است
 بر اثبات خلافت این هر چار

باشاره میان ناصر علی چند بیت ایشان را بشوخی پیش مصرع
 رسانیده مطلع ساختم اگر چه ایشان شنیده ناخوش شدند و از راه
 غیرتی که تلامذه رحمانی را ، می داشت ، بد بردند ، اما یاران منصف
 پسندیدند - چنانچه ایشان فرمودند : —

بیدل : برارسته نگه آخر است تحصیلم

برات رنگم و بر گل نوشته اند مرا

سرخوش : ز به ثباتی عشرت سرشته اند مرا

برات رنگم و بر گل نوشته اند مرا

بیدل : شخص پیروی نفی هستی میکند هشیار باش

صورت قد دوتا آئینه ترکیب لا است

سرخوش : جلوه گاه نقش پیروی تخت مشق فنا است

صورت قد دوتا آئینه ترکیب لا است

بیدل : عوارض کثرت اسم ایست ذات وحدت ما را

خلل در شخص یکتا نیست گر قامت دوتا گردد

سرخوش : دوئی که ذات وحدت را بکثرت رهنما گردد

خلل در شخص یکتا نیست گر قامت دوتا گردد

بیدل : گل جام خود عبث بشکستن نمی دهد

صاف طرب بشیشه رنگ پریده است

سرخوش : دست نشاط و دامش از خود رمیده است

صاف طرب بشیشه رنگ پریده است

بیدل : به تکلف مرگ هم آسان نهی آید بدست

از تماشای دو عالم چشم باید دوختن

سرخوش : نیست از شمع اجل آسان نگاه افروختن

از تماشای دو عالم چشم باید دوختن

حکایت در مثنوی محیط اعظم بیانزده بیت تمام کرده بودند

فقیر در رباعی بسته :—

مثنوی بیدل :

نصیحت‌گری و عجز آماده داشت

نفس گرمی حرمت باده داشت

که بر الفت می‌نیفشانده دست

خمار مته وصل نتوان شکست

ببزم طرب دست ساغر نگیس

ندارد دعای اجابت قریس

نخستین کف از جام می سادگی کن

دگر خویش را رحمت آماده کن

بجوشید رنده که ای به‌خبر!

ز حرفه که گفتی نبردی اثر

بهستان ز تهیید اذکار می

عیان گشت تعظیم اسرار می

که تا جام می در کف همت است

دلت هر چه خواهش کند خجلت است

دو عالم به چنگ و دعا خواستی

مسلطیست از کوری آواستی

در فقرزن ، خواست شاهی . طلب
 ز مینا و جام آنچه خواهی طلب
 دمه کار زو شد ز مے کامریاب
 دعای دگر کو مشو مستجاب
 ولی جای رحمت اگر آگهی است
 بدست که از جام و مینا تهی است

رباعی سرخوش :

واعظ گفتا که نیست مقبول دعا
 زان دست که آلود بجار صہبا
 رندی گفتا که تا بود جام بدست
 دیگر بدعا کسی چه خواهد ز خدا

از زبان میرزا محمد علی ماهر شنیده ام که زلالی حکایت در دو
 بیت گفته بود که در صاحب سخنان مباحثات میکرد که کار
 دستبسته کرده ام - و آن حکایت ایس است که :

” شب زمستان یاران در صحرا فرود آمده بودند . یکی ازینها
 برخواسته که آتش خاموش شده است ، چوب پیدا کرده ، روشن کند -
 گذرش بگورستان می افتد ، تابوتی آخا یافت ، بسر بوداشته می آورد -
 یکی در راه ازو پرسید : که مرده است ؟ ، گفت : آتش ! “

زلالی : شب رنده در ایام زمستان
 بسر تابوت می برد شتابان
 یکم پرسید ازو ، کای یار دلکش
 که مرده از عزیزان گفت آتش

فقیر خلاصه کتاب منطق الطیر ، شیخ عطار را در رباعی
 بسته وسوای آن چندین مطالب صوفیہ عالیہ و حکایات
 غریبہ دو رباعیها بسته ، در رسالہ روائع که در تتبع لوائح

مولوی جامی نوشته بتفصیل مرقوم است - چند رباعی بجهت

استشهاد قول خویش ، چون گواه صادق می آرد :—

سر خوش :

(۱)

سی مرغ ز شوق جال و پیر بکشدودند
در جستن سیمرغ هوا پیهمودند
کردند شمار خویش چون آخر کار
دیدند که سیمرغ همینها بودند

(۲)

دزد شب تار کوبدو میگردید
از هیچ دره به مقصد دل نرسید
در خانه خویش رفت و کالا دزدید
چون روز نظر کرد متاع خود دید

(۳)

شاه به یاد مرگ هر شام و سحر
میکرد باگهی ، بتابوت نظر
چون موه سفید دید روزه درویش
پرداشت ز پیش چشم تابوت دگر

(۴)

گیری برسید برتن مرغ هوا
گفتا که شمت بسوه من راه نها
گفتا ز تو چیز نیست بهن پیوسته
جنسیست که آن سوه تو شد جال کشا

رباعی بتوضیح بحسب حسابی درست کرده ام: —

(۵)

باشی بسر حساب اگر ام همد
و حدت نضورد ز جوش کثرت برهم

در هندسه نه را چو مضاعف سازی
هر چند که بشهری نه آید برقم

یعنی نه و نه هژده میشود ، که در هندسه است ، بدین صورت که هشت و یک است - باز نه و نه و نه بیست و هفت است که نیز نه است چرا که هفت و دو نه است بهمین دستور هر قدر کسی زیادتى بشمارد ، دیگر رباعیات نادر در محل خود قلبی خواهد شد .

۲۰ چندر بهان برهمن : طبع درست داشت ، شعر بطور قدما صاف و شسته میگفت - در هندوان غنیمت بود - دیوانه ترتیب داده - در انشا پردازی نیز سلیقه داشت - روزه از پیشگاه خلافت و جهانداری؟ باو حکم شعر خواندن شد - این بیت تازه گفته بود ، برخواند: —

مرا دلیست جکفر آشنا که چندین بار
بکعبه پردم و بازش برهمن آوزدم

شاه جهان بادشاه دین پناه برآشفت و فرمود که " این بدبخت کافر سخت مرتد است ، بایدش کشت " ، افضل خان دیوان اعلیٰ بهعرض مقدس رساند که این بیت شیخ سعدی مناسب حالش گفته ؛ —

خرعیسی اگر بهکه رود
چون بیاید هنوز خر باشد

بادشاه تبسم کرد ، بطرف دیگر مشغول شد و او را زود
از دیوان خاص بیرون کردند - این بیت بنام او مشهور است : —

ببین کرامت بت خانه مرا ای شیخ
که چون خراب شود ، خانه خدا گردد

روزی مرزا محمد علی ماهر ازوم پرسیدند که " این بیت از
آنها است " گفت : " شاید گفته باشم " ، بخاطرم نیست ، اما بتمقیق
پیوست که از هندوستان دیگر است یک بیت او که ازادا خالی نیست ،
نگاشته می آید : —

چه اختلاط " بارباب عقل شیدا را
بطور خود بگذارید لحظه مرا

۲۱ **بیتخمر بیراگی** : مردیست آزاد مشرب ، بهزاج* فقیر

شناقی دارد - پیش فقیر مشق می گذراند : —

در فضاے عشق جانان پوالموس را بار نیست
هر سرے شایسته سنگ و سزای دار نیست
دل چو شد بیکار دست از کار باید داشتن
کار در بیکاری دل بود دیگر کار نیست



همچو صبح از جیب دل خورشید می آید برون
و چه جام است این گزو جهشید می آید برون



مرا ابرو کهانے میکشد در بر ، ولی ترسم
که این در بر کشیدنها چو ناوک دورم اندازد



مدد از دست دامن یقین وصل ار میسر نیست
که این مشاطه هم در خوبی از محشوق کمتر نیست

(ت)

۲۲ — ملا علی رضا تجلی : در زمان سعادت عنوان شاه جهان

بادشاه از شیراز بهند آمده شاعر صاحب تلاش و خوش خیال بوده -

در قصائد و غزلیات و مثنوی محراج الخیال معنی های تازه فکر کرده -

ایں چند بیت ازو است :-

فغانم به تو شبها دل خراشد مرغ و ماهی را
بچشم صبح چون داغیست گاندازد سیاهی را

هجر جاندوز چه یک روزه چه صد ساله یکیست
نقطه و دائره شعله جواله یکیست

در قطره قطره خودم پیکان آبدار است
چون استخوان که پنهان در دانه ازار است

بگوری بگذرد به مهر رویش عید نو روزم
بود به نور صبحم چون بیاض چشم قربانی

بسکه دارد عضو عضوم روئے خواهش سوه دوست
پای خواب آلوده ام در خواب بیند کوه دوست

به تو در چشم ترم شورش جیحوں پیدا است
چون رگ لعل، مرا هر مژه در خون پیدا است

بسکه در مشقت غبارم یاد رویش نقش بست
گردن تصویر او شد، هر کجا کردم نشست

بم تو بر من ماهتاب امشب شب دیگر شده است
دور شبحم، چون طالع کشته، خاکستر شده است

محبت شمع فانوس است که پوشیده می ماند
غم او عاقبت در پرده رسوا میکند مارا

چکد بدامنم از دیده لغت دل با اشک
برنگ شعله که با روغن از چراغ چکد

مراهم مشرب تبخاله دارد روز و شب دوراں
برود گر سردگونی جامم هبای لبریز خواب است

۲۳ — محمد تقی: از تازه گویان است یک بیت اوشنیده شده: —

مست دازی و سر خانه خرابی داری
از سر کوچه ما میگری خوش باشد

۲۴ — عبداللطیف خان تنها: دیوان صوبه پنجاب، خواهرزاده

میرزا جلال اسیر - فکر اشعار بلند و طبع انشا پردازای رسا داشت این

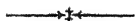
چند بیت از او است: —

یارم به کنج میکرده تنها نشانده و رفت
گفتم که من غبار تو، دامن فشانده و رفت

بتم دارم که بر بالای سرو همچو گافامش
قبا چسپان بود از بسکه شیرین است اذامش

خشکی زاهد شود از گریه رسوا بیشتر
می شود از بارش وی جوش سرما بیشتر

به داغ عشق خون رود از چشم دل مرا
 آید به گریه طفل چو خاموش شد چراغ
 جز به کشتن نه شوند اهل جهان صاف بهم
 صیقل آذینه گرو صف جنگ است این جا



بلند از جور چشم او چو مژگان گشت فریادش
 ز خاموشی چو حال سرمه را آهسته پرسیدم

۱ — تشبیهی : یک بیت رسمی از و بگوش خورده ، قلمی میگردد ؛ —

مست آن چنان خوش است که گوید بروز حشر
 من کیستم ، شایسته کسانید ، این چه جا است

فقیر نیز گفته : —

مست آن چنان خوش است که هنگام روز حشر
 چون سرگشده ز خاک بگوید پیاله کو ،



۲۶ — حافظ جهال تلاش : سرگرم کار است ، فکرش خالی از
 تلاش نیست : —

بسکه در خون تحیر غوطه زد اندیشه ام
 چون رگ یاقوت خوابیده است پایه ریشه ام
 خانه زادن وفا را ناله می باید * مدام
 شیون ایجاد است چینی ماتم فقور را



(ث)

۲۷ — میر مفاخر حسین ثاقب : عہوی میر محمد زمان راسخ -
صاحب طبع باشند و کھین رسا بود - در سر هند سکونت داشت - ہاں
جا در گشت :-

نیست پیدا سعی ما از عشق دامنگیر ما
گر بود آواز پا در ذائق زنجیر ما

جز حدیث خود نہ گنج در دہان خود فروش
طوطیش را غیر خود چوں دستہ در منقار نیست

غبار پردہ ننشیند بسیما آفتابش را
کہ شوخیہاے رنگ از رخ بگرداند نقابش را

راہ رو را رھنما افتادگیہا میشود
ھر کجا پاے بلغزد جادہ پیدا میشود

ز بسکہ طاعت آلودہ با گناہ کنیم
بسجدہ ہبچہ و نگیس نامہ را سیاح کنیم

قطع امید دھد قوت بازوی طلب
بہ پر ریختہ پرواز توان کرد ایس جا

ز دستگیری غریبت پیا است جالو من
چو موج ریگ روان کرد راہ خویشتم

روزگار عمر همت کرد در چشم سیاه
پر غبار از دامن افشاده شد کاشانه ام

اشک چشم سرمه آلودم درین سر گشتگی
شام غربت میبزم با خویش هرجا میروم

نبودم غافل از ناز که لطف آموخت آن خور را
بخون من اشارت کرد و به چینی ساخت ابرو را

ز کار بسته کنم راه مدعا پیدا
سر کلاه * شود زین گره مرا پیدا

در نشاط غم عشق گرم چاره ما است
صدای قهقهه ما آه پاره پاره ما است

(ج)

۲۸ — جهانگیر بادشاه: با وجود مستی و به پرواائی، و شغل جهان بانی و فرمانروائی، گاه گاه بحسب تکلیف وقت زبان الهام بیان را بگفتن شاه بیت و رباعی و مصرع رنگین گلفشان میکرد. طبع عالی متعالی دشوار پسند، خورده گیرو دقت آفرینی بحدی داشت که گویند روزه شاعری قصیده در مدح آن پادشاه جر جاہ گفته آورد مصرع: **اے تاج دولت بر سرت از ابتدا تا انتها**۔

فرمودند که از وزن تقطیع شعر خبر داری؟ گفت: ندارم۔ بر زبان مبارک راندند که اگر ”عروضی می بودی، گردنت بزدم!“ شاعر بخود در ماند که ایایچه واقع شد۔ پیشتر طلبیده فرمود: ”این مصرع را چون تقطیع کنند، چنین بوزن می آید: **اے تاج دو = مستفعان * لت بر سرت = مستفعان** از ابتدا = مستفعان، تا انتها = مستفعان۔ این قباحث دارد۔ صاحب سخن را می باید که از جمیع عیوب شعر خبردار باشد۔ خان خاندان این غزل ملا جامی طرح کرده بود **مصرع**:

بهریک گل منت † صد خار می باید کشید

بندگان حضرت در باغی بزم آراے نشاط بودند۔ هواے اجر تکلیف

پیمایه دوشی میکرد، این مطلع بدیده بر زبان راندند: —

جام می را بر رخ گلزار می باید کشید

اجر بسیار است و می بسیار می باید کشید

* ضم منقلبتها

† ضم محذرت

ایں دو رباعی نیز از زبان محمد علی ماهر شنیده ام که از

زادهای طبع مبارک است . رباعی :

(۱)

ایم آنکه غم زمانه پاکت خورده

اندوه دل و سوسه ناکت خورده

مانده قطره های باران بزمیں

جاگرم نه کرده که خاکت خورده

(۲)

هر کس بضمیر خرد صفا خواهد داد

آئینه خویش را جلا خواهد داد

هر جا که شکسته بود دستش گیر

بشنو که همین کاسه صدا خواهد داد

وقتی ماه نوعید رمضان را دیده از غایت شوق شراب این

مصرم فرمودند مصرم :

هلال عید بدور شفق هویدا شد .

خدر محلی نور جهان بیگم که او نیز طبع موزون داشت این مصرم رساند :

کلید میکده گم گشته بود ، پیدا شد .

بادشاه تحسین ها کرد - الحق خوب مصرم رساند - روزی بادشاه

پیراهن با تکه لعل پوشیده بود ، بیگم فرمود :—

ترانه تکه لعل است بر لباس خویر

شده است قطره خون منت گریبان گیر

غرض عهد جهانگیری عجب عهد بود عیش و عشرت در عالم

پدرجگ کمال ، هر کسی خاطر جهی داشته ، فراغ بالی عالی متعالی

در همه ادانی و اعالی اثر کرده مرفه و آسوده حال بسر می بردند -

روژه در شکار گاه آهوه بسیار صید کردند - درین اثنا یوز خاصه

آهوه سیاه را افگند ، از شرط خوش حالی بر زبان مبارک رفت : مصرع :

چیته بادشاه زد کاله

یعنی یوز بادشاه آهوه سیاه افگند - ابو طالب کلیم حاضر بود مصرع دیگر

رساند مصرع

گشت صحرا ز خوں پراز لاله -

پنج هزار روپیه از بهله خاص هان جا اشعار شد - سبحان الله

چه زمانه و همتها بود - اکنون اگر آسمان را بزمین دوزند ، فائده نه دارد :—

برای گروه بیاید گریست کز پس ما

حکایت کرم روزگار ما گویند

مناسب خوان حاضر جواب این عصر مثل تریبیت خان می باید -

نقل میکنند که روزی شاه جهان پادشاه در صبح بر کنار دریا شکار میکردند -

بخار تر از دریا برآمد که آن را بزبان هندی کهر گویند - تمام روزه

هوا را فرو گرفت - پادشاه از روزه نشاط فرمودند : که مناسب

این حال بیت می یاد دارد ؟ تریبیت خان عرض کرده :—

قدمر نا مبارک مسعود

گر بدریا رود برآرد دود

یکی از صاحب همتان زمانه ما بخشی الهاک همت خان بود - فقیر

مدت خدمت کرده ساقی نامه و چند مشنوی در مدح ایشان گفته

یک روز سر مجلس فرمودند یک چو بدار رفته ، خانه مرزا سرخوش

دیدید بیاید رو بمن کرده فرمودند که : یک دست خلعت

ویک راس اسب برای شما عطا کرده ام - میفرستم

دیگر روز تعادل زدند. فقیر چند روز انتظار کشید - آخر معلوم شد که قول آن ترک را بکار بردند. * که شاعری در مدحش قصیده گفت و سر مجلس ترک شنیده محظوظ شده گفت: فردا بیا، چند من گندم صله ایی بگو میدهم - شاعر خوش حال شده علی الصبح بار بردار و جوال و ریسبان برای غله حاضر کرد - ترک بیدماغ از خواب بر خاسته بیرون آمد شاعر گفت: بهوجب فرموده بار بردار و جوال و ریسبانها برای غله حاضر آورده ام، امید وار عنایتی، ترک گفت: عجب مردابله بودی - تودی روز حرفه گفتی، مرا خوش آمد - من نیز حرفه گفتی ترا خوش آمده - خرو جوال و ریسبان چه دخل دارد -

دیگر از کریهان عصر ما خواجه بختاور خانجیو بودند - سرای نزدیک دهای آباد کردند - بختاور نگر نامش نهادند - جمیع صاحب طبعان پای تخت تاریخ آن گفتند - از هیچ کس پسند نیفتاد - فقیر تاریخی خاطر خواست ایشان گفت - از بادشاه تا امرای عظام هر که شنید خوش گردید - همان تاریخ بر دروازه سراسر نوشتند: —

در هجایون عهد عالم گیر شاه
زیب تاج و تخت فخر دین و داد

بهر تعمیر سرای دلکشا
خان بختاور کف همت کشاد

رو نقش از مسجد و گلشن فزود
آبروی دیگر از تالاب داد

چون شد این محبوره دلکش بنا
عقل بختاورنگر نامش نهاد

خواست طبع سرخوش جام سخن
 سال اتهامش ز فیض بامداد
 شاد و خرم زو بر آمد راه روی
 گفت: بختاورنگر آباد باد

روزی از راه خوش طبعی گفتم که آنچه برین سرا خرج شده ربح آن
 را خود البته سزاوارم که بیابم، فرمودند، مطلب از ساختن
 رباط و سرا نام است که تا مدتی در عالم باشد. زر را ما خرج کردیم،
 و در نام ما و شما هر دو شر یکیم. نصف زر از شما باید گرفت، فقیر
 سرفرو افکندم و گفتم: راست میفرمائید، باوجود این همه
 به فیضی و نا منفعتی بعد فوتش تاریخش هم گفتم:—

دریغ از جهان بخت و رخا گذشت
 نهاند آب در گلستان سخن

خرد خواست تاریخ فوتش ز دل
 بگفتا که "کو قدردان سخن"

این قصه بآن میباید که شاعری در مدح دولت مندی قصیده گفته
 گزرا نید. روه ترشح نه دید. بعد از چند روز مثنوی بنام او گفته گزرا نید.
 هیچ التفات بر حالش نکرد. باز قطعه مشتمل بر احوال خود گزرا نید.
 چیزی بر وی نه داد. باز آمده بر آستادش نشست. آن دولت مند گفت:
 "قصیده گفתי چیزی ندادم مثنوی گفתי چیزی ندادم، حالا بچه امید
 بر در خانه من نشسته،" شاعر گفت: نشسته ام که بهیروی و مرثیه انت
 نیز بگیرم،"

روژه رباعی بدیسی صنعت و خوبی گذراندم:—

آه نام خروشت نقش ضعیف سرخوش
مدح تو همیشه دلپذیر سرخوش
دست از حالش مدار چون همداد است
بختاورخان و دستگیر سرخوش

شنیده فرمودند که ایس از اتفاقاقتست - چون ایس رباعی گذراندم

محفوظ شدند:—

آه باطن تو ز راز شاهی آگاه
بختاوری از بام تو روشن چون ماه
تو پیرو شاه، شاه بود پیرو حق
شاه سایه کردگار تو سایه شاه

فرمودند: ”بیگ واسطه مارا هر سایه الهی گشته، بر بیاض ما بخت

خود بنویس“ نوشته دادم -

۲۹ — اصف خان جعفر: از امرای جهانگیر بود - ایس بیت

از ”خسرو شیرین“ اوست:—

ز شوق آنچه آن جا دید فرهاد
مرا اینجا قلم از دست افتاد

۳. — اقا نجف قلی جرأت: طبع درست داشت ایس

بیت ازوست:—

انجم افروز شب از ناله جانکاه منست
آسمان کاغذ آتش زده آه منست

۳۱ — پیر عبدالرحیم چپیشی : شاگرد ملا حاکمی * ست - مرزا

محمد علی ماهر و او هر دو بلهیم پیش ملاه مذکور مشق میگردانددند -

این بیت از مشهور و مقبول است :—

کس که دل ز تو گیرد کجا نگه دارد
من و دل از تو گرفتن خدا نگه دارد

۳۲ — محمد ایوب جودت : جوان خوش فکر و صاحب تلاش است

حدت طبع و قوت حافظه بعدی داشت که هرچه گفته بر زبانش ازبر است :—

چه غم از دست برد ناله دارد داغ هجرانم
چو طاووس آفت از صرصر نبا شد در چراغانم

هنر را آنقدر آفت بچشم ناتوانم شد
که جوهر دار چون دندان ماهی استخوانم شد

کیست که جادو چاک جگر آگاه بود
ورنه تا دوست رسیدن چه قدر راه بود

ز رفعت بیشتر باشد صلاحیت خاکساران را
ز بالا سوی پستی هر که می بیند هراس آید

مردان ازیس بیابان رفتند لنگ لنگان
بنگر که پای چوبینی منصور را ز دار است

دلیم داریم که دارد خار خار از یاد گیسویش
 برونک خار ماهی شانه می‌روید ز پهلویش



نه تنها زلف او دارد گره در خاطر از عاشق
 که بر گردیده از من همچو مژگان هر سرمویش
 بزرگان را بود اسباب شهرت مایه نقصان
 بچشم ماء نو در شیشه افلاک مو باشد



(ح)

۳۲ — حکیم حائق : از امرام معتبر بود ، دیوانه ضحیم ترتیب داده
اشعارش راست بر است بطرز قدما است - این بیت او خالی از دردی نیست :-

دلبر بهیچ تسلی نمی شود حائق
بهار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم

گویند روزم پیش ملا شیدا این مطلع بر خواند :-

بلبل از گل بگردد گر در چمن بیند مرا
بت پرستی که کند ، گر برهن بیند مرا

شیدا گفت : ظاهراً این شعر را صاحب در عالم امری فرموده باشند ،
حکیم در غضب شد ، شیدا را فرمود که در حوض غوطه ها دادند - حسن
مطالعش هم بدین نوع است :-

در سخن پنهان شدم مانند بو در برگ گل
هر که دارد میل دیدن در سخن بیند مرا

نبوده فاش بدانشان که گوشها نه شنید
سکوت من سخن نا رسیده بر لب را

۳۳ — محمد حسین مشهدی : خوش زبان بوده - این دو بیت او
از میهر معز شنیده ام :-

یا قوت بال لب تو دم از رنگ میزند
این خون گرفته بین که چه بر سنگ * میزند

از تو تا دوست یک نفس راه است
تو حبابی و بحر الله است

۳۰ — میرحشمتی : در اکبر آباد یک شب باو و اتفاق صحبت افتاده .
 باشد ا یار بوده ، دیوانه مخمصر بطرز قدیم ترقیب داده ، چند شعر معنی
 دارم دارد . یک بیتش اذک با مرز است : —

موی سر کردم سفید و هیچ کارم سر نشد
 دست و پایم میزدنم اکنون که آب از سر گذشت

میروی گفت : شیدا تلاش بستن الفاظ غیر متعارف بسیار داشت . روز
 بمن گفت : میپر : تو در شعر جای شکسته بند آورده ، گفته ام : گردن شما
 بشکند تا شکسته بند پیارم . این بیت در نعت و منقبت فقیر گفته
 بود ، و شهرت داشت : —

محمد یکی باعلی ولیست
 چو یک کس که نامش محمدعلیست

میرزا بیدل شبی بفتییر فرمود که من این را بنام میرحشمتی
 شنیده ام بگویم : توارد شده باشد ، من از دعوی دست برداشتم ،
 هر دو داخل ثواب شدیم ،

در اوائل مشق حسن یازده سالگی مطلعی گفته بودم : —

بر چشم او خطی نه زابرو کشیده اند
 مدی بود که بر سر آهو کشیده اند

یاران از دیوان فیضی مصرع آخر بدینس برآوردند : —

بالای چشم ابروی مشکین آن غزال
 مدی بود که بر سر آهو کشیده اند

و فقیر ازین بیت خاقانی بذکر این قسم معنی افتاده بود که گفته : —

اطاقه بخرق شده کامیاب
 چو مد الف بر سر آفتاب

۳۶ حقیقتی : در گجرات بسر می برد ، طبیعی درست داشت

مطالعی گفته : —

در حقیقت دگری نیست خدائیم همه

لیکن از گردش یک نقطه خدائیم همه

یاران در جوابش فکرها کردند - باره محدود فاروق بیته رساد : —

قطره بگریست که از بحر خدائیم همه

بحرین قطره بخندید که خدائیم همه

روزم مست بخانه در آمد که آنجا گزر پریان بود شیشه سبز

پر از شراب ارغوانی در دست داشت - نظر بران کرده گفت مصرع : —

چه رنگ است این چه رنگست این چه رنگست

از گوشه خانه که آنجا هیچ کس نبود آواز بر آمد مصرع : —

به میانه زمردگون مے لعل

چنانچه همه حاضران بشنیدند -

۳۷ — شب بخیر محمود خیران : میخواست که بتقلید ناصری

راز برود ، راز اصلی را هم گم کرده حیرانست : —

آهو شنیده ایم و ندیدیم جز رمی

نقش جهان بگردش چشم که بسته اند



امشب که بزم به تورخ دل طپیده است

نور چراغ گردن رنگ پریده است



ره میبرد بگوش نکه چون صداه چاک

چشم جهان ز شوق که جیب دریده است

به نیرنگی دل صد دایم من گردید پامالش
که رقص صد چمن ، طاوس نقش پا بدنبالش

بخلوت خانه دل رفت و پیدا کرد عالم را
درین آئینه خود بنشست و بیرون ماند تمثالش

آی نهال شعله پروردم که ذوق سوختن
چون رگ یاقوت در آتش دواند ریشه ام

(خ)

۳۸ — محمد ابراهیم اصالت خان خلیل تخلص:

طبع درست داشت - با فقیر هم صحبت بود:—

قطره خورشید را حکم پکیدن دهم
تشته لب عشق را ذوق پشیدن دهم
عشق پیش از تیغ تیزی کرده است
به قیامت رستخیزی کرده است

روژه نجات خان برادر کلاش در مکتوب خود این بیت پا و نوشت:—

دو نعت است که بالا ترین نعتها است
شراب خوردن و بر پایه یار غلطیدن

فقیر را طلبید، رفتم، دیدم که مست شراب است - بر روه

سبزه تر می غلطد - مرادید، و گفت: جواب ایی بیت زود بگوئید که
به برادر عزیز بر نگارم - فقیر نظر بر حال مستی و بر روه سبزه
غلطیدن او کرده، بدیه گفت:—

خوش است جامه نایب با تو نوشیدن
چو گل شگفتن و بر روه سبزه غلطیدن
بغافلان طرب، برق چشمه زد و گفت
برون نجسته ز خود ناخوش است خندیدن
یک از فواید عزلت خود این سر دست است
که پا شکسته نیارد پیاده گردیدن

۳۹ — مرزا خلیل: جوان قابل بود، منشی طبیعت، چندی در

ملازمت خواب زیب النساء بیگم خلف عالمگیر شاه شرف اندوزی داشت،
”زیب المنشات“ را که تالیف بیگم بود، ترتیب می داد، با حکیم
صاحب یار و صاحب بود - از زاد هاه طبع اوست -

حاجت بگفتگوه ندارد بیان ما
 سوزد چو شمع بر سر حرفی زبان ما
 سامان تو بهار بایس تازگی کجا است
 رنگ شکسته ریخته دارد خزان ما
 پیرایه خاطر مجنون بهشت زندان است
 هوا یکپست اگر خانه گریبانست
 غم وطن نبود در دل مسافر عشق
 بچشم او چو رسد سرمد در صفا دانست
 پیرایه سر مخور می گفتم دگر تو دانی
 در ماهتاب منشی با خرقه کتانی

شبه فقیر در خواب می بیند که مردی بزرگ عصا زیر زنج ایستاده
 است. خلیل مذکور فقیر را ملازمت او میکند و می گوید: "حضرت
 مرتضیٰ علی اند،" من دویده، سر در قدم مبارکش میگذارم. دست
 پر پشت من زده، سر مرا برداشته فرمودند که "سر خوش! همچو
 تو شاعر در عهد تو کسی نخواهد بود،" فقیر مدتی در تردد بود که قول
 شاه ولایت چنین است، حال آنکه همچو من در عصر من اکثر اعزّه
 هستند. مرزا محمد کاکهر که صاحب کمال و اهل الله بود، گفت که
 "تو هم شاعری و هم عارف،" صاحب دو صفت کمالی:—

در قرنهای پاید که تا یک کود که از راه عقل
 عارف کامل شود، یا شاعر شیرین سخن،

مرزا بییدل گفت: "شاعری عبارت از معنی تازه یا بیست همچو—

صاحب تلاش، مضمون یاب در عهد تو کجا است:—

۴۰ — خالص : در عهد عالم گیر شاهی از ولایت بهند آمده ،

باطراف دکن اکثر گزرا نیده - دیوانه مختصر با قصائد بطرز قدما دارد - این بیت او در ترانها می خوانند ، میدانستم که از امیر خسرو است - در دیوان او تمام غزل یافتم : —

غبار راجه گشتم ، سرمه گشتم ، توتیا گشتم
بچندین رنگ گشتم تا بچشمش آشنا گشتم
بهر صورت که گردیدم نبردم راجه در کویش
نوا بلبل و بوه گل و باد صبا گشتم
رقیبا ! من نهیگویم گل و باغ و بهار از من
بهار از تو گل از تو ، هر دو عالم از تو ، یار از من
مرا ای باغبان از داغ دل برگ و نوا باشد
چمن از تو گل از تو بلبل از تو لاله زار از من

۴۱ — هارزا خلقی : خوش سخن بوده - یک بیت او از

میر معز استماع افتاده : —

رسید بر سر بالین بوقت نزع یار
چراغ زندگی ، شام مرگ روشن شد

۴۲ — قاسم خازن : یک دو مرتبه او را در قهوه خانه دیده

ام - بسیار بر خود مغرور بود ابتداء در شهر هرکس بر می آورد - گمانش این بود که محسنی ناپست در عالم نهانده - فقیر چند شعر خود خوانده گفت : ابتداء بر آ ! در ماند و تحسین ها کرد - شاعر پخته بود ، ازوست : —

نگاهم را بدام افتاده عکس شعاع پردازی
خوش ام هم دفس یکدم که در صید پریر آدم

۲۲ — میرزا رضی دانشش : در عهد شاه جهان پادشاه بهند آمده -

هنگامه سخن وری را گرم داشته ، بسیار شیرین گوی ، معنی یاب بوده -

دارا شکوه ایس بیتش را خوش کرده طرح نهوده :—

تاک را سیراب کن ای ابرنیسان در بهار

قطره تمام می تواند شد ، چرا گوهر شود

هرکس موافق طبع خود تلاشی کرده - پادشاه زاده نیز

بیت را رسانده :—

سلطنت سهل است ، خود را آشنای فقر کن

قطره تا دریا تواند شد چرا گوهر شود



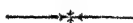
رفتی و از اشک بلبل بر چمن طوفان گذشت

روز بر گل چون چراغان شب باران گذشت



شکسته شیشه و می ریخته است ، دل تنگم

ببال برگ خزان دیده می پرد رنگم



دران وادی که من می داشم آجادی نمی باشد

سجاهی میکند از دور کاهه چشم آهوه



هجر دزدی که بیباغ از گذر آب رود

از رگ تاک بهیخته ره پید کن

باغ را از رخسار دیوار می‌بینم مباد
 باغیان تا در کشاید ، موسم گل بگذرد
 بر سر آمد و لب بسیار زود از من گذشت
 دولت تیرے کہ میگویند شہشیر تو بود

تو چون سیل آمدی مستانه رفتی
 چو صحرا سینہ چاکم بها ماند

نشان آب حیاتم چه میدهی ام خضر
 کجا است سرمه از دیدها زہا گشتن

فرستم خواہم کہ امشب با تو بزم آرا شوم
 میکنم تا شہم روشن ، صبح روشن میشود

لب تشنہ تیغم بگو قاتل مارا
 کو آب کہ شیرینی جان زد دل مارا

کسی در عاشقی ہم پیشہ را چون من نمی‌خواهد
 خورم گر آب شیرینی بیادم کوهکن آید
 چون سر زلفش بدستم افتد از خود می‌پرورم
 همچو طفلان اول شب خواب دی گیرد مرا
 روز وصل تو گم کنم خود را
 تو بدولت رسیدہ را ماند

اے درد توام قریں ، قریں را چہ کنم
 دیں پردہ روی تست دیں را چہ کنم
 زاندیشہ غییر توتہی سازم دل
 فکر تو حجاب تست ایں را چہ کنم



از بہر شہود عکس آن مہر منیر
 کز وہ شدہ حسن دلیری عالمگیر
 عالم ہبہ آئینہ و انسان دروہ
 جادیسست ز آئینہ کہ شد عکس پذیر

۴۵ - ہلا دانا در معنی یابی تلاشی داشت - منشی منش بود ایں چند

شعر از وست :-

در عشق ابلہی ست بہ تقلید گفتگوی
 ایں راہ را چو سایہ بیپایہ کسان مپوی
 بر بند سنگ بر شکر از فاقہ چوں گہر
 بفروش خویش را و نگہدار آبرو
 اضطراب اندر سخن عیب است دانا چوں ہلال
 مصرم بر جستہ باید گویش از ماہی رسد



(۶۱)

(ذ)

۴۶ - محمد امین ذوقی صاحب فکر است - این بیت او بنظر در آمده : —

گناه‌ها را عذاب‌ها باید از دوزخ فزون ترسم
که سوزندم بداغ‌ها هر فردا قیامت هم

۴۷ — عبدالرحیم خان خاندان، رحیم تخلص: از اُمراء

عمده و خواشین عظام اکبری و جهانگیر شاهی بوده. در شجاعت و مالگیری
یگانه، و در سخاوت و بخشش حاکم زمانه. چنانچه تفصیل مداحان و
بخشش او در کتاب "ماثر رحیمی" که به نام او میر عبدالباقی تالیف
نموده مشروحاً ایراد یافته است. شیخ فیضی راست: —

خان خاندان عهد کاندامش
طبع را رخصت شگفتن داد
داشت چون اعتماد بر شعرا
صله پیش از مدیح گفتن داد

ملا تقی الدین شوستری، غیوری این رباعی در مدحش گفته

خان خاندان سر ملائک را تاج
آوازه اش از نسیم گل گیرد باج
هرگز که به بخت معدلت بنیشند
موسی است بطور و مصطفی بر معراج

صاحب سخنانی که در آن عصر بودند، همه بهرح و ثنائی آن سپه سالار

بخت جوان رطب اللسان بوده اند. باد فروشان* در اشعار زبان هندی
مبالغهها از حد گذرانده بصلات و انعامات لائقه مفتخر و میاهای گشته اند
گویند ملانوعی که یکی از مداحان آن خدیو کشورکشا بوده، قصائد
و ساقی نامه در مدحش گفته، مکرر به بخششهای گرامی ممتاز گشته.

* باد فروش یعنی هرشامه گو و لاف زن، در هندوستان لقب قدیمه که آن را بهایز گویند و

باد حران نیز نامند (نفاثات)

یک دفعه بجائز ده هزار روپيه و خلعت خاصه و یک زنجير فيل و اسب.

عراقی سر بلندی یافته - چنانچه ملا رسمی گوید قطعه :-

ز نعمت تو بنوعی رسید آن مایه
که یافت میر معزی ز دولت سنجر
ز گلین املش صد چمن گل امید
شگفت تکه بهدح تو شد زجاں آور

عرفی و نظیری وحسین ثنائی و غیرهم همه از دولتش نهال بوده

اند - گاه گاه خود دینز طبع آزمائی میکرد معنی کلام الهلوك ملوک الکلام از

عبارتش واضح و لاثم است - من اشعاره :-

شمار شوق ندانسته ام که تا چند است
جز این قدر که دلم سخت آرزومند است
نه دانه دانه و نه دام این قدر دانه
که پای تا به سرم هرچه هست در بند است
نیم فضول که جویم وصال همچو توئی
کجا * ست همچو من را خیال همچو توئی
در قصه عشق مرد نا گویا به
اشدیش عشق و خون دل یکجا به
تا قدر وصال دوست ظاهر گردد
همچو شب قدر وصل نا پیدا به

نقل چند از سخاوت و احسان و فراست و فهمیدگی و دقتیابی آن سپه

سالار بخت جوان بجهت یادگار قلبی میگردد

گویند برهنه به درگ و نوا بدست یکم از مقرران محروص

داشت که ”من و توهم زلفیمر چرا از حال من چنین غافلای ؟“

نواب شنیده، او را طلب کرده به پهلوی خود نشاند و تشنگی احوالش نمود در وقت رخصت نقد و جنس آن قدر داد که از ورطه افلاس برآمد. مصاحبان پرسیدند که "ایں هندو چگونه نسبت هم زلفی جنواب داشت؟" فرمود که: سنبدا و بیتا هر دو خواهرانند. سنبدا که عبارت از تونگری باشد، در عقد منست. و بیتا که معنیش - مفاسی باشد در حباله اوست.

حکایت جهانگیر بادشاه بادهروشی را بسبب تقصیر فرمود که زیرپایه فیل اندازد. یاد فروش فریاد آورد که "من ضعیف و حقیر چه لائق پایه فیلم، مرا در پایه صحره و کنجشکه و بلبلایه باید انداخت. قابل پایه فیل انداختن خان خاندان است." بادشاه تبسم فرمود و از سر قتلش در گذشت. سپه سالار چون ایں سخن بشنید، چند هزار روییحه انعام بخانده اش فرستاد.

روزی سپه سالار طعام می خورد، خدمت گار در سوش مگس را می کرد، چگریه در آمد پرسید که "چرا گریه میکنی؟" عرض کرد که: از انقلاب زمانه فرمودند که: تو چه کسی و پسر کیستی؟ گفت: فلان خان بن فلان خان. نواب بر سیل امتحان پرسید که اگر دولت منه زاده بگو در مرغ کدام چیز لذیذتر میشود؟ گفت: پیوست مرغ نواب جوهر شناس فرمود که دستهای او بشویند. در آخر خود بر سفره نشاند و در همد احوال پردازیش شد. در اندک زمانه بیایه دولت و امارت رساند. بعد از چندگاه خدمت گار دیگر

از راه تقلید بگیريست - نواب استفار حالش نيز نبود - همان طور
تقرير کرد - فرمود اگر صادقی! بگودر گاو کدام چيز لذيذ تر
است؟ مقالده احمق گفت: پوست گاو! نواب خندید و او را هم
از فضل و کرم محروم نداشت -

گویند که به حکم جهانگیر بادشاه، بتقریب مهابت خان،
نواب را در قید داشت - سر هاله دو پسران رشید ایشان را
بریده در خوانی نهاده، خوان پوش انداخته فرستاد - بتلاوت
قرآن مجید مشغول بود - خوان آورده پیش نظر گذاشتند - پرسید
که: "چه چيز است؟" آورده عرض کرد که نواب مهابت خان
براه صاحب تربزهها فرستاده - چون سر خوان واکردند سر هاله
پسران خود دید - تبسم کرد و گفت: مهابت خان براه ما تربزهها
مشهدی فرستاده،

گویند روزه با راجه مان سنگه نرد بازی میکرد - باهم
شرط بستند که هر که بازی بازد، آوازمیش کند قضا را
نواب بازی باخت - از جا برخاست و عزم رفتن محل کرد - راجه
دامن گرفت که شرط باید بجا آورد - فرمود: "می آیم" - درین
لحظه ادای آواز میش کرد -

گویند که مصور تصویر زنی غسل کرده نشسته - و کنیزی
بر کف پائے او سنگ پامیزد - کشیده در سر سواری
گذرانید - یک نظر دیده بر بالاش پالکی گذاشته در دیوان خاص
پادشاهی زفت - وقت مراجعت صورت گر خود را نمودار ساخت

فرمود که پانصد روپیه بایں بدهند - مصور عرض کرد که تصویر من از پنج روپیه زیاده نمی آزد - اما صنعتی درین کرده ام ، اگر نواب واقف شده داد کارمن بدهد ، میگیرم - فرمود : صنعت همین است که در وقت سنگها زدن خارش خوش آینده درپا میشود ، و اثر آن در چهره ایں تصویر نمایان گردد - مصور گرد پالکی آن دقیقه یاب گردید -

گویند درویشی ملکی در پرگنه از جاگیر نواب مدد معاش داشت - عامل آنجا سند مجدد ازو درخواست نمود - درویش بخدمت نواب آمده عرض حال کرد - بهنشی امر شد پروانه بدهد - مجلس سرود گرم بود - درویش را وجد و حال دست داد - چرخها میزد - هر گاه از پیش نواب میگذشت ، میگفت : پروانه نوشتند - نواب بهنشی تاکید میکرد - هر گاه گذر بر نواب می افتاد ، از پروانه و مهر کردنش می پرسید تا آن که نویسانیده ، مهر نموده بدستش دادند - بر سر گذاشته رقصها کرد - چون مجلس تمام شد - درویش مرخص گشت - مصاحبان بخنده در آمدند که عجب صوفی طاماتی بود - صوفی در وجد و حال باید به خبر و مددش باشد - نواب گفت : کامل الحال بود - چون خطره پروانه بگرد شمع خاطرش میگشت - برای رفع آن سعی داشت که زود حاصل شود -

گویند باد فروشم بزبان هندی کبته یعنی شعر در مدحش گفته آورده - مضمونش آنکه جفت سرخاب که روز واصل و شب از هم جدا می باشد - نربا ماده می گوید که " وقت آن رسیده شب

که در میان من و تو پرده مفارقت می‌اندازد ، از عالم برطرف شود ، ما را وصال دائمی میسر آید - ماده گفت : چگونه ؟ گفت : خواب خان خاندان جواد دست به بخشش و بذل کشاده از خزائن تمام عالم بخشیده بکوه سمیر می‌اندازد زرش را نیز بغارت میدهد شب که آفتاب در پس آن پنهان می‌شود نمی‌تواند شد - در عالم همیشه روز خواهد بود - و ما با هم یک جا خواهیم بود : — مقرر اهل هند است که سمیر کوهست از طلا ، و محیط ست یکره زمین ، بحساب آنها هر روز آفتاب از اُفق آن سر بر میزند - و هم در پس آن غروب میکند - خواب گنج بخش فرمود که ” تو چند ساله ؟ “ - عرض کرد که ” سی و پنجساله ام “ گفت عمر آدمی چند است ؟ گفتند نهایت صد سال فرمود که ” سی و پنجسال وضع نهوده ، شصت و پنجساله طلب بحساب پنج روپیه یومیه شوار کرده بدهند که در عمر باقی محتاج کسی نباند “ -

۴۸ — عاقل خان رازی : در عنفوان جوانی مشق شعر راست

براست بطور قدما بسیار کرده کتاب ” مرقع “ در زمین مشنوی مولوی بتقلید عارفان گفته - بیشتر رساله اُمواج خوبی ، بنظر در آورده - چند تصنیف دیگر هم دارد - این دو بیت از مشهور است : —

عشقی که آسان نبود ، آه چه دشوار بود
هجر که دشوار بود ، یار چه آسان گرفت



تنها نشسته ایم و طلب گار چون خودیم
مکتوب اشتیاق بجنفا نوشتیم ایم

۴۹ — میرزا احسن بیگ رفیع : پیش نظر محمد خان والی

توران خدمت منشی گری داشت - چون بهند آمد - شاه جهان بادشاه
قزقدان او را بمنصب پانصدی سرفراز ساخت -

در عهد عالم گیر شاه بخدمت دیوانی بیوتات کشمیر شرف
اندوز گردید - آخر در دارالخلافه باجل طبعی در گذشت - با فقیر
اخلاص تمام داشت - این بیت که برای عزل و نصب خود گفته
مشهور است :—

یک زمان فاصله نیست سفرهای مرا
رفتن و آمدن من بنفس می ماند

بر این بیت خود مباحث میکرد ، و شهرت تمام دارد :—

عمر اگر خوش گذرد ، زندگی خضر کم است
ورچه نا خوش گذرد نیم نفس بسیار است

میر معز موسوی خاں دخل کرد که بناخوش غلط است - ' یا
نا خوش ' باید گفت - یا " بنا خوشی " مرزا شنیده " بتلخی "
درست کرد - اما شعر از مزه بر افتاد - دیگر اشعار تلاشی بسیار
دارد - مثنوی در تعریف شاه جهان آباد خوب گفته - چنانچه در
ستایش تبخت مرصع کار گوید :—

اگر پاسپانش شود مست خواب
برویش فشانند ز یاقوت آب

بیت در صفت عمارت گردون اساس گفته :—

قبضا رفعتش را بهجای رساند
که آتش ز همراهی سنگ ماند

بیت در تعریف اثار باغ حیات بخش گفته - نواب علیةالعالیه بیگم
صاحب شنیده این بیت را بسیار خوش کردد - پانصد روپیہ صلہ دادند :—

انار دلگش ایس تازه بستان
بود به دانه همچو نار بستان

رباعی در تنزل احوال ببادشاه رسانید که بیت آخرش این

است: —

گفتم قدمه پیش زهر، پس رفتم
در بخت نظیر یاه معکوسم من

از زاده های طبع اوست: —

چو رشته از گهرم گر لباس پوشانی
بر آورم سر خود را های بحر یادی
چو غنچه که بود در میان خرمن گل
نشسته ام بدل جمع در پریشانی
خوشم که غیردگنجد میانه من و تو
چو خاتم دو دگین است خانه من و تو
از وطن یارم نیامد با من شیدا برون
آمدن مانند دست از آستین تنها برون
خویش را آشنای حرف مکن
نقطه امشان کاتب باش
اے جرس این همه فریاد ز دل تنگی چیست
شکرها کن که دلت جای طپیدن دارد
چرا کنم دل او گر شود بیفرمانم
جنون پسرزده را دست رس چسنگ میاد
به لب لعل تو میخوردم و دل را زد شراب
محتسب بنشین که ما را داده خود کرد احتساب

۵۰ — میر محمد علی رائق: از سادات سیالکوٹ، مریدیت آزاد

مشرّب، مشق سخن را پخته کرد. من اشعاره: —

جز هوای نبود این همه ما و من ما
 خالی از تن چو حباب آمده پیراهن ما
 دین و دنیا بتو گر هر دو بطلب باشد
 در نظر جلوه قرآن مذهب باشد
 ای حریفان را براهت رفته از سر هوشها
 ز انتظارت دیده قربانیان آغوشها
 ز چین آبرو و او جوهر شمشیر میریزد
 زند مژگان چو برهم یک نیستان تیز میریزد
 که جز بر صفحه وحدت تواند بست نقش او
 ز رنگ خود مصور رنگ این تصویر میریزد
 رخت آرد سعی وصل یار ورنگ مطلب آسان بود
 نمی شد گر درون از آستین دسته تو دامن بود
 بجنگ ما و من روزه که از وحدت کهر بستم
 ز خود بیرون شدن در کفر شمشیر عریان بود

۱۵ — سید پاک گوهر ، محمد میرزماں **رأسخ** : از خوش خیالان و
 بلند فطرتان جهان بود طبع عالی و فکر رسا داشت - در نازک بندی و
 معنی یابی داد سخنوری میداد - صافی ذهن و جودت طبع بهر تبحر
 کمال الکمال - فقیر مطلع گفته ، میرمعز و غیره صاحب سخنان همه
 خوش کرده بودند ، هیچ کس جای حرف نداشت - آن مطلع این است :—

بازدک قلعی اندوه عشرتها نمی آرد
 به تشویش حلال این نعمت دنیا نمی آرد

میر شنیده گفت : لفظ قلعی به جاست ، ههآن ساعت لفظ کاوش
 بجای آن رساند - الحق اصلاح خوش کرد - جانے ازین لفظ در قالب

شعر دمید - در سپردند و دیدت حیات سپرد - تاریخ رحلتش فقیر

چنین یافته: —

محمّد زمان راست خوش خیال
دریغا بجای آفرین جان سپرد
چو تاریخ فوّدش دل از عقل خواست
خرد گفت بادل که "راست ببرد"

سجده اش: "راست در بود محمّد زمان"

این چند شعر از زاد های طبع او ست: —

یاد از شام غم ناله خبوشان کردیم
دشته از سرمد گرفتیم و پریشان کردیم
جامه صبر بهلائی جنون تنگ آمد
هرچه از دست بر آمد بگریبان کردیم



گلے شگفت که من جام باده نازم
دله طمید که من نیم بسمل رازم
خروش ریخته بر دل که نغمه شوقم
بسینه تاخته ناخن که زخمه سازم
رسید شور قیامت ز تربت فرهاد
چو سیل خورد بهر سنگ پاچه آوازم



ز بوی مرهم کافور داغم رنگ می سازد
چراغم نازپرورده است ای باد سحر رحبه!



فروغ باده زند دست ره بظلمت هوش
ز جام رخنه چرا فرو ختم بخاوت راز

کجا حیرت حسنت شده صید افکن طاقت
صحرا همه دامن تبه پام شکار است



پیر تو صبح ازل دیده فرمانی * کیست
جام خورشید پراز بادیه حیرانی کیست
لاله مانند چراغ تبه دامن شده است
تکمه جیب بهار از عرق افشانی کیست



بهر چه دیده کشادیم به بهار توئی
شرار خرمن بلبل ، چراغ خاده گل



ز گل گشت چمن بیرون چو آن سرو خرامان شد
کشاده بال بلبل باغ را چاک گریبان شد
خرابیها عاشق بر فروزد رنگ رخسارش
پریدنهار رنگم آتشش را باد دامن شد



از ظهور عشق عالم یک تجلی بیش نیست
ریخت رنگ در پریدن ، طرح این کا شانه را
بود از درد وحشت نشسته در خون طپیدن
شود دامن تبه پا صید را گرد رمیدن
جهان دیگرم پرواز را باید کزین عالم
چو چشم خفته بگذشتم ببال آرمیدن



اثر بناله عاشق ز اضطراب خود است
چون برق جوهر تیغم ز پیچ و تاب خود است
سرم خوشسنت بجام شراب تشنه لبی
جبین بادیه را همدل از سراب خود است

یاد چشم سرمه آلودش ز خویشم می بود
 میکنند گرد رم آهو ز خود پنهان مرا
 جلوه گاه آت گرمم گر شود میخانها
 خشک گردد مے چو خون نافه در پیمانشها
 خرمم در انتظار برق هستی سوز دوست
 می پرد همچون شرار از شوق چشم دانهها
 گشت چون از درد آخر ، عشق دل غم پیشه ام
 از مے خویش است چون یاقوت رنگین شیشه ام
 هر قدم در بیستون غم دله گم کرده ام
 باشکست شیشه میجوشد هدایه تیشه ام

۵۲ - مهر روی : یک بیت ازو بگوش خورده : —

بکیش سخت دلاں هم فرسردگی ذنگ است
 گواه این سخن است آتش که در سنگ است

۵۳ - میررضی : یک شاه بیت از او استقام افتاده - شعر خوب است :-

بر ندارد عشق هرگز دست از دامن حسن
 گر بسوزی سرور قهری سمندر میشود

۵۴ - مجید رضا کاشمیری : ، خوش فکر مینماید : —

محبت را پس از قطع محبت لغت باشد
 که شاخ نخل پیونده به از اول ثمر گیرد -

۵۵ - ملا رضوان : از ولایت آمده - در لاهور توطن گرفته - صاحب

یک دو مصرع بیش نه بود - در آن هم یاران ابتذال بر آورده اند : —

مگر ساقی قهر در خدمت میخانم می بندد
 که چون نرگس بهر آذگشت خود پیمانه می بندد

تفسیر :-

یک جامر خمارم نبرد کاش چو زرگس
بودی بهر انگشت مرا ساغر دیگر

در یک بیت آخر رباعی معنی تازه یافته، آن این است :-

چون پیو شدی مشو ز مردن غافل

صبح شب مهتاب نهان می آید

فقیر این معنی را چنین بسته :-

فتد یاقوت زاب و رذگ پیش لعل مے نوشش
چود صبح شب مهتاب گوهر در بناگوشش

(ز)

۶۱ — زکی: خدا داند که بود و کجائی برد من اشعاره: —

نه نگهتے رگله ، نه پیامے از خارے
دریں چمن بچہ دل خوش کند گرفتارے
غرض الم بود از زخم ورنه فرقه نیست
میان چاک دله و شگاف دیوارے
اگر دریف بلائی ، هلاک خویش مخواه
چرا که آرزوے مرگ ، عافیت طلبی است

۷۰ — زهادت: در معنی یابی یگانہ زمانه بود . و حقیقت

او ظاهر نه ، من اشعاره: —

درد سر کیفیت پیمانه فرزاندگی است
نشئه آسودگی در بادہ دیوانگی است
نه تغافل از تو می بینم ، نه روه دل نه جور
گر چنین است آشنائی صوفه در بیگانگی است
قوت بال طلب تا هست کوتاهی مکن
از حرم تا دیر یک پرواز مرغ خادگی است
انچه به روه تو منظور نظر داشته ایم
آستینست که بر دیدہ تر داشته ایم
اشک در راه طلب تخت روا نست مرا
زحمت گام ازین بادیه بر داشته ایم

(س)

۵۸ — محمّد قلی سلیم : در زمان شاه جهان از ولایت

به هند آمده ، داد خوش خیالی و معنی یابی داده - در ملازمت اسامه های

وزیر اعظم می گذرانید - اشعار خوب دارد : —

چشم تو ز بیماری خود بر سر ناز است
مژگان تو همچون شب بیمار دراز است

گدازه کوه خراباتم و غم این است
که پادشاه آتش سوزان و کاسه چو بین است

دل چو شد گرم ز می جلاوه محشوق کند
ماه می موم جآتش چو رسد آب شود

در تلاش سوختن چو کاغذ آتش زده
داغهای سینه ام با هم بجنگ افتاده است

توان از دانشهای سبزه دانست
که دلها را بدلهای هست راه

دو بهار است و چمن در چمنه سامان گل است
آبر بر روی هوا دود چراغان گل است

بسته مهر کنیم از قبضه کمان او
در کشتن من تیغش افتاده سبک پهلوان

بیماری چشمش را تحویل چو بنویسند
از پرده چشم آرند خواجه ورق آهو

بعیش آباد هندوستان غم پیری نمی باشد
که او نتواند از شرم کمرها شد سفید اینجا

۵۹ — سالک یزدی و } هر دو هم عصر بودند در هند
۶۰ — سالک قزوینی } شاه جهان بادهای کوس سفینور

می‌نخواستند - در تلاش معنی هردو کامل و استاد فن - اما غیرت این قدر
نداشتند که یک تخلص را دو کس چرا اختیار کردند - مگر قحط تخلص بود -
این چند بیت از سالک یزدی ایراد می‌یابد از بیاض میر معز :-

شکست شیشه خاطر ز ساغر پر پیدا است
چولایه داغ دل از کاسه سر پر پیدا است
جواب نامه من غیر نا امیدی نیست
ز دست سودن بال کبوتر پر پیدا است
از بس بدبخت کرده ام آشفته ناله‌ها
چون زلف دلبران شده شاخ غزالها
در دور رخت ، زلف بصد قیمت جادست
دیوانه ز بس پر شده زنجیر گرانست
عجب مدار که طوطی شود شریک هما
شکر ز در دق در شیر استخوان دارم
از ما پاسپران قفس جاد بشارت
کز بیضه بیک منزلی دارم رسیدیم
ز دست کمتر ناخن مدد نمی خواهیم
برنگ غنچه بدل شوق جامه در دارم
صحبت من عاقبت با دوست در خواهد گرفت
من سراپا خار خشک او سراپا آتش است

من اشعار آیدار سالک قزوینی مرقوم از بیاض میر معز :-

کیک از حیرت رفتار قیامت زایش
بسکه افتاده بره ریخته خون در پایش
بپروان درود مرد ز قید هنر خویش
طاوس اسپر است بگل‌دام پر خویش

استخوان من و مجنون بتفاوت بردار
 آه ها چاشنی درد فراموش مکن

چیس بر جیبش ز جنبش هر خس نمی زنند
 دریا دلاں چو آب گهر آرمیده اند

۶۱ — سبایر مشهدی - در هند نیامده سه بیت او از بیاض

میر معز ذقل گرفته شد :-

پرتو عبر چرا غیبت که در بزم وجود
 به نسیم مژده برهم زدنی خاموش است

میخاند ز گردش چشمت خراب شد
 خم کرد یاد بادیه اضطراب شد

چون گرفتاری من دید محبت فرمود
 که دگر دام نسازند و قفس نفروشد

۶۲ — قاقلان بیگ سپاهی - خوش فکر بوده - همراه

ایلچی هند با ایران رفته با صائب و غیره شعرای آنجا صحبت داشته

یک بهت صائب را بالمشافه تحسین کرده، بهند آورده، بیش مرزا

محمد علی ماهر نقل کرد و ایشان پیش فقیر :-

صائب -

مجنون بریگ بادیه غمهای خود شرد
 یاد زمانه که غم دل حساب داشت

مرزا صائب ازین هم شعر های خوب دارد - اما او راهمیں خوش آمد :-

رسید یار من از گرد راه و می خواهم
 کمر کشاید و خنجر بمن حواله کند

شد سفید از گریه چشم بسته شد راه نظر
 رشته که از پنجه نهناک می آید برون

آزان میان که تو داری گذشتن آسان نیست
ز دجله گر گزری آب تا کهر باشد

۶۲ — حکیم سجیدا: خوش تلاش است - ازین بیت

صاحب فکر معلوم می شود: —

در انتظارت ای شهر دل شگوفه وار
چشمه سفید گشت و تو در دیده بودی

۶۳ — حاجی محمد اسلم سالم کشمیری: خوش فکر

و معنی یاب است این بیت او آئینه خیال او است: —

نه بنده بر قضا ادبار دست جور ظالم را
همان پیش است پیکان از هوا چون تیر بر گردد

فقیه نیز بشوق این معنی قصد کرده، بلکه تیر بر تیرش

رساند. سرخوش:

با بزرگان به ادب تیر مزین سوه فلک
وقت بر گشتن بود پیکانش آخر سوه تو

۶۴ — محمد صالح ستار: طرف بنگاله بوده - خوش فکر

و صاحب تلاش می نماید: —

کیا بهر میکنند در مه پرستی همت مینا
که گر یک ساغرش کمتر دهی ز نار می بندد

۶۵ — سمنجر: دو زمان شاه جهان بادشاه در از سخن وری می زد من اشعاره:

چشم بر را هند میخواران که که باران شود
اجر می خواهند مستان خانه کو ویران شود

از آب زر بخنجر شیرویه نقش بود
کایس را نسب به تیشقه فرهاد می رسد

داغمر به نهک خشک شدو زخم بالهاس
آگاه کن از تجربه مرهم طلبان را
تیره بنشیننی گرت خالیست از روغن چراغ
کلبه فقر و قناعت را بود روزن چراغ

۶۷ — سپیاح : اگرچه در بیاض من پخبط خود شعر بسیار

نوشته اما همیست بیست بکار می آید :—

دل به عقد در جمعیت سامان نهی باشد
صدف را تا بود گوهر لب خندان نهی باشد

۶۸ — میر سید علی سید تخلص : در ولایت با میر معز

هرطرح بوده - مشق او نیز کم از مشق میر نتوان گفت - از
زاده های طبع اوست :—

از باده بر فروخته حسن فردنگ را
خطش بشیشه کرده پریزاد رنگ را
در بحر و جودش دو جهان نقش بر آبست
باهستی او هستی ما موج سراپست
معماری اقلیم دل ما نتوان کرد
چندانکه درو دیده کند کار خرابست
نموده به شفقتی چهره فردنگ ترا
بناز بالاش گل تکیه داده رنگ ترا
فتد گر جانب صحرا گذار آن شوخ سرکش را
کند گلگون پریدنه های رنگ لاله ابرش را
بقدر خویش در هر نشأه هر کس عالمه دارد
سپهر چون حباب می نباشد رند میکش را

خوش آن ساعت که چینم در کنار خویش چایش را
چو گل وا کرده باشم غنچه بند قیایش را

نیم غافل کند گر جلوه بر خاکم پس از مردن
جواب از دل طپیدن میدهد آواز پایش را

فرنگی زاده در اصفهان دل برده از دستم
که هند از تیره بختیهای من باشد خیالش را

چنانم دیده لبریز از خیال آن بدن باشد
که هر مو برتن سیهی او مژگان من باشد

ز بس دلها روند از خود بشوق گفته‌گوئی او
صدای پا بگوش آید چو جانان در سخن باشد

نگاری که شود سید کف دریا دلاں هرگز
حنای پنجه مرغان ز خون خویشتن باشد

بصحرای که ناز از جلوه گرداند عنایتش را
جواهر سرمه سازند آهوان ریگ روانش را

مرا افکنند وحشتهای عشق او بصحرای
که از مژگان شیران سبزه باشد آهوانش را

چسان آرم در آغوش آن بت گیسو مسلسل را
که نتواند بخود هه‌خواجه دید از ناز محفل را

حسن را فتراک گیرائی بدست انداز اوست
شوخی چشمهای را رگ گردن کنند ناز اوست

هرکجا گردد شکار افکن قیامت میشود
شور محشر گوش بر آواز طبل ناز اوست

این چه رنگ است که از عکس گل رخسارش
جوهر آئینه بر شفق آلود شود

۶۹ — سید علیخان : جواهر رقم ، خوش نویس - فکر سفین

نیز میکرد. گاهی مطامح دو بیتی میگرفت ، چون تخلص نداشت
نامش را بجای تخلص اعتبار نموده شد :-

نفسم سوخته فریاد خموشی دارم
ذالقه در گرو سرمه فروشه دارم

بیا بلبل بآهنگه که میدانی بکش هوته
که از خود رفتنی در پیش دارم تاسر کوته

من آن مرغم که آهنگه ذوی در هر قفس دارم
صفیرم میکشم تا نعره داری از قفس دارم

۷۰ — میر جلال الدین سیادت : در لاهور توطن داشته .

صاحب فکر بلند و تلاش معنی عالی بوده ، معنی های تازه بسیار

بسته . اما هیچی من طالع شهرت نداشت - من اشعاره :

مجو رفعت اگر چون مور میخواهی سر خود را

مکن مقراض عمر خویشتن بال و پر خود را

تماشای جهان اهل عدم را در نظر باشد

توان از حادثه تاریک دیدن حال بیروں را

رنجها بردم که نوشید در سخن آئین من

موج خون دل بود ، هر مصرعه رنگین من

ما لذت حیات ز غفلت نیافتیم

چون نشسته شراب که در خواب بگذرد

نمیخواهم که دنیا را خطر در حال من افتد

که چون طایوس از زینت گره در بال من افتد

خبر ز زنده دلی نیست اهل مدرسه را

که دل جسان مگس در کتاب می میرد

چو آفتاب لب بام آخر وصل است
 رسیده بر سر ناخن حنا عسرت ما
 جدا از قید آرامی ندارد جان محزونم
 بچشم حلقه زنجیر باشد خواب مجنونم
 هست ساغر بکف انجمن تصویرم
 که ز خود پیشتر از جاده کشیدن رفتم
 مگر ستاره بختم شرار کاغذ بود
 که تا سوخت مرا از سرم نکرد گداز

۱ — هلا سرابی تخلص: در عهد جهانگیر بادشاه بهند آمد
 مرد خوش طبع و خوش فکر بود
 روزی در مجلس نواب قلیچ خان حاضر شد. نواب فرمود که
 ”سرابی! ما هم فکر شعر میکنیم - شعر های ما را شنید؟“ عرض
 کرد: ”عنایت فرمایند مستفید شوم“ - فرمود: ”سفینه من بیارید“
 بدست گرفته چند غزل به سرو پا و چند بیت به معنی و به ربط
 بر خواند. سرابی بعضی جا دخل کرد و اظهار استادی خود نمود. نواب
 بر آشفته زبان بدش و دشنام کشود - شاعر سرفرو افکنده می شنید.
 بعد از آن بر خواست و عرض کرد که نواب سلامت این نثر نواب
 به از نظم نواب است“ از اشعار او یک رباعی استماع یافته. رباعی:

در چشم ترم رنگ جهان برق سراجست
 تا دیده بهم بر زدم این خانه خراجست
 مژگان من از گریه بسیار فرو ریخت
 آخر فتم آن دخل که نزدیک بآبست

۲ — سرمد: مجذوب وضع، سرو پا برهنه بود - به مذاق تصرف
 آشنای تمام داشت. گاه گاه فکر رباعی میکرد، دارا شکوه خلاف شاه جهان

از راه موحدی او را دوست میداشت ، بیش پادشاه تعریف او کرد
 خلیفه الهی عنایت خاص آشنا را برای تفتیش احوال و تحقیق کشف
 و کرامات او فرستاد . خان مذکور رفته او را دید و باز بخدمت
 پادشاه رفت و اظهار احوال او بپس بیت نمود ، آشنا :

در سرمد برونه کرامات تهمت است
 کشفی که ظاهر است از کشف عورت است

در اوائل جلوس عالم گیر شاهی بتهمت الحاد و خلاف شرع و
 یردانی ، بقتلای علما زمان بقتل رسید ، این سه رباعی از دست

(۱)

سرمد چیت طلسم را که در وا کردم
 در شام دریچیت سحر را کردم
 هرچند که خواب را ز سر وا کردم
 دیدم همه خواب تا نظر وا کردم

(۲)

هرکس که حقیقتش یاور شد
 او چمن تر از سپهر پنهانور شد
 ملا گوید که در فلک شد احمد
 سرمد گوید فلک باحمد در شد

(۳)

سرمد که ز جام عشق مستش کردند
 جالا بردند و باز پیستش کردند
 میخواست خدا پرستی و هشیاری
 مستش کردند و بت پرستش کردند

۳ — خادم درویشان بلکه خاکپایه * ایشان محمدافضل سرخوش :
 از خانواده زادان شاه عالمگیر است - در عالم جوانی در پستی دولت
 دنیا و تلاش منصب و جاه سرگردانی کشیده آخر بتوفیق الله تعالی
 در شاه جهان آباد گوشه عزلت اختیار نموده - خدمت فقرا و عرفا
 را سرمایه سعادت دانست :—

نیست در عالم بهشته خوشتر از خلوت مرا
 دوزخی نبود بتر از گرمی صحبت مرا
 دولت پیدار عرفا داد حق نعم البدل
 کرد اگر گردون دوز محروم از دولت مرا

بگرم آلهی اکثر عزیزان کامل را که درین عصر بودند ،
 دریافت - و باجمیع خوش خیالان که درین زمان کوس کمالات مینواختند
 صحبت مستوفی داشت و استفاده نموده - اما اعتماد هیچ کماله
 برخود ندارد - مگر گاهی بخاطر فاطر میگردد که با صاحب کمالات
 خلط ورزیده ام ، هر آئینه به نصیب نخواهم بود - جمال همشیمان
 اثری کرده باشد - چنانچه مرزا صادق فرماید :—

اگر چه نیک نییم ، خاکپایه نیکانم
 عجب که تشنه جهانم ، سقال ریحانم

گفته اند که شناخت شاعر و عارف و خواننده از اصول موسیقی
 بآخر مشکلسست ، درک رادبینی ، باید تحقیق کنی که آن عزیز
 با کدام صاحب هنر و کاملان اختلاط ورزیده ، قیاس حال
 او از آن عزیزان کند - چنانچه حضرت مولوی فرماید :—

گر تودشناسی کسی را از ظلام
 بنگر او را ، گوش سازیده امام

چند شعر از زاهدان طبع خود نیز مینگارند که در شمار یاران رسد*:

هوشیاری را حجاب یار میدانیم ما بدیخودی را بزم بے اغیار میدانیم ما
تیزمی سازد بقتل عاشقان شهشیر را این قدر هم رحم ازو بسیار میدانیم ما

—*—

تجلی کرد فنا حسن تو در زیر نقاب این جا
سراپا کاسه در یوزد گشته آفتاب این جا
شپیم خط مشکینش مگر پیچید در گلشن
که بوی گل نفس زد دید چون گرد کتاب این جا
چنان بگذاخت شرم جلو تو حسن تو گلشن را
که میگردد رگ گل همچو خس بر روی آب این جا
که پردازد بسوز سینت ام در بزم او سر خوش
مگر آید زنده بر آتش اشک کباب این جا

—*—

بهم ناید چو گل از خنده شادی دهان ما
چه خوش نامه بر آمد اندک اندک از زبان ما

—*—

چنین گر میگدازد ضعف جسم ناتوانم را
حیایه میتواند آسهای گشتن جهانم را
تب خاله نیست در غم هجران ز تب مرا
کز فرقت تو خیمه زده جان جالب مرا

—*—

کجا است دیدم جویای ره کجا است ترا
و گردنه هر مژه انگشت رهنما است ترا

کجا فقیر بدل جا دهد تونگر را
زمین فرو نبرد هیچو قطره گهر را



میند دل بزر و مال در جهان سرخوش
بهر دو دست صدق سان مچسپ گهر را



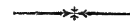
پیچوده ایمر بسکه رخ گلخندارها
از فرق ما چو شانه گذشت است خارها



آئینه دار حسن بود دره دره امر
گشتم سینه آتش خود چون شرارها



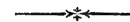
چو گردد بر تو تنگ این عرصه گیرد کار دین صورت
کنند نقش محب در تو گل از غنچه خوابها



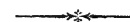
کنم زیاده گوارا بدل غم او را
توان بآب فرو برد تلخ دارو را



چه گفتگوی که چشمش نهی کند با من
ازو بپرس * که داند زبان آهو را



دشمن را غالب چو بینی از لباس تن بر او
را زن چون تیغ بردارد ز پیراهن بر او



ظفر بر گل شبم زده افتاد مرا
آمد از زخم نهک بود جگر یاد مرا

ز چشم شوخ کردی تیرۀ روز لاله و گل را
بخاک سرمه کشتی شعله آواز بلبل را

نیست ذوق گفتگو طبع مال اندیش را
میکنم چون خامه خود پامال حرف خویش را

عمر چون تصویر حرف راز پوشی شد مرا
هر دلباز چسپیدۀ مشق خویشی شد مرا

شکوه بادشاهانست کشتگان ترا
جنازه تخت روانست کشتگان ترا

عرق بکر چهره شوخی برق میگردد گیاه را
بصد آئینه حیرت محو می سازد نگاه را

نیستم آزاد از قید خطش هر جا روم
چون قلم پایم ز خود پیدا کند زنجیر ها

کوزه دلباز شد هر دانه اش
بسکه گریه سبزه بر تقوی ها

منتهای را حرص زر باقیست تا روز حساب
تشنه آخرتشنه خیزد گر کشد دریا بخواب

خوشت را از صلح عزیزان بشهرم جنگ ترا
جای در دیدۀ دهم همچو گهر سنگ ترا

هست افسون حیا پیش تو افسانۀ عشق
بال پرواز بود خامه من رنگ ترا

بود افتادگی آگینهٔ جمیع صفت سالک
نماید قطرهٔ خود را گرد هنگام چکیدنها

رشته داری از تحلق ساز نقص عزت است
ذخیرهٔ تار رگ گوهر شکست قیامت است

برق جولانی که به پروا ازین وادی گذشت
چشم آهو همچو اجر تیره از باران پر است
گوشهٔ عزالت گرفتن به ز سیر گلشن است
پایه در دامن مرا خوشتر ز گل در دامنست



رام گشته وحشی مطلب یناکامی مرا
بخت من چون چشم آهو در سیاهی روشن است



نیست شاهی جدا ز فقر که طبل
گوییم از پوست کنده * کشکول است



کجا شوریدهٔ حسن ترا حاجت به تسخیر است
که همچو کاکلت از پیچ و تاب خود بزدنیر است



نوا به دیگر است از شورشم ساز جفايش را
خروش سپینه افکار آواز پر تیر است

بود بیتابیم آئینه دار رنگ بیدادش
بخون غلطیدن نخچیر موج آب شمشیر است

نشستن بر در میخانه قدر سرخوش افزاید
که این جا خواب پارا دولت بیدار تعبیر است

صد شکستم بدل ز جنگ خود است
شیشهٔ امر همچو غنچهٔ سنگ خود است

حسن تهکین ناز افزاید
پایه گل در حنا ز رنگ خود است

* پوست کردن در اصطلاح شعرا هر چه گذشتن و فاش کردن است

ذیمر گامر است راه کعبه و صل
دوری ما ز عذر لنگ خود است

باز از حسنت نگه را سربزه دامان گل است
چشم ما چون شبیمن از روی تو مهمان گل است
با ظهور حسن جوشد بیقراریهای عشق
پیچ و تاب بلبلان گرداب طوفان گل است
شورش عاشق بود آئینه دار جوش حسن
آه مرغان چون^۱ دود چراغان گل است

تا مرا یک پای ثابت در طریق یار گشت
پای دیگر گرد آن از شوق چون پرکار گشت

بیپوده دل زهد کشان وسوسه ناک است
از یک قدم باده حساب همه پاک است
از خوشه انگور عیان شد که درین باغ
شیرازه جبهیت دلها رگ تاک است

یک دشت خار در کف پای هوس شکست
کو شعله که کار ز سوزن گذشته است

شریک صاف دلاں اند خاموشان در رنج
شکست آئینه زخمی بروی تهنال است
غنچه ترسم برآه نازنینم بشکند
برگ گل در زیر پایش کم ز لخت شیشه نیست

از ورق گردانی دوران کسه وارسته نیست
در همه دیوان او یک مصرعه بر جسته نیست

بود واعظ بعلم باطن اعمه
که چشمانش چو عینک در کتابست

از دامن وصال جدانیت دست عشق
پایه چراغ حسن توبخت سیاه ماست

دید و دریافت بر اهل صفا هر دو یکیست
همچو آئینه دل و دیدۀ ما هر دو یکیست

خانه دهر تنگ بسیار است
پشت بام فلک هوادار است

بر اوج جاده دماغ هوس رسا گردد
بپشت بام دوبالا صدای پا گردد

ساز بزم عشرت ما به رخبت از کار ماند
نغمه از بس نا رسائی چو گره در تار ماند

تا نظر بر حسن صیادم فتاد از زیر دام
داده از حیرت چو مغز پسته در منقار ماند

تن مدد اختلاط چسپان را
جامه تنگ زود چاک شود

ساز هم در جنگ پر دل ساز جنگی می شود
پس چو گیرد وصل مایه کای خدنگی می شود

ناگهان گیر است کین دست از جان شسته
دل چو پر از داغ حرمان شد پلنگی می شود

رواق بیداد او از اضطراب ما بود
جوهر شه شیر نازش پپیچ و تاب ما بود

دِرقِ پِیش و حشمت ما پایِ خواب آلوده است
عرصهٔ کونین یک گام از شتاب ما بود



تنزل پِیشه که از تیرهٔ روزیها حزیں باشد
که جالا شام اگر شد ، صبح در زیر زمیں باشد



زمین و آسمان در میکشی فرمانِ برت گردد
سرت چون گردد از مستی جهان گرد سرت گردد



رزق را روزی رسانِ اَمقدار هر پیمانه داد
خوشه را چندین شکر داد و بهر یک دانه داد



از زر و مال جهان عریان تنان وارسته اند
غنیچهٔ چینان در گرهٔ خود را چو گوهر بسته اند



صفا از گریه که به خاکساری جابو گر باشد
که شویندش بآب و گل چو دست آلوده تر باشد



یار خنجر کشیده می آید
دامن از رحم چیده می آید

کس ز طوفان نوح نشنیده
اُنچه از آب دیده می آید

در عدم هم ز عشق شوره هست
گل گریبان دریده می آید



ذائقهٔ ما صورتهٔ بگرفت ، بلبل ساختند
لخته‌های دل چو یک جا * جمع شد گل ساختند

خط او شد سبزی که بخت ما بر داشتند
دود دل آمد بروی کار کاکل ساختند

آنچه که از طاقت ما شد به تهنیتش فزود
صبر ما بردند و در چشمش تعافل ساختند

محبت پای بند خون دل آشام پس باشد
که دزد باده را خود نشسته صبا عسس باشد

گل بدور تو خسته میگرد
باغبان دل شکسته میگرد
چشم او آبروی میگذد ریخت
می بکشتی نشسته میگرد

کفر و دیس متفق بر وحدت او
سخن هر دو لب یک باشد

محالست این که بعد از مرگ هم دست از تو بردارم
که گر من خاک گردم گرد دامن تو خواهم شد

چنان به روی تو آماده شویون بود گلشن
که گر ناخن زنی بر ساعز گل در صدا آید

در تدفوق جستن آرام بشه کشور بود
سر ببالش وقت خفتن هم ز تن برتر بود

ستم در پردۀ نازان نگار دلربا دارد
نگاهه چون عصا شمشیر پنهان در حیا دارد

ناز را رام میتوانم کرد
یکدم آرام میتوانم کرد

خامشمر بے مئے و اداہ سخن

از لب جام میتوانم کرد

بہر صید تو رشتہ جاں را

صرف گلدان میتوانم کرد

راز عشق از گداز تن چوں شمع

قطع بے گام میتوانم کرد

دل پر خوں ز بغل در رہ یارم افتاد

مے بگیریں کہ مینا ز کنارم افتاد

کسر نفس خود اگر پیش نہادی خوشتر

سرمے ہرچند کہ باریک بے سادی خوشتر

اینکہ با بحث برائی چو فلاطون چہ کمال

راست گویم اگر از خویش برائی خوشتر

منعم از اسباب دنیا سیر نتوانست شد

آب گوهر را ز آب بحر دیدم شورتر

مردم و از جست و جوی او نیاسایم هنوز

میدود چوں ریشہ زیر خاک اعضايم هنوز

بسکہ از نا محرمان پوشیدہ دارم راز خویش

ہمچو خط سر تا بپایم سرمے آواز خویش

نہ چند در دلم صورت تہنایہ خط و خال

ز شوخی نقش جو آبست در آئینہ تہالاش

دام زان گوندہ گشتہ محو حسن حیرت افزایش

کہ خال عنبریں گردیدہ بر عارض سویدایش

فتد یاقوت ز آب و رنگ پیش لعل می نوشش
 بود صبح شب مهتاب گوهر درینا گوشش
 دله بادوست خوگر گشته که با غیر میسازد
 که گرید طفل چون بیگانه گیرد در آغوشش



بر دهن دست گذارد ز ادب گل بچمن
 که بگوش تو کند عرض پریشانی خویش



چسای بر خواند آن مه دامگ مشتاق دیدارش
 که خط را همچو ظلمت محوسازد نور رخسارش



هستم بگذشت از مدموم و محمود آن طرف
 آن چنان جستم که افتادم ز مقصود آن طرف



رنگ صد بهل طپیدن ریختی در جان برق -
 در گرفت از شعله شمع رخت دامن برق
 سینم سوزان محبت را بچشم کم میبیس
 هر شراره دارد این جا در بعل سامان برق



ظلمت ز دای هستی من شد ضیای دل
 گشتم نهان برنگ گهر در صفای دل
 بسکه بگدازد ز شرم حسن آن رخسار گل
 عطر ماند برکفش چیند چو دو گلزار گل



زیب خوبان دگر از زیور لعل و در است
 بر لبست پس رنگ پان و گوشه دستار گل

که شود از ناز با ما خاکساران چار چشم
آنکه می پوشد ز گرد سبزه در گذار چشم

افغان من خیردهد از جان خسته ام
بر تیرآه نامیک احوال بسته ام

تا ز حرف بست و خویش دم زدم
دولت * کنونین را برهم زدم

سکوت داد نشاط دگر درین چنم
سخن بخندد بدل شد چو غنچه در دهنم

ز بس سعی دگر بر کام در راه فنا دارم
چو برق از گرمی رفتار آتش زیر پا دارم

ز بس شرم تو ریزد رنگ خاموشی بکار من
چو شمع گر زبان جنید عرق با شد کلام من

ببرق عارضی یکدم مقابل در چمن گشتم
سراپا چون گل آغوش داغ خویشتن گشتم

گر بحوز کربها می نگرم جلوه نور خدا می نگرم
راه در خلوت او نیست مرا از شکاف در لا می نگرم

افسرده غم عشق و همن در تب و تاجم
آتش شده خاکستر و خام است گیاهم

در پیخودی ز جلوه † او پیخبر شدم
رفتار ز خویش و حلقه بیرون در شدم

* نه چون دولت

† نه خلوت

کونین را برآه تو در گام اولیس
 بیگداشتم چو نقش قدم پیشتر شدم
 چون قطعه بریده بود نقش هستیم
 رفتم ز خود برنگ دگر جلوه گر شدم

گو تاب جهان یار دیدن بیخود شدم از خبر شنیدن
 هموار ز کس نه بپند آزار نتوان کف دست را گزیدن

مردم از حسرت، چه پیغامی دلم را شاد کن
 ای که میگفتی فراموشست بسازم یاد کن

سرمه چشمت گلوه عاشقان از ناله بست
 هر قدر می خواهی اکنون جور کن، بیداد کن
 هرزه ناله پاید ای دل سخت درد سر فزود،
 دور شو بے صبر! از پهلای ما، فریاد کن

چه در بند سخن ماندی، هوای عیش پیدا کن
 بسوز اوراق دیوان را چراغانی تماشا کن

نماید بے فروغ حسن جسم خاکسار من
 برنگ سرمه زوری هست پنهان در غبار من

ز آبادی فزاید شور سودا در دماغ من
 سودا شهر مشک سودا افشاند بدماغ من

چه پروا عاشق وارسته را از آفت دوران
 که باشد آستین چون غنچه دامن بر چراغ من

فزاید کاوش غم حسن شورانگیز سودا را
 که ناخن جلوه آبرو کند بر چشم داغ من

گرازدست از نزارکت نشسته بر دماغ او
ز بار رنگ صهبا بشکند چو گل ایاغ او

مزاجش تاب شور نعره مستان کجا دارد
که برهرم می شود از قلقل مینا دماغ او
چپه پرسی ظالم از حال بخون آغشته تیغ
که بر روی نهک خوابیده همچو لاله داغ او

بصحرا مرا افگند حسن بی نشان او
که از خود رفتن مجنون بود ریگ روان او

شد آب بسکه پیش رخت از حیاذگاه
ریزد بررنگ اشک ز مژگان ما نگاه
لبریز ناله گشت ز بس پای تا سرم
چو ناله بود بدیده زارم صدا نگاه
شدم بر چرخ درستی ز خاک آهسته آهسته
چو بر طارم برآید شاخ تاک آهسته آهسته

کشیدم در چمن آه از غم آن گل بافوسه
درون بیضه بلبل سوخت چو شمع بافوسه
شراب از سرم لعلش بسکه هر دم رنگ گرداند
ندادم شیشه صهبا است یا در جلوه طائوسه

هیف ام غافل به پییری نادم عصیاں شدی
میگزی ز افسوس لب اکنون که بی دندان شدی
شکار افکن از یس صحرا گذر ناکرده گلوته
چو داغ لاله درخون خفته هر سو چشم آهوه

ز گرداب گهر نبود رهائی اهل دنیا را
بسا کشتی دریا یک قطره آبست دریاده

ز دست برده مرا بسکه حیرت حسنش
برنگ صفر کف من بود ز من خالی

دریا عصر خوارم ز بیدستگاهی
غریبم چو بر نام درویش شاهی

رباعیات

خواهی که قدم در راه حق بگذاری
باید که بکاف دامن پیروی آری
به آذینه پنجه در نگیرد هرگز
یک عمر اگر در آفتابش داری

در اهل جهان بود قناعت کمتر
مادر زاد است حرص در طبع بشر
بنگر که خورد طفل ز یک پستان شیر
در دست بگیرد سر پستان دگر

هرکس که بود ز سیم وزر زیب فرش
باشد پس مرگ ناگزیر از سفرش
بنگر چو شود جامه زرباف کهن
سوزند در آتش ز پشم سیم و زرش

از باد فزون شود مرا عقل و شعور
ساغر پلاد ره نشاطست و سرور

مے روشنی طبع بود سرخوش را
 روغن همه در چراغ می گردد نور

سرخوش ! کاراله فضل و کرم است
 از موصیت و سیاه کاری چه غم است
 رخشیدن برق بین و جوش باران
 رحمت چه فزون، غضب چه بسیار کم است

(ش)

۷۴ — شانی تگلو: استاد فن بود شعرهای برجسته دارد -

مثنوی در مدح شاه عباس فرمان روائ ایران بسیار بتلاش گرفته - شاه
ایں بیتش را پسندیده او را بزرگشیده: —

اگر دشمن کشد ساغر و گر دوست
بطاق ابرو و مردانه اوست

صد دور بهر ساعت در شهر تو بر گردم
من گرد سر شهرت از بهر تو می گردم

عشقم چنان گذاخت که موراں بتو بتم
عضو نیافتند که ناخن فروکنند

دیروز تو به کردم و امشب بیایم خم
آن طاقتم نهاند که مے در سپو کنم

۷۵ — شیدا: در عهد جهادگیری بحرصه آمده هنگام سخنوری را

گرم داشته ، شاعر پخته و پرگو و در زمان خود یگانه بود -

روزی در مجلس سخنوراں ذکر ایں مطلع او در میان آمد - هه

یاراں خوش کردند: —

بسکه بنگاشته اشکم رخ کاهی از خون
مژه ام بسته بهم چون پر ماهی از خون

ذقییر گفت: پیش مصرع خوب درسیده ، بدیهه مطلع ساخته خواندم: —

بسکه میریزد سرشک از دیدن گریان ما
بسته از خون چون پر ماهی بهم مژگان ما

باز همین معنی را در همین غزل قسم دیگر بستم :-

حرفه از بشیرینی لبهای ماهی شد رقم

چون پر ماهی بهر چسپید اشگستان ما

و قلمی که این مطامح قصیده را گفت :-

چیست دانی بادۀ گلگون مصفا جوهره

حسن را پروردگار ، عشق را پیشه‌مهره

همه عزیزان خوش کردند و در ترانه‌ها بستند - چون بسجع مبارک

بادشاه دیس پناه رسید ، بیدماغ شد ، زبان تکفیر او کشود که در تعریف

اموالخیانت که حرمت آن بنص قرآنی ثابت است ، چنین گفته - از

ملک ما بر آید - چون حکم محکم با خراج او صادر شد قطعه گفته ، بوسیله

یکه از مقربان گزاشیده - بادشاه را بر حال خود مهربان ساخت :-

جهان پناه ! ملاذا ، بقدر جاه و جلال

نیافریده خدا چون ترا عبدیل و نظیر

بوصف می زده سر از من این در مصرع جوش

که گشته ورد زبان همه صغیر و کبیر

اگرچه لطف تو خاصست محنیش عامست

بخاص و عام بود شهره همچو بدر منیر

چنین که میکش اسرار مولوی جامی

که هست گفته او دور از در تقصیر

بوصف می ز صراحی ، دوباره قلقل می

بده از چهار قاش گفته ، فارغ از تکفیر

مرایده کفر چه نسبت بود که به ز منی

سخن چنین کند و هیچ نایدش بضمیر

مرا چو شاه براند کجا توانم رفت

بگو ز کف که براند کجا رود شمشیر

بر قصیده حاجی محمدجان قدسی ملک الشعراء عصر که گفته: —

عالم از خالق من بپتو چنان تنگ فضا است
که سپند از سر آتش نتواند بر خاست

مناظره کرده که همه صاحب سخنان پسندیدند، مشهور است - شاعر

ظریف طبع و هجو گو و حاضر جواب بوده هجو استاد زمان طالب آملی

که از امرای بود، چنین گفته: —

شب و روز مخدوم ما طلبا
پتو جیفه دنیوی در تگ است
مگر قول پیغمبر آمد بجا
که دنیا است مردار، طالب سگ است

هجو مهسکه حکیم حاذق چنین بیان کرده: —

برکیر نویسی ارتو حاذق
حاجت نبود دوا له امساک

هجو مرزا امرانته پسر خان خاها که جعلت مشائخ مشهور بود

چنین گفته:

نه تنها من همین گویم که امرانته مفعول است
خدا فرمود در قرآن که امرانته مفعولا

روزی ملا اظهري کور بتقریبه این دو بیت پیش یاران خواند: —

دیدم را بر رخ زیبای تو حیران کردم
عشق داند که بریں دیدم چه احسان کردم
خواه با اظهري و خواه به بیگانه نشین
من همین شرم ترا بر تو نگهبان کردم

ملا شیدا سر از میان یاران برداشته گفته: ”اندهه کی جورو

کا انده نگهبان“

گویند : وقتی که رایات عالیات بسیر کشمیر جنت نظیر
 عشرت اندوژی داشت - در آن جا شاله کهنه در سرکار عالم مدار جمع
 شده بود ، حکم شد که چهارم حصه بشاگرد پیشه تنخواه دهند * -
 برات این نیز بند شد - پیش اسلام خان دیوان اعلیٰ رفته اظهار
 اجرام نمود - یساولان به حرمتش کردند - از پیشگاه نظر راندند ،
 چنانچه دستارش از سر افتاد - بانگ برداشت که : نواب سلامت ! عرض
 دارم برای خدا بشنوند - چون نزدیک بردند ، گفت : ” عزتی که
 من در دیوان شایافته - شما نیز در دیوان من خواهید یافت “
 نواب تبسم نمود ، بر براتش دستخط معافی کرد - این چند بیت
 از فکر های اوست :

مرا نیاز و گرا ناز هر دو میزیبد
 چنانکه زیر و بم ساز هر دو میزیبد

چون غنچه دل ز دوست جدا شد گره مرا
 مژگان بهم چو بند قبا شد گره مرا

پنجگه اهل سجاد را جاذب دست گدا
 وقت رفتن غنچه و هنگام برگشتن گل است
 مرد غم را ز طرب تازه دماغ نبود
 خانه آتش زده محتاج چراغ نبود

ساده لوحی که بیک غمزه دلم شیدا کرد
 آنقدر مشق ستم کرد که خط پیدا کرد

تو از تهکین، من از حیرت، نه ایمانم، نه تقریرم
 بدان ماد که هم بزمست تصویرم به تصویرم
 اگر گیسو در افشانی، هوا در مشک تر پیچی
 و اگر رخسار بنهائی شب ما در سحر پیچی
 فسون گرداند آن خاکه که ازوه بوه یار آید
 شناسم بوه زلفت را اگر در مشک تر پیچی

خورم زدست غمت خون ناب را تنها
 چنانکه میکش مفلس شراب را تنها
 گم بروم تو و گم بسوی گل نگرم
 کند مقابله کس چون کتاب را تنها

چو عندلیب بخواند کتاب خنده گل
 تبسم تو بود انتخاب خنده گل
 جفا نگر که بدیوان عشق می طلبند
 ز آب دیده بلبل حساب خنده گل

شهید حسرت آغوشت ام نازک بدن گشتم
 بجای موم سر در ماتم بند قبا بکشا

عشق با حسن است در هر جا بهر صورت که هست
 حلقه گردد طوق قهری، گر شود در چوب سرو

۷۶ — شادمان از سلاطین زاده های قوم ککهر است ملک ایشان
 ما بهین ملک پنجاب و حسن ابدال است - ترک منصب نموده

در وطن گوشه انزوا اختیار کرد - طبع درست داشت - دیوانه ترتیب داده ، اما آنچه در صاحب سخنان از وی مشهور است ، این بیت است : —

شاخ شکسته گل ندهد لیک زلف یار
هر جا شکست خورد گل آفتاب داد

روزی شیخ عبدالعزیز عزت داروغه عرض مکرر پیش فقیر دقل کرد که امروز شاه عالمگیر از من پرسید که شادمان سواه این بیت که ذکر شد ، شعر دیگر هم خوب دارد ؟ بنده عرض کرد که یک بیت اوازیں هم خوب است و برجسته : —

جز من کس دگر ز سلاطین روزگار
سده بروی بهر ز گوهر نه بسته است

فقیر گفت : ” بادشاه ما شعر فهم نیست ، اگر جهانگیر بادشاه می بود ، می دیدند که کار به کجا می کشید - فخریه به مزه چطور شعری بود ، در مقابل آن بیت عالمگیر به حضور بادشاه عالمگیر خواندند ، ” شیخ تامل کرده گفت : فلاخی راست می گوئی ، خطای عظیم بود -

— — — — —
بگوشت خورده : —

اسیر عشق و گرفتار قید تقدیرم
چو شیر از دو طرف میکشند زنجیرم

— — — — —
درین عصر میر محمد هادی شرر در ایران هنگامه

سفن روی را گرم دارد : —

بیاد نو گله چو غنچه شب دل تنگ بنشستم
سحر چو جیب صبرم چاک شد خود راهبان دیدم

فقیر سرخوش نیز از آن قبیل بیتے رساند: —

دست در دامن معشوق زدم دوش بخواب
دامن خود بکفم بود چو بیدار شدم

۷۹ — **میر شرف الدین حسین**: عبوی میر محمد زمان

راستخ - مرد فهمیده بود - ایس بیت ازوست: —

حیرت نظر نه کردۀ چشم سیاه کیست
شور جنون صدای شکست کلاه کیست

۸۰ — **میر شریف تر شیزی**: یک رباعی او از زبان میر ماهر

بگوش رسیده: —

پوشیدن چشم من بدیدن ماند
از پای نشستند بر رفتن ماند

پایند بهیچ مانده امر بر سر راه
چون حرف که بر زبان الکن ماند

۸۱ — **شعربند**: نبی دامن کیست و کجائست - دو بیت ازو

بنظر در آمده از تازه گویان می نهاید: —

لبت بخندۀ نهک بر جراحت جان ریخت
نهک ز تنگی جا از لب نهکدان ریخت

زمانه دفتر اوصاف حسن یوسف را
ز شرم حسن تو برد و بچاه کنعان ریخت

۸۲ — **شوکت بخاری**: بسیار صاحب تلاش و خوش خیال

بوده - معنی های تازه و نازک می بنهد - از خاک توران همچو و
در قرنها بردخاسته: —

هستی ز یک وجود بود کائنات را
باشد ز یک هوا نفس اهل حیات را

آماده فنا شدند زندگی قبول
دست روا ست وعشه پیری حیات را

فزون گشت از سواد خط فروغ حسن جانان ر
صف این مور میل سرمه شد چشم سلیهان را

غریق بحر وحدت جلوه کثرت نهی بیند
بزیر آب نتوان دید موج روی دریا را

همچو گندم ز عدم ساز سفر می بندم
دان ته کرده خود را بکهر می بندم

از بحر قطع کردن نخل حیات تو
چون اره دو سر نفس اندر کشاکش است

خطه که بیاقوت تو نظاره پسند است
گردیست که از آمدن خنده بلند است

شهادت نامه ما قصد دیگر نمی خواهد
برد مکتوب ما را چون دم تیغ تو بر گردد

سواد هند را میخانه اندیشه میدادم
هنامه پای سیزان را مژه ته شیشه میدادم

در از بیگانگی شوخی بروی آشنا بندد
که از وحشت بشمار دیده آهو حنا بندد
نیست از حسرت دیدار تو چشم خالی
نم اشکم چو هوا گشت ننگه میگردد

دارد یک اصل کفر و اسلام
یادام دو مغز را دو گل نیست

نوک از خنده دارد بسته لعل سخن گویش
ز شیرینی بود حلاوت سوهان چین ابرویش

می‌نماید گردش گردون ضعیفان را قوی
مور مار حلقه می‌گردد پروه آسیا

بود مرج تبسم جنبش گهواره نازش
خبر از گریه امر آن شوخ به پروا کجا دارد

(ص)

۸۲ — میرزا محمد علی صاحب تبریزی : در ملک اصفهان

وس رستمی مینواخت - در تمام عالم آوازۀ شهرت اشعار گوهر عیار خویش
نداخته - از زمانی که زبان بسخن آشنا شده ، چنین معنی یاب ، خوش خیال ،
لند فکر ، بروی عرصه نیامده - در حین حیات دیوانش " مشهور و
شعارش عالمگیر بود - خواندگار روم و غیره پادشاهان در نامه های
بود از والی ایران درخواست دیوان او میکردند و شاه بر سر
حفظه گی و هدایا میفرستاد -

در عهد شاه جهان بهند آمده بود و بمنصب لائق و خطاب مستعد خان
فتخر و میاهی گشته - با ظفرخان در کابل بود - همراه او تا دکن سیر
رد - با زبولایت رفت - با نواب جعفر خان تیز دوستی داشت - از
لایت ایس بیت بنواب نوشت : —

دور دستاں را بخشش یاد کردن همت است
ورنه هر خلع بپای خود ثمر می افکند

نواب پنجم هزار روپیہ صلہ ایس بیت جزودی فرستاد -

قدرت سخن آفرینی و حدت طبع جحدی داشت که روزی راقم تخلص که
ای از شاگردان او بود - مصرعے مهمل طور گفته آورد - :

از شیشه بے مے بے شیشه طلب کن

میرزا صاحب بدیہ پیش مصرع رساند - مصرع

حق را ز دل خالی از اندیشه طلب کن -

وقتی که جایاران در راه میگذشت ، سگے نشستند دید - حالت سگ

بن است که در وقت ایستادن سرنگوں و گاه نشستن سر بلند

جامی شد - مصرعی بدیده بر زبان راند - مصرع:

سگ دشت ز ایستاده سر فراز تراست،

بعد از آن به قائل پیش مصرع رساند - مصرع:

شود ز گوشه نشینی قزوق رعونت نفس

در پیش مصرع فغانی تصرفه بجا کرد:

ببوییت صبحدم دالان بگلگشت چمن رفتم

نهادم روه بر روی گل واز خویشتن رفتم

باعتماد فقیر اکثر پیش مصرع همچو رسانده که اگر دیگر

ناسخ زند نتواند رساند - چنانچه گفته: —

لاله در کوه بد خشان گردنباشد گو مباح

شمع بر خاک شهیدان گر نباشد گو مباح

شانه در خط معنبر ای صنم داخل مکن

در خط استاد به موجب قلم داخل مکن

همچنین کارستان در سخن بسیار کرده استادالبشر بود: —

نهادن دالۀ دل درد پیشه ما را

بسنگ سرمه شکستند شیشه ما را



ورق گرداند پیرواز نشاط از دفتر جالم

بچشم انتظار افتاد دوران پریدنها



بر روه غافلان جهان خنده سپهر

از رود نیل کوچۀ بفرعون دادن است



چون قلم شد تنگ بر من از سیاه روزی جهان

نیست جز یک پشت ناخن دستگاه خنده ام

روے گردان نشود صاف دل از دشمن خویش
آخر آئینه ببالین قفس می آید

بصر رحمت را تصور کرده بودم بیکنار
از غبار خط بدور عارضت حیران شدم

طاعت کند سرشک ندامت گناه را
بارش سفید میکند اجر سیاه را

زمین کان نهک گردیده است از شور سودايم
بجای گرد مجنوں خیزد از دامن صحرايم

داغ فرزندی کند فرزند دیگر را عزیز
تنگ تر گیرد ز مجنوں در بغل صحرا مرا

بآئین تهاّم از خم شراب صاف می آید
عجب خیل پریزاده ز کوه قاف می آید

نیست هر آئینه را تاب رخ گلرنگ او
هم مگر آئینه سازند از دل چون سنگ او

تو و دلجوئی عاشق زه اندیشه باطل
غبار خط مگر آرد بیادیت خاکساران را

پیشانی عفو ترا پر چیں نسازد جرم ما
آئینه که برهم خورد از زشتی تمثالها

زینت خود ساخت دولت هر چه را رد کرد فقر
مشعل شاه از کهن دلق گدایان روشن است

بچشم کم مگر جسم خاکساران را
که ایی غبار بدامان یار نزدیک است
نه خط است این نهاییان گشته از طرف بناگوشش
که شد گرد یتیمی سایه افکن از در گوشش



ز شست صاف در دل بگذرد گرم آن چنان تیرش
که از جوی و کباب افتد بفکر ز خمر نخچیرش



هر که را بینم سرے دارد بپای یار خویش
از برای تیر آن من کمانه میشود



بیک کوشم که در کار آسمان کردی
هنوز می برد از شوق چشم کوکبها



بر کف دست اگر موی برون می آید
میرسد دست بوی کمر یار مرا
چاک طینت را کمال نیست دلدشور شدن
هیچ حاجت نیست خاک کردلا را زر شدن

میرزا صائب اشعار دل پذیر عالم گیر بسیار دارد تا کجا نوشته آید :-
روزی در مجلس میر معز موسوی خان نشستند بودم سوداگره از ولایت
آمده - ظاهر ساخت که میرزا صائب وفات یافت - میرمعز و غیره اعزه که آن جا
حاضر بودندند افسوسها خوردند - فقیر گفت : ” صائب وفات یافت “
تاریخ رحلتش به کم و زیاده می شود - میر حساب کرد - درست آمد -
فرمود : مگر پیش از مرگش فکر کرده بودی “ گفتم : دو سال
پیش ازین فوت حکیم ” صاحب وفات یافت “ یافته بودم ، در حو

یافتاوت دو سال لحاظ نموده فی الفور گفته ، بهر دو تاریخ تحسین ها کرد ،

گویند موقدش در باغچه پراز ریاحین بر کنار رود واقع است

صاحب سخنه دران جا رسیده این بیت نوشت :—

اه صبا آهسته پا بر برگهای غنچه نه

پاسا خاندند گلها صائبا خوابیده است

۸۴ — **هیر صیدی** در زمان شاه جهان "بادشاه بهندوستان

آمده - غلغلۀ این مطلع که ذکر خواهد شد ، در سخنوران پایید

تخت انداخت - بر سر دروازه سرای بیگم جا گرفت - روزه بیگم

بر سواری عماری فیل سوار ازان دروازه برای سیرباغ صاحب آچاد

گذشت - از بالای بام ببانگ بلند بر خواند :—

برقع برخ افکنده برد ناز بباعش

تا نکبت گل بیخته آید بدماغش

بیگم شنیده خوش وقت شد ، پانصد روپیۀ صله عنایت فرمود -

دیوان رنگین - و اشعار پر مضامین دارد - گویند روزه برلب

جور بایاران صاحب سخن نشسته تباشاه ماهیان میکرد ، این مطلع

از طبعش سرزد :—

ازین خود کام یاران رنگ الفت می برد ما را

که بهر صید ماهی خشک می خواهند دریا را

قضا را ماهی برجست و در دامنش افتاد - آن را صله این شعر

من جانب الله انگاشته ، بشگون نیک برداشت روز دیگر طرح

ضیافت این عطیه انداخت - فقیر نیز مطلع طابق النعل بالنعل

رساند :—

از این پیرحم صیادان رهاگی که بود ما را
که آتش میزنند از بهریک نخچیر صحرا را

مقبول طبائع گشت - مکرر خان خلف نواب شیخ میر سپه سالار

شاه عالم گیر بیک دست خلعت فاخره این منتظر فیض الهی را نیز

سای بخشید - حسن مطلعش را نیز جواب با صواب گفتم: —

صیدی برآه انتظارش گر گدازد تن چه خواهد شد

ز اعضا چشبی و پاچه ز نرگس بس بود ما را

بسر خوش ز اسباب طرب چیزه دگر میکش نبی خواهد

همی دسته و جامه هجو نرگس بس بود ما را

سوائه این یک بیت دیگر خوش ادا تر گفتم که هبه صاحب

سفنان خورش کردند: —

به گلزاره که بیند ناز عرض لشکر حسنش

تاشا کن شکست فوج فوج رنگ گلها را

صیدی :

از باغ رفتی و دل بلبل ز ناله ریخت

گل را شراب رنگ تهار از چپاله ریخت

به تو بلبل میکشد دنباله آهنگ مرا

بوی گل تعلیم تکیس میدهد رنگ مرا

در غبار دل هوسهارا نهان کردیم پای

در هیات خویش بردیم آرزوها را بخاک

سر گشتگی بطالع من داب کرده اند

یک مے بساغر من و گوداب کرده اند

عجب دارم از طالع ساغر خود

که در ساختن نیز گردیده باشد

سوخت رشک شعله شمع که در راه طلب

از نظرها کرده پنهان جاده پیبوده را

کمر طالعی نگر که من و یار چوں دو چشم
 همسایه ایم و خانه هم را نه دیده ایم
 کشته داز تو آرام نهید داشت که چیست
 گر بخاکش کنی آسودگی از خاک رود
 و بسکه حسن تو هر ذره را برنگی سوخت
 توان شناختن از هم غبار سوختگان
 در جهان بود ازین بیش نشاط و کنو
 ما مکافات کش عشرت آن یارانیم
 ندیدم جز قفس جامه دگر تا دیده ام خود را
 همین در ریختنها کرد پرواز پر و بال
 در بزم او مجال نشستن نیافتم
 چون درگس ایستاده کشیدیم جام را
 مرا شرم محبت بسکه دور از بزم او دارد
 سخن گر رود گوید بهن پیغام میگردد
 بعد مرگ افتان و خیزان در هوا کوه او
 استخوانم چوں پر افتاده آید سوه او

۸۵ — حکیم کاظم مسیح اللسان خطاب صاحب تخلص :

استاد فن - اکثر شعر را بطرز مولوی میگفت - دیوانه ضمیم تر از
 رطب * و یاجس ترتیب داده ، بر پشت سر ورق دیوان تصویر خود
 نقش کرده صورت و معنی خویش را جلوه در عالم میداد - مثنویها
 متعدد دارد - هر یکی را نام خوشه نهاده : آئینه خانه ، پریخانه ، صباحت
 یوسفی ملاحظت احمدی ، گل محبده مجموعه کلیات را بانفاس مسیحی موسوم
 ساخته - بر طبع و استادی خود متعبر بود - از غایت بر خود غلطی اکثر
 شعر پوچ و بی معنی میگفت و از مردم چشم تحسین میداشت -

گویند : روزی میر صیدی بدیدنش آمد ، او در خانه بکار مشغول بود .
 میر ساعتی بنشست - دیوانش بر رحل مصحف بتعظیم تمام نهاده بودند -
 بکشود و نگاه کرد و برخاست و رفت - حکیم چون برآمد و شنید
 که میر صیدی آمده بود - بهیر سامان خود گفت که چرا نگفتی که تا
 برآمدن من بهطالع دیوان من مشغول و محظوظ باشند - باین تقصیر
 چند گره بآن بیچاره زد - این خبر بهیر صیدی رسید - چون در دربار
 باهم دو چار شدند - حکیم عذرخواهی کرد که چرا ساعتی دیگر انتظار
 من نکشیدید - و زود برخاستید - بار دیوان من آنجا حاضر بود
 بنظر گذشته باشد محظوظ شده باشید - میر گفت : دو سه صفحه دیدم
 اما عجب انصاف ست شعر شما بگوئید و صله میر سامان بیاید :-

قدح پر کرده اشک زان بت پیمان شکن دارم
 گل آبرو بهژگان یادگار زان چمن دارم

دله دنبال چشم او رمان از خویشتن دارم
 پیغم آهو چو آهو می دود این دل که من دارم

غافل آمد در برم آن شوخ به پروا نشست
 می طپد در سینه دل ترسم خبردارش کند

پیر تر هر چند گردم ، شوخ تر خواهم شدن
 این کمان چون حلقه گردد چشم آهو می شود

در گلستان بارها بر چشم تر مالیده ام
 برگ گل نبود شناسم گوشه دامن کیست

ما بخود دوست ندیدیم کسی را هرگز
 که دعا کرد بدام تو گرفتار شدیم

رباعیات

بر لاله خط کشیدگان سنبل مو است
 گل را بگللاب شستگان صفحه رو است

عالم همه اوست لبیک نتوان گفتن
 شه را بسر انگشت نمودن نه دیکو است

ما را بخت بداده خویشتن راهی هست
 در ظلمت تن نور شهنشاهی هست
 چشمک زدن ستاره به چیزه نیست
 در پردۀ عنبرین شب ماهی هست
 پوشی اگر اطلس و اگر باشی عور
 کو آنکه ز نزدیک به بیند یا دور
 شرم از که کنی درین حصار نیلی
 در خاندۀ تاریک چه بینا و چه کور

۸۶ — اقا صادق دانش مند خانی فاضل کامل بود - میرزا

محمد علی ماهر پیش او شعر میگذراشتند - گاهی فکر سخن هم میکرد
 و ساقی نامه رنگین دارد - ایی بیت ازو است: —

رحم می آید مرا بر بلبل آن بوستان
 کمز نواخته گل فریاد نتوانست کرد

۸۷ — صبوحی: خوش فکر بوده ازین بیتی قماش سخنش

ظاهر است: —

غمزه افزون شود چون دیگران گریند بر حال
 بله دریا فزون میگردد از جاران ساحلها

۸۸ — صامت سوداگر: در زمان شاه عالمگیر بهند آمده، دیوانه

مختصر موافق فکر خود ترتیب داده - این دو بیت ازان جمله بکار می آید: —

شگفتن غنچه به رنگ و بو را میکنند رسوا
 ههان بهتر که دست به کرم در آستین باشد
 ما را نگه چشم تو از چشم تو خوشتر
 پادام صفا که گل پادام ندارد

(ض)

۸۹ — هیر ضیاء الدین دهلوی : خوش اندیشه بود ، یی

دو صحبت در اواقل جلوس عالمگیری او را در قهوه خانه دهلوی

کهنه با مرزا علی رفیق دیده ام ، مرد عزیز بود : —

نشسته در طلب دل ارجاء خویشتم

چو چشم می پرور اما بجاء خویشتم

جاده همراهی من تا به لب دریا کرد

عاقبت همره کوتاه قدمم تنها کرد

هر که با جانان نشد سر گرم با آرام نیست

خالی از آسیب نبود شیشه تا در جام نیست

گه دهان یار می بوسم ز مستی گاه چشم

پیش مستان هیچ فرق از پسته تا جادام نیست

(ط)

۹. — طالب الهی: صاحب طبع و صاحب کمال و خوش فکر

و خوش خیال بود - اشعار عالمگیر بسیار دارد - مرزا صائب و غیر
سخن سنجان او را باستانی قبول داشتند و ایس مطلع ازو مشهور
است: —

بتن بویا کند گلهاے تصویر نهالی را
بیا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را

هیچ کس بجنگ ایس بیت بر نتوانست آمد - برای ایس مصرع

مدتها فکر کرده، پیش مصرع رسانده: —

ز غارت چمننت بر بهار منتها است
که گل بدست تو از شاخ تازه تر ماند

جسم از غم فر بهم نزار است
یک برگ گلر دو جامه وار است

آبر بکن ای شرم بنزدیکی آن کوه
شاید بغلط یار ز من دست نشوید

هر سنگ که بر شیشه زدم نقش تو بگرفت
آنهم صندل بهر پرستیدن من شد

گرمی عجب ز خور تو نبود که در جهان
هر آتش که مرد بخور تو جان سپرد

خواستم تا سینه بخرامم بیاخن جسم زار
در میان پنجه ام مانند مو در شانه ماند

لب از گفتن چنان بستم که گوئی
دهن بر چهره زخم بود بیه شد

مره کیفیت آن چشم کافیهست
ریاضت کش به بادامی بسازد

اشتہار بہیں قدر اکتفا نہ ہوا شد والا سخنان و ابیات پر
مضامین بسیار دارد -

۹۱ — طیبی : صوفی مشرب بود - بیشتر رباعی گفته

رباعی :
 اے دل سفرے ازیں جہاں دہن کن
 از بہر گذار رخنہ در بیرون کن
 در خانقہ تاریک ازیں پیش مخواب
 بنگر کہ چہ وقت است سرے بیرون کن
 در خواب کہ جہاں من شیدائی
 چشمے نکشودم از سر بینائی
 دیدم کہ درو نبود بیدار کسے
 من نیز بخواب رفتم از تنہائی

۹۲ — ملا طعنا : شاعر خوش فکر و منشی طبیعت بود -
 بیشتر در انشا پردازی اوقات بسر بردہ - در تحریف راہ کشمیر
 و شہر آن رسالہ نوشتہ :-

خوش آن ساعت کہ یزم آرائشینی بر لب جوئے
 خط پشت لب ت چشم قدح را گردد ابروئے
 آبرو میرود از دست بآمد شد غیر
 چون حباب از ہوا کاشاندہ بہ بند

۹۳ — مرزا نظام الدین طالع : از مستعدان زمانہ است
 و در جمیع فنون و علوم یگانہ - از بس دعوی ہوا دانی دارد
 ہمیش تنها بفس شاعری سرفرو نمی آرد - از تحقیق و تصوف نیز
 بہرہ مند است فقیر را با و اخلاص و اتحاد بہرتبہ کمال بود -

سرخوش : دل بهر کلمات پریشان چه کنم
 کافیهست مرا نشئه عرفان چه کنم
 مرزاه نظام دین طالع همه دان
 من سر خوش بیچاره یکه دان چه کنم

چند روز بر بعضی گفتگوها شکرآبی در میان آمده بود ، باین
 رباعی خاطر او خوشنود ساختم - سرخوش :—

تو صوفی صاف صاحب تمکینی
 تو هادی کامل و حق آئینی
 من مخلص تو بجان و تو مشفق من
 من بنده چو خسرو تو نظام الدینی

مرزا قطب الدین ماڈل برادر کلانش شبی از راه استهزا
 و خوش طبعی گفت ایشان خود لیاقت سلطان نظام الدین شدن
 دارند و پر ظاهر است شما درجه کمال خسرو دارید گفتتم :
 ایشان نظام الدین اولیاء خواهند بود - مرا خسرو شدن چه قدر
 بعید است - قصیده در نعمت گفته بود ، می خواند ، باین
 بیت رسیده :—

فخر دارم بر جنید و شبلی و بر بایزید
 از جنابت تا مرا گشته نظام الدین خطاب

محمد اخلاص و امق تخلص حاضر بود ، گفت : ” از جنابت خود
 برآفید - بعد ازاں فخر کنید -

در موسم خرپزه سرد های خوب میفرستاد این رباعی گفتم :—

از خرپزه های بخشش مرزایم
 چون جان شیریں شده است سرتا پایم
 در شکرش خواستم زبآن بکشایم
 چسپید ز شیرینی آن لبهایم

روژه ایس بیت حافظ شیراز در نخبه میخوانند ، طرح
کردیم - حافظ :—

مزرع سبز فلک دیدم و داس مه نو
بادم از کشته خویش آمد و هنگام درو

لاادری : تخم دیگر بکف آریم و بکاریم ز نو
کانچه کشتیم ز خجالت نتوان کرد درو

سرخوش : هرکس انبار کند خرمن از گندم و جو
هن ناگاشته تخم خجلم وقت درو

طالع : تا شدت رنج دوقی حاصل این گندم و جو
انچه ناگاشته مفت تو هنگام درو

در نسخه های دیگر چند بیت از زاده های طبع ایشان نوشته
شد - درین نسخه که نسخ جمیع مسوده ها است و اکثر شعر و شعرا
درین کم و کاست شده اند ، اشعار ایشان بسبب طرز قدیم راست
پرواست گفتن بر افتاد -

۹۴ — محمد طاهر : معلوم نیست که کیست :—

لطف دشنام تو تسکین دل مدهوش است
آتش از آب چه گرم و چه خنک خاموش است

۹۰ — **ظهوری**: ترشیزی - در بیجاپور دکن عالم خوش خیالی
افراخته - در نظم و نثرید بیضا داشت - صاحب طرزخاص بود - نورس
و خوان خلیل و گلزار ابراهیم بنام ابراهیم عادل شاه بسیار خوب
نوشته - و در ساقی نامه که بنام برهان نظام‌الهاک گفته، داد سخنوری
داده - همت خان بشوق این خمکده قرار داده - قریب صد و بیست ساقی
نامه سخن سنجان تازه گویان جمع کرده کلام هیچ کس بآن نرسید -
مگر ساقی نامه فقیر سر خوش باره پهلوی بآن زد -

گویند وقتی که پیش نظام شاه در احمدنگر فرستاد باوجود نا آشنائی
سخن پادشاه کریم چند زنجیر فیل پر از نقد و جنس صلبه آن
فرستاد - در قهره خانه نشسته تنباکو میکشید، فرستادهای قبض الوصول
خواستند - قلم برداشت و بر پرچم کاغذ بر نگاشت که، تسلیم
کردند، تسلیم کردم، و فقیر که برای همت خان گفته، آن اسب و
خلعت یافت که پیشتر مذکور شد - من هم نام آن به چیز را دور
کرده جمیع مدحها را بنام شاه عالمگیر درست کردم که نمکش می
خورم - اگرچه او نیز نشنیده - و اگر می شنید، هر عطا معلوم - اما
ادایه حق نمکش کرده باشم -

ظهوری یک چند از وجه کتابت قوت بهم رساند - کتابت روضة الصفا
را صد کت نوشت و فروخته از زاده‌های طبع اوست -

چشم را پرده خود کرده بدیدن رفته
پنجه در گوش نهادم بشنیدن رفته
سجده دائمی بود تهنای جیبی
کرد پییری مدد اینک بشنیدن رفته
از دم تیغی مگر تن بشنیدن دهیم
سرمه حیرت کشیم دیده بدیدن دهیم

بند نقابه کشیم ، تیغ و تریج آوریم
یوسف یعقوب را کف ببریدن دهیم
چراغ عاریتی تاریکی زیاده کند
بروشنائی شب‌های تار سوگند است

ذوق حسنش بر تهاشای گل رخسار داشت
گر نهی بردند زور آذینه با خود کار داشت

دل پر از سوز محبت داغدار افتاده ام
لاله زار از دیگران در شعله زار افتاده ام

سر بلندی میکند دعوی گواه افتادگی است
از عزیزانم دلیلم اینکه خوار افتاده ام

بجگر تشنگی خضر دلم می‌سوزد
که ز سر چشمه تیغی دم آبی نکشید

بحذر می‌گذر از خاک جگر سوختگان
دست بیرون نکشد شعله دامنگیر



۹۶ — عرفی شیرازی : از مستعدان زمانه بود - در قصیده گوئی و غزل پردازی یگانه - اشعارش بسبب اشتهار ایراد نیافت - بر همین بیت خوش گاه ناصرعلی اکتفا نمود -

من ازیں درد گرانهایه چه لکنت یابم
که باندازه آن صبر و ثباتم دادند

در مداحی ابوالفتح گیلانی و ذواب خان خان سپه سالارزها یافت درس سی و شش سالگی در سنه تسع و تسعون و تسع مائه در لاهور گذشت - و همان جامد فون گشت " استادالمشیر و هادی کلام عرفی شیرازی " تاریخش یافتند - از غایت اعتقاد که بجناب مفترض الطاعه علی الهرتضی داشت بشوق مرقدش این بیت در قصیده بصد اشتیاق گفته بود -

بکاوش مژه از گور تا نجف بروم
اگر دهند بخاکم کنند و ر بختار

میرصادق صفاهانی بعد از سی سال نجف اشرف او را رساند - ملا رونقی همدانی تاریخ یافت -

یگانه گوهر دریای معرفت عرفی
که آسمان پستی پروردنش صدف آمد
چو عمر او بسر آمد ز گردش دوران
شکست بر صف دلها پرشعف آمد

بگوش چرخ رسانید حرف جان سوزی
که عهرم از تو چو در معرض تلف آمد

بکاوش مژه از گور تا نجف بروم
فکند تیر دعائے و بر هدف آمد

رقم زد از پتی تاریخ رونقی کلکم
 ”بکاویش مژده از گور تا نجف آمد“

گویند این رباعی در حالت نزع گفته:—

عرفی! دم نزع است و هبانی مستی تو
 آخر بچه مایه بار بر بستنی تو
 فرداست که دوست نقد فردوس بگف
 جویای متاع است و تهی دبستی تو

۹۷ — آبرو و هندوستان میبای ناصرعلی: از اهل هند سخنور
 بلند خیال معنی یاب، ذوالهبت و الکمال همچو او بر خواسته هربیتش
 چون آبروان دلبران بخوبیهای مثل و هر مصرعش چون قامت
 معشوقان برعنای مهتاز و به بدل - اشعار بلاغت شعارش عالمگیر،
 و فکرهای تازه اش یکی از یکی به نظیر - در ایران صائب است و در
 هند ناصرعلی - سواش شعر حسن خلق، و دل گرمی و خدا شناسی،
 و همت و سخاوت و استغنا، و به پرواگی بهرتبه دارد که در هیچ مخلوق
 دیده نمی شود، چنانچه خود فرمود:—

از سخن مارا دماغ دیگر است
 چون صدف مغز سرما گهر است

در اوائل شهرت همت خان خواهش دیدنش کرد - بواسطه
 میرزا محمدعلی ماهر رفت، بعد شعر خوانیها بتقریبی گفت که
 در مردم تعلیم ما خوب رسمیت که یاران در خانه یک دیگر مهمان
 می شوند - امروز من بخانه یارم خورم و فردا یار بخانه من خواهد
 خورد - مردم هند رکبیک طبع اند که از غایت خست بخانه خود
 پنهان شده میخورند -

ناصرعلی گفت: مغلان خان را بقرض می دهند و اهل هند
 ازین شیوه عاردارند - همت خان برهم خورد -

روزه همراه سیف خان که با او بسیار دوستی داشت ، بهانه
خان جهان خاں بهادر کوکلتاش: رفت ، چون تکلیف شهر خوانی کرد
ایں بیت خواند: —

اهل دنیا را ز غفلت زنده دل پنداشتم
خفته دائم مردگان را زنده می بیند بخواب

نواب پنچ هزار روپیة گذرانید ، قبول نکرد - ورو بسیف خان
کرده گفت : بآن بزرگ می باشم - هرگاه گرسنه میشوم از مطبخش
شور باه می رسد ، فقیر در تعریف همتش گفته: —

ختمست بهمت علی بذل و عطا
از چهره او عیان نور سخا
گر صورت آدمی گرفتار همت
میگشت بصورت علی جلوه نما

از یاران قدیم فقیر بود - از خورد سالی یکجا باهم مشق سخن
میکردیم - و صحبتها میداشتیم - ایں شعر حسن بیگ رفیع مناسب
حال من و او است: —

طالع شهرت رسوائی مجنون بیش است
ورنه طشت من و او هر دو ز یک جام افتاد

بقدر استعداد خود در هندوستان دستگاهه نیافت - در زمان به
فیض واقع شد ، والا ایں چنین نازک خیال می باید که ملک الشعراء
عصر باشد - ایں رباعی فقیر در وصف او شاهد کمال اوست -

سر خوش : در ملک سخن بود جهانگیر علی
در مشرب دل ولی علی سر علی
با شعر علی نهی رسد شعر کسی
ز ادبانه خط کسی بخط میرعلی

آخر عمر باشاره مجدوبه مسالوب العقول گشته در دار الخلافه
بدعوائه قطبیت اقامت ورزید - جنون ساخته بهم رساند و در از
دوستی بوعلی قلندر میزد - و شوخیها میکرد - قریب شصت سال عمر
رساند - بیستم رمضان سنه ۱۰۸۱ ه در گذشت - در راه سلطان الهشاذ
مدفون گشت - فقیر تاریخ رحلتش یافته: —

وارسته علی بهمت به پروا

از راحت و رنج دهر مستغنی رفت

دائم چو توجهش سوه معنی بود

دل کنده ز صورت کده هستی رفت

روزی فقیر در اوائل مشق با و گفت که بعضی مردم میگویند
که مسوده اشعار ملا ندیم بدست ناصرعلی افتاده ، آنرا بنام خود
میخواند - گفت : امتحان شاعر طرح غزل است بیایید باهم غزلی
طرح کنیم این غزل درپیش بود : آب ایستاده است آفتاب ایستاده ست ،
اول فقیر در میدان تافت و این مطلع بدیده گفت -

سرخوش : تن زاشکم تا بگردن غرق آب ایستاده است

سر بروه او عیان همچون حباب ایستاده است

میان ناصرعلی حسن مطلع رسانده جواب مدعیان باین عبارت

ادا کرد: —

اهل همت را نشاید تکیه بر بازوی کس

خیب افلاک به چوب و طناب ایستاده است

روزی گفت : در تمام عمر به ازین شعره نگفته ام ، چیزیکه بمن

داده اند - همین بیت است باعتقاد خود به از همه شعرهای خود

میدانم: —

تو چو ساقی شوی درده تنک ظرفی نهی مآخذ

بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلها

فقیر گفت : قریب باین معنی بیتے دارم اما داخل انتخاب خود

نکرده‌ام :—

عشق بخشد انبساطے در دل غم پرورم
 ههچو مه بالبد بقدر بادے بر خود ساغر م

اگرچه اشعار میان ناصر علی از انتخاب مستغنی است و باعتقاد
 فقیر هرچه گفته ، خوب گفته اما این چند بیت خوش کرد میر معز
 مو سوی ست :—

و هشتم از دل هر ذره نمایان کردند
 آنقدر جمع نبودم که پریشان کردند
 جادے راه محبت که دم شمشیر است
 نفس سوخته بود که پنهان کردند
 یک شهر چشم خوش نگهان فرش راه اوست
 آنجا که سرمه گرد کند جلوه گاه اوست



بمحفله که حریفان بیاد حق مستند
 نفس زدی و چو آئینه بر تو در بستند
 توبه هارا نفس باز پسین دست ردا ست
 بیخبر ! دیر رسیدهی در منزل بستند



عرق شد پر تو شمع از خجالتها چه حسنست این
 بهر محفل که باشی خوشه تاکست فانوسش
 شکرلب صید بندی طوطی مادر کمین دارد
 که چون شان علی لبریز شیرینی بود دامش
 هواے اجر ز خودمی برد مرا امروز
 چو برق جستہ ام از حالی گرفتن خویش

جفا جوئی که صحرارا برقص آورد نذخپیرش
 زسیلیهای خون من سیاه تابدست شمشیرش
 علی از اضطرابم کام دل حاصل نمی گردد
 خطا شد بارها از بیقراریهای من تپش
 کریم را نرسد بهره زمایه خویش
 هها چگوندند نشینند بزیر سایه خویش
 در وادی که تیره شبم جلوئه نمود
 نور هزار شمع زبان غزال داشت
 روشنی کم میکنند در ظلمت کاشانه ام
 هست خال چهره رنگی چراغ خانه ام
 اگر آن هلال ابرو بهمان نشستند باشد
 مه نو بچشم مردم مژه شکسته باشد
 چسان تصویر حال خود کنم پیش سیه چشمه
 که گردد شمع خاموش از نگاه سرمه آلودش
 رم خوردگان تجرید جائه که برق تازند
 پادر هنا نشاند رنگی بخویش بستن
 چرخ سیلی خورده طوفان استغنائی ما است
 در غبارشب مه نو نقش پشت پای ما است
 بجز من کسوت دیگر نپوشد آفتاب من
 ز درد خویش دارد شیشه چون اخگر شراب من
 یکه شد همچو صاف و درد من روز و شب عالم
 ز بس لرزید چرخ شیشه رنگ از اضطراب من
 همت درویش از منعم شدن کمتر شود
 از چکیدن باز مازد قطره چون گوهر شود
 بپای نور چشم پاکبازان رنگ سیمابیت
 که چون درگس درون دیده خالی کرده ام جانیت

مثنوی در بحر یوسف زلیخا بسیار رنگین و طرز تازه گفته: —

دخفتم یک شب از خندیدن دل
که دیر سومناتم بود منزل
بته میگفت پنهان با برهمین
خدای من توفی اے بندۀ من
مرا بر صورت خویش آفریدی
برون از نقش خود آخر چه دیدی

در همان مثنوی در تعریف و ارستگان گوید و خوش کاهش بود

به دنیا و به عقبی درستیژ اند
چو برق از هر دو جانب میگریزند

مرد پیر از یاران قدیم او که نامش برکن باعث ریشخند او
تا ابد است در مطلع این مثنوی تصرفی کرده پیش فقیر خواند
و فقیر آنچه جوابش گفته بنظر در آورده: —

علی آن پیشوای خوش خیالان
چو شد در مثنوی کلکش در افشان
رساندش پایت در معنی معراج
بود این مطلع آنرا درۀ التاج
الهی درۀ دردم بجان ریز
شور در پنبه زار استخوان ریز
درین مطلع نمود از احقیها
یک از پیران جاهل دخل بیجا
که باشد پنبه نرم و استخوان سخت
کجا آن نرم را نسبت بآن سخت
بتغییر حروف چند فی الفور
درستش کرد در زعم خود این طور

الهی ذره دردم بتن ریز
 شرر در پنبه زار موی من ریز
 من ایس حرف از زبانش چون شنفتم
 چو گل خندیده بر رویش دگفتم
 چرا آن حاجت از حق خواهی ای یار
 تو ازم کرد من هم ایس قدر کار
 که مشیت خس پآتش بر فروزم
 همه موی سر و ریشیت بسوزم
 سزای آنکه در شعر بلانده
 کند زانگونه دخل ناپسند
 مناسب تر درین هنگام افتاد
 بر اهل سخن ایس بیت استاد
 چراغی را که آیزد بر فروزد
 هر آن کو، تف زند ریشش بسوزد

۹۸ — **عظایها**: نیشاپوری صاحب معنی بوده، در هندوستان
 نیماده غزل سلسله بند او مشهور است و آن بیت درین غزل مقبول

گفت جسم لاغری را از غضب خواهیم سوخت
 گفتش من سوختم درباب خاکستر چه گفت

و یک بیت برجسته اش از زبان میر معز شتیده ام - و میر
 جوابش گفته، هر دو قلبی می شود -

ناخن زدم بشیشه و بر سنگ کعبه خورد
 نزدیک بود راه و نشان دور داده اند

میر : نزدیک شد که کعبه فلاخن نشین شود
 گوئی ترا نشان بکده از دور داده اند

۹۹ — اقا عظیمیا: " دیوان بیوتات " لاهور بود خوش فکر و صاحب

تلاش است من اشعاره

دا غهای تازه از نخل تنم گل کرد و ریخت
او بگل چیدن نیامد گلشنم گل کرد و ریخت
خراش باطن مارا دل ناشاد میداند
زبان تیشقه فروهاد را فروهاد میداند
بطفلی داده ام با دوستی دل را که از شوخی
رود گر عالمه بریاد کاغذ یاد میداند
برنگ گرد میگردد پتی رم کرد صیاده
که در دنباله خود سایه را صیاد میداد

۱۰۰ — شیخ عبدالعزیز عذرت: فاضل کامل بود سلیقه سخنور

دیز درست داشته - توجه پادشاه جوهر شناس در صدد تربیت او مصروف
بود میخواست که بهرتبه سعداذه خانی رساند - زندگانش وفاده کرد -

یک لحظه دل ز ناله نخواستد فراغ ما
آتش ز سنک سرمه نه گیرد چراغ ما
مگو که بسهل تیغ تو از رمیدن رفت
که راه صدرم وحشت بیمک طپیدن رفت
مجری راز تجلی ز دست عالم نور
کلیمر را بگلو سرمه کرد آتش طور
ز بس نگاهشته ام سرد مهری گردون
کنند ز شامه من جال اگر پرد کافور
شعار کار کشایان ملال خاطر نیست
گره چگوننه کند جا پر اپروی ناخن

چشم طننازش زبیم سرزنشاه حیا
 پردۀ مستی کند بیماری پیروسته را
 راز دلخستگی هست زپیکان تو فاش
 عرض حالم نکند هیچ زبان بهترازی

وقتی که ایس مطلع برجسته را فرمود

صدائے بر دمی خیزد که شد بسمل ز نخچیرش
 مگرزد آن شکار افکن بسنگ سرمه ششیرش

عزیزه دخل کرد که تیغ بر سنگ کشیدن مصطلح است "برسنگ زدن"
 جاء بنظر شریف در آمده باشد گفت: ظاهراً جائه دیده باشم اما حجتی از
 اشعار سلف میخواست محمد سعید اعجاز از دیوان سلمان ساوجی پر آورد -

چون زدد برسنگ تیغ آن شوخ خوش می آیدم
 آب چون گردد بروی سنگ گردد خوشگوار

۱۰۱ — باقر بائی سوداگر نیز عزت تخلص میکرد - مرد غریبه
 بود آن قدر عزت نداشت -

موسی بکوه طور که جاگرم داشته است
 دسته باآتش دل ماگرم داشته ست
 به غنچه دلم را بچه درد ندانی
 به سیل غم حال رخ زرد ندانی
 تارام نه گردد بتورم دیده غزاله
 دزدیده نگاهه که بمن کرد ندانی

۱۰۲ — خواجه عبدالرحیم کاباد تخلص مشق سخن بسیار کرد دیوانه
 ترقیب داده - یکی از مریدان ایشان بپتیه که ایشان در مذمت
 درویشان هند گفتند - بفقیر رسانید :-

دانهای سبحة را مانند درویشان هند
 گرپکه را سوی خود خواند که صد میپرسند

فقیر چون خادم درویشان هند است از راه غیرت این معنی
را این قسم صورت داد و محقول بر بست :-

پرنگ دانهای سبزه درویشان هندوستان
اگر صد را کسی خواند بجز یک یک نمی آید

۱۰۳ — ملاحلی قهی : در هند نیامده - یک بیت او عالمگیر است :-

گشدد گاه از سر ما فتنه دست بر دارد
چهر دیار که رفتیم آسمان پیدا است

۱۰۴ — خواجه عبداللّه عرفان : طبع رسا دارد ، شعر
محققانه میگوید - اما جنون بر دماغش غالب است - از زادهای
طبع اوست :-

جدا از خود چه میجوئی توهم کرد مهجورت
اگر معنی همین معنی ، و گر صورت همین صورت

۱۰۵ — عارف لاهوری : شاعر ماهر ، صاحب فکر و تلاش بود :-

بے برگی منعم بود از کثرت سامان
لب تشنگی بحر ز بسیاری آبست
نامۀ شوق مرا قاصد بجان می پرد
در قضاے نامۀ چشم من چونقش خاتم است
خستۀ هجران او دل بستۀ جان کردن است
مرغ بسمل گشته را پرواز از خود رفتن است
ندۀ نافست این که دلها کرد بیتاب
کزو افتاد فیکر من بگرداب
ز تاب جلوۀ سرو روانش
گره افتاد در موی میانش

رشتۀ حلاج را رسم رسن داری نبود
خفته پردوش فنا سامان داری هم نداشت

تیزی مژگان خون ریز ترا حاصل نکرد
تیغهای آهنی هر چند سر بر سنگ زد

۱۰۶ — کامل : از شاگردان مرزا صائب است - یک بیت از
میر معز شنیده شد : —

چه یارم بهتر از کردار خیر اندیش میخواهی
چه حسنه بهتر از حسن سلوک خویش میخواهی

—————

”غم“

۱۰۷ — **میر برهان غروری**: صاحب تلاش بود - یک بیت او در
سفینه کسے بنظر در آمده: —

بهر زیب تن ز دل میخواستم گلهای داغ
صد چمن برهم زدم تا یک قفس آراستم

۱۰۸ — **محمد طاهر غنی**: صاحب طبع عالی بود پایه سخن وری را
بدرجۀ کمال رسانده از خطۀ کشمیر بلکه از اقلیم هند همچو او خوش
خیال، نازک بند، معنی یاب بر نخواستند - دیوانش را میرزا محمد
علی ماهر ترتیب داده - چنانچه دیوان مولوی ناصر علی را فقیر
تدوین نموده - اکثر فکرش بطرز ایهام است و غنی تاریخ ابتداء شعر
گفتن و تخلص یافتن اوست - فقیر او را ندید - اما جزوۀ از اشعار
خود پیش او فرستاده بود روزی مطالعه گفته پیش میرزا محمد علی
ماهر خواند: —

بے چراغست اگر بزم خیالم غم نیست
مصرع ریخته شمع نیست که در عالم نیست

شاه ماهر نظر بطرز ایهام بندی او شوخی نموده گفت: ”مصرع
ریخته که گفته باشد همین خواهد بود“

ظفر خان احسن مصرع گفته نزد او فرستاد
ای لاله دل باجر بهاراں چه میدهی
مصرع بدیه رسانده جان بقالب مصرعش دمید: —

داغی که دردل است بشتن نمی رود

این شعر او انتخاب کرده میر معز است: —

فراغتے بنیستان بوریہ دارم
مباد رات دریں بیشہ شیر قالی را

کند در هر قدم فریاد خلخال
که حسن گلرخان پادر رکابست

با دامن تر شدم بهدش
گفتند در آفتاب بنشین

جان بلب از ضعف نتواند رسید
ما بزور ناتوانی زنده ایم

یاران بردند شعر مارا
افسوس که نام ما نه بردند

مینوازد ساز عیش آن دم که طامع یافت قوت
باشد از پای مگس مضراب تار عنکبوت

بر نداریم ز اشعار کسی مضمون را
طبع نازک سخن کس نتواند برداشت

ز ضعف تن بجز نامی نهاند آخر زمن باقی
نگین می نهاید گر نهد آئینه در پیشم

آسمان بر گشت از خورشید تا روزه تو دید
پشت زد بر قبله ماه نو چو ابرو تو دید

قلم تحریر کرد از سینۀ چاکم مگر عرضی
که مکتوبم ز صد جا پاره چون بال کیوتر شد

میان با نزاکت همچو مور آن دلستان دارد
پر مور است شمشیر که بر موی میای دارد

چون آستین همیشه جبینم ز چپن پر است
یعنی دلم ز دست توای نازنین پر است

میفرستد به پدر پیرهن خالی را
یوسف از دولت حسن اینهمه خود را گم کرد

میکنم هرگاه از جانان نگاه التماس
می نهی انگشت بر چشم التماس را ببین

اثر بر عکس بخشد سعی من از طالع واژون
 ز فریاد سپندم چشم بد از خواب بر خیزد
 چو خاتمه که بردسر بجیب مور فرو
 زدم چو بر در پستی بلند شد نامم
 جلو که حسن تو آورد مرا بر سر فکر
 تو حنا بستی و من معنی رنگین بستم
 رفیق اهل غفلت عاقبت از کار می ماند
 چو یک پا خفت ، پائے دیگر از رفتار می ماند
 دل ببردن نه غنی چون قامتت گردید خم
 بهر ایس خاتم نگینه نیست جز سنگ مزار

می گویند صائب جوین بیت او آن قدر رشک می برد که می گفت :
 "اے کاش آنچه درین عمر گفته ام بآن کشمیری می دادند و ایس
 یک بیت بهم می دادند :—

حسن سبزی بخط سبز مرا کرد اسیر
 دام هرنک زمین بود گرفتار شدم

حکیم صاحب از روی ایس شعر معنی پیدا کرد - و فقیر نیز هر دو
 نگاشته می آید - صاحب :

خط سبز آفت جان بود نمی دانستم
 دام در سبزه نهان بود نمی دانستم

سرخوش خوردم ز خط فریب جمال عذار او
 هرنک سبزه بود لباس شکار او

۱۰۹ — غنیمت : از خاکپان هند غنیمت بوده طبع درست ذهنه رسا
 داشت - دیوانه مختصر دارد - و مشنوی نیز فکر کرده - ایس چند بیت
 از زادهای طبع اوسلت —

دگربرد قطع هرگز جادۀ عشق از دوییدنها
 که میباید بخود این راه چون تاک از پریدنها
 بیاید داغهای کهنه دل دارد تماشای
 بود طاقس را سیر چمن برگشته دیدنها
 نیست غیر از گرمی الفت چراغ بزم وصل
 جست برق شوق از موسی و شمع طور شد
 سوخت دل از آتش بیداد در جانم که بود
 گرمی مجلس کیابم کرد مهانم که بود
 جنونم کرد گل از گردش چشم در آلامی
 ز چوب گل نمی آید علاجم چوب بادامی
 ز خاق آزرده گشتم دیدنش درخویش حاصل شد
 غبار خاطر آخر توتیای دیدۀ دل شد
 و هشتم پر شور، طاقت زیر دست افتاده است
 همچو موج از خود بکار من شکست افتاده است
 چاه راه خویش گردیدند چون گردابها
 همت ارباب دنیا بسکه پست افتاده است
 طاقت برخواستن چون کرد نمانم نهاد
 خلق میداد که می خورد است و دست افتاده است
 نظر بدو که شد آشنا که میگردد
 بگرد خویش چو گرداب دیدۀ ترما
 کرده ام از مهر لب نقد بیانها در گره
 بسته ام چون غنچه سوسن زبانها در گره

۱۱۰ — شیخ محسن فاضلی : استاد غنی از اکابر کشمیر

صوفی مشرب بود - و از مصاحبان دارا شکوه - دیوان ترتیب داده -
و مثنوی نیز فکر کرده دو بیت از و بخاطر است -

دیدم نهان داشت نقش آن کف مارا

اشک بهردم نهود رنگ حنارا

موی سفید خنده صبح اجابت است

گشتیم پیر برادر او تا دعا رسید

۱۱۱ — فصیحی از فصحاء زمانه بود - اشعار پخته دارد -

استاد یگانه است

لبه کز نازکی بار تبسم بر نمی‌تابد
بخون غلام که امروزش بدشنام آشنا گردم

خویش را برنوک مژگان ستم کیشان زدم
آنقدر زخمی که دل میخواست در خنجر نبود

حدیث شوخ و لعلات نازک افکارش کند ترسم
مگر آهسته آن لب را تبسم وار بکشاید

جرم ماگر باده آشا میست مستی جرم کیست
عکس لعل خویش را مادر شراب افکنده ایم

چون ماهی ساحل طپد از آرزوی دل
زخمی که شهیدان ترا بر سپر آید

شب که غمها ترا پرده نشین میگردم
از تبسم لب زخمه نهکی میگردم

دوش تقلید جرس کردم و صد قافله سوخت
آه اگر ناله آفریشان تر از پس میگردم

چمن پیرایه صبحم ، کیهیایه خارو خس دارم
 بهر شاخ جردنچ آفتاب نیش رس دارم
 کو جنون تا هر نفس در دل سراغی گم شود
 سینده همچون موج در گرداب داغی کم شود
 شوق اگر اینست مغز - آشفتهگان عشق را
 نکبت فردوس تر سم در دماغی گم شود

در یک بیت میرزا فصیحی فقیر سرخوش تصرف کرده ، هر دو نگاشته

می آید فصیحی :

ما تو امیم باگل رعنا درین چمن
 کز خون پریم و رنگ به بیرون نمی دهیم

سرخوش : هم مشرب است باگل رعنا پیالہ ام
 کز خون پر است و رنگ به بیرون نمی دهد

۱۱۲ — آقا محمد ابراهیم فیضان خاں رشید آقا محمد حسین

ناجی : بلند فکر و عالی طبع است در نستعلیق نویسی و انشا پردازی
 دست رسائی دارد - از علوم معقولات نیز بهره تمام - من اشعاره

مأل اختلاف از دست صنعت یک رقم باشد
 تفاوتها به کفر و دیس شکاف یک قلم باشد
 بود منزل رسیدن دل بدست آوردن خوابی
 بلند و پست راه عشق ، لطف بیش و کم باشد
 ستم فهد زبان خنجر خون ریز قاتل را
 میان ما و جانان ترجهان تیغ دودم باشد

نصیبت گر بود ، همچون صدف رزق از سها ریزد
 چو قسمت هست روزی از دهن چو آسپاریزد

به تو تاچند بسازد بدل تنگ کسی
 از گران جانی خود چند خورد سنگ کسی
 در دل صاف خیال سخن ساخته نیست
 آب آئینه نیامیخته با رنگ کسی
 کردم از ضبط نفسهای خموشی معلوم
 که نشسته است پس پرده آهنگ کسی
 نبود از شیشه ظلم اینقدرها چشم یکرنگی
 مرا بر دل رسد زخم و ترا چین جبین افتد
 نمی باشد چو من حسرت نصیب محشر دردم
 زهر جز بدن جوشیده چون اخگر دلم سردم
 بهم ناز و نیاز آئینه ساز الفت این جا
 خرام آن پری دارد ز رنگ جسته ام گردم
 بیهوده چه سوزی پتله دنیا جگر خویش
 در خاک چو اخگر نسری مشقت زر خویش
 برد هر کس که در جزم خموشی راه میداند
 که فیض نشسته رطل گران گوش گران دارد
 هر که میجوید دم آبه ازین دولا ب خشک
 شیر مستی میکند چون کبک از مهتاب خشک
 نسبت ذاتیست با هم طوطی و آئینه را
 آن بهار خشک را لازم بود این آب خشک

۱۱۲ — میرغیاث الدین منصور **فکرت** : تخلص میکرد از
 شرفاء ولایت بوده - در عهد عالم گیر شاه بهند آمده ، خلق خروش
 فکری بلند داشت - بر فقیر بسیار مهربان بود - فقیر قصیده در
 مدح بخشی الممالک روح الله خاں در زمین قصیده شاه طاهر دکنی گفته
 بود - که این بیت از آن قصیده است :

ترک شوخی نه کند زان سبب استاد ازل
همچو اطفال کشیده است فلک را بفلک

برده بوجه حسن گزانش و نقلی از راه خوش طبعی نیز درمیان آورد که
”چون ملا وحشی جواب این قصیده گفت - فرزندان و مریدان شاه
بر آشفتنند و پیش یک صاحب طبع رفته بشورش تمام گفتند که
به بینید بی ادبی ملا وحشی را که قصیده شاه مارا جواب گفته -
آن عزیز گفت : به ادبی دیگر آنکه از شاه خوبتر گفته - جواب
خندید و برای فقیر آنچه دلش خواست ، صلی فرستاد و عطا فرمود “ -

این چند بیت بخط خود در بیاض من نوشته :—

نبی مانند سیاهی در دوات دیده آهو
اگر دیباچه بنویسم بیاض گردن او را

ز اشکم گاه مستی نامه اعمال افشان شد
مرا کوه گناه از باده لعل بدخشان شد

همچو من بیکس ، شهیده هیچ کافر دیده است
صبح محشر هم دمید و خون من خوابیده است

خوار افسرده ام دارد شراب آتشینه کی
که خون مرده را در پوست چون هندو بسوزاند

در نامه مانعست نه فرموده حق هیچ
یک حرف بتحلیم دریں مشق ندیدیم

عبر آخر میشود تا میکنی دل از جهان
کاروانه رفته است تا خار از پا میکشی

۱۱۴ — عبدالرزاق فیاض : یک بیت او از زبان میر معز

شنیده ام میر نیز بیتی در جوابش گفته و فقیر نیز - فیاض :

یک بار ذالعه کردم و از درد اشتیاق
از شش جهت هنوز صدا می توان شنید

میر : باد بهار و بوی گل آشفته هم اند
پیغام او ز ناله ما می توان شنید

سرخوش : منور سنگ سار ملامت بود هنوز
یک حرف راز گفته چها می‌توان شنید

۱۱۵ — فحشور : از تازه گویان و معنی یابان بود - یک
بیت او عالم گیر است :—

فلک دیگر بکام رند درد آشام می‌گردد
عس رو خواب راحت کن که امشب جام می‌گردد

سرخوش : کجا عاقل ز حق دردی درد آشام می‌گردد
بهسجد سیحه گر می‌گردد این جا جام می‌گردد

۱۱۶ — فوقی : خوش خیال بوده - ازین بیت عروج فکرش
ظاهر است :—

مرا قیامت و مردن بصورت دگر است
مسافران عدم ! انتظار من نه کشید

۱۱۷ — فارس : خوش فکر و معنی یاب بود - این چند
بیت ازو استماع افتاده :—

عشق آمد و زالایش تن به اثرم کرد
از پرده دل صاحب چو آب گهرم کرد

غنچه سان بهر گله سر بگریبان دارم
از دل خوں شده راه بگلستان دارم

یار بهتر ز من احوال مرا میداند
من چسان عیب خود از آئینه پنهان دارم

۱۱۸ — فوجی : از شعرای جنگاله بود - خوش فکر و صاحب
تلاش می‌نماید :—

موج آب گهر از تاج شها می‌گذرد
قطره در مرتبه خویش کم از دریا نیست

۱۱۶ — **محمد دارا شکوه** : الهلقب بشاه بلند اقبال ولی عهد شاه جهان شاهزاده خوشرو و خوش خلق ، متحمل ، صوفی مشرب ، فقیر دوست ، مودو محقق بود . طبعی بلند و ذهنی رسا داشت . مطالب عالییه صوفیه را در رباعی و غزل منظوم میکرد . بحسب اعتقادی که بسلسله عالییه قادریه داشت ، **قادری** تخلص میکرد . بهلا شاه خلیفه میان شاه میر لاهوری دست بیعت داده تحمل و وقار بحدی داشت که محمد علی ماهر نقل میکرد که روزی طوطی سلطان سلیمان شکوه خلف بزرگش شاعر را قصیده گفته آورد ، سر دیوان میخواند درو یک بیت بسته بود که شاهزاده کریمالطرفین است . شاه عالی جاہ شنیده فرمود در الحق ایس پسر کریمالطرفین است هم از طرف پدر بادشاه بن بادشاه است ، و هم از طرف مادر ، حاجی تهکین که به ظرافت پیشگی در محفل عالی راه داشت ، پیش آمد و عرض کرد که « قبله عالم ملا دو پیازه چه خوب گفت » ، « الکریمالطرفین زن کون ده » شاه سر فرو انداخت ، لرزه بر اندام اهل مجلس افتاده . و همه را یقین شد که همی که سر بر میدارد ، ایس مسخره را گردن زدن میفرماید . بعد از ساعتی از مسند بر خواست ، درون محل تشریف برد . نزدیک پدرخانه فرمود که « دیگر آن به ادب را در دیوان خاص مگذارید » در علوم تصوف تصانیف عالی دارد . سوالهای دقیقی نوشته . دیوانه مختصر از و جمع شده . رباعیات مشهور دارد . ایس چند بیت از آن است .

هر خم و پیچه که شد از تاب زلف یار شد
دامر شد ، زنجیر شد ، تسبیح شد ، زار شد
کشتی و زنده اجب کردی
خوب کردی که گفت بد کردی

خود از درون و درون جلوه کرد و من ز میان
 چو سایه محو شدم گز دو سو چراغ آمد
 ز دوری تو دلم را در اضطراب آرام
 ندیده دیدم من به رخت بخواب آرام
 خاطر شقایق در تصویر حسنش جمع بود
 چون بزلّف او رسید آخر پریشانی کشید
 بشکست دل آبله از گردش پایم
 درکار من این هم گره بود که باشد
 بقدر مال باشد سر گرانی
 وزن زر فزاید بار دستار
 بخیه بر خرقه فناکیشان
 موج آب حیات را ماند
 همه چیز تو خوب لیک این بد
 که تو بسیار دیر می آید
 با دوست رسیدیم چو از خویش گذشتیم
 از خویش گزشتن چه مبارک سفره بود

۱۲۰ — قادر نمی دانم کیست و کجاییست - صاحب قدرت

می نهاید:—

سر نوشته نیست جز خجالت جبین ساده را
 چین پیشانیست موج آبرو آزاده را

۱۲۱ — حسان زماں حاجی محمد جان قدسی: ملک الشعراء عصر

شاهجهان سخنور صاحب قدرت بود - در قصیده گوئی و غزل پردازی
 گونه بلاغت از اقران ربود - ظفر نامه شاهجهان را با حسن وجه دل
 خواجه طرز، فصاحت و بلاغت تمام ادا کرده - چون دید که نام
 عمیدالدین خان بهادر فیروز جنگ درین بحر گنجایش ندارد، چنین
 گفته:—

نهنگه که از غایت احتشام
نه گنجد به بصر از بزرگیش نام

وقتے که بهین الدوله اصف خان ، سلطان بولاقی پسر خسرو را
بر سریر تزویر * جلوس داده ، گفته : —

مداں عیب تزویر والا گهر
پود آب در شیر گوهر هنر

چون فیل سفید به تحفگی و غرابت بدرگاه جهان پناه آمد ،
پادشاه جم جاه بزر و زیور مزین ساخته خود بدولت سوار شد .
ایں رباعی گذرانید : —

رباعی : بر فیل سفیدش که بینیاد کردند
شد شیفته هرکس که نگاه افکند

چون شاه جهان پرو بر آمد ، گوئی
خورشید شد از سفیده صبح بلند

بجائزه لائق مفتخر و مباهی گشت .

در تعریف کشمیر و صحویت راه مثنوی خوب گفته ، تلاشها
کرده و قتیکه بیگم صاحب از شمع سوخته بود ، رباعی گذرانید که
بیت آخرش این است

تا سرزده شمع چنیس بی ادبی
پروانده ز عشق شمع وا سوخته است

گویند بآن کمال و ملک الشعرائی روزه غزلے گفته ، پیش ملاه
مکتب دار میخواند . چون بآن بیت رسید : —

ساقی بصبحی قدره پیشتر از صبح
بر خیز که تا صبح شدن تاب ندارم

کودکے می شنید، گفت: صاحب! اگر بجائے قدرے نفیسے گفتہ شود، برائے صبح مناسبت تمام دارد،“ حاجی قبول کردہ در جودت طبع آن کودک حیران ماند۔ چنانچہ بونواس شاعر عرب این بیت گفتہ بود
بہ زبان عربی

شعر: الا فاسقنی خبرا و قل لی ہی الخمر
ولا تسقنی سرا اذا امکن الجھر

روزہ گزرش ہرمکتبہ افتاد، کودک کے ہاستاد خود میگفت کہ، “آیا میدانی کہ بونواس شاعر از ”قل لی ہی الخمر“ چہ ارادہ کردہ؟“ استاد گفت: ”نہی دانم“ گفت ”درگرفتن جام شراب چہار حواس متاذ می شوند: باصرہ از دیدن۔ و ذائقہ از چشیدن۔ و شامہ از بوئیدن۔ و لامسہ از گرفتن۔ باقی ماند سامعہ از گفتن کہ شراب است ایں نیز لذت یاب میگردد۔“ ابو نواس گفت: بخداے اے پسر کہ از کلام من معنی ہر آوردہ کہ ہرگز قصد نہ کردہ ام

ایں چند بیت از قصائد و غزلیات قدسی است۔ مطلع دیوان است: —

زود بچہ کردم من بیصبر داغ خویش را
اول شب میکشد مفلس چراغ خویش را

بازم نشستہ تامژہ دردل نگاہ کیست
روزم سیاہ کردہ چشم سیاہ کیست

جاں دادن و سخن شنیدن گناہ من
دل بردن و نگاہ نہ کردن گناہ کیست

جوانی رفت و داغی ماند ہر دل یادگار ازوے
چو آن سرخی کہ ہر ناخن پس از رنگ حنا باشد

اگر دستم رسد روزے بجیب زاهد خود پیں
چو شمع آرم بروں یک دستہ زہار از گریبانش

بایس قدر که ببالین من نهی قدمه
 مترس هیچ کست مهربان نخ-واهد گ-فت
 عیش ایس باغ باندازه یگ تن-گدلیست
 داش گل غنچه شود تا دل ما بکشاید
 نگذاشت بخواب عدمم شیون بلبل
 گل ریخته بودند مگر بر سر خاکم
 در چنین فصله که بلبل مست و گلشن پر گل است
 گرهه پیچانده عمر تست خالی خوب نیست
 عمریست که درپای خم افتاده خرابیم
 همسایه دیوار بدیوار شرابیم
 کجا تاب آورد پیش سرشک دیده فرسایم
 دواندریشه گر چو شمع مژگان تاکف پایم
 چو غنچه گل صد برگ آسمان دو رنگ
 بصد بردن ده دزدیک قباؤ آن هم تنگ
 من آن نیم که کنم سرکشی ز تیغ جفا
 چو شمع زنده سر خویش دیده ام برپا
 بلا است هجر عزیزان اگر چو مردم چشم
 زهر بقدر یک انگشت راه خانه جداست
 سخن بس بعالم پناه سخنور
 صدف را بود مهره پشت گوهر
 دنیا محشوق عاشق دیس نه شود
 شیداگی آن شیفته ایس نشود
 بار دل عارف نشود جلوه دهر
 آئینه ز عکس کوه سنگین نشود

هرکس که سخن ز قدر و مقدار کند
 که حالت خود تواند اظهار کند
 خواهی هنرت عیان شود پستی جو
 شهشیر فرود آید و کار کند

سرخوش: هرکس که کمال خواهد اظهار کند
 فکر یاران نیک کردار کند
 گردد هنرت بسعی احباب عیان
 شهشیر بزور دستها کار کند

۱۲۲ — **قاسم شش‌دی** از شاگردان رشید مرزا صائب است - تازه
 گوئی بلند خیال ، نازک بند معنی یاب بود در هند نیامده - اشعارش
 در سخنوران اشتهار دارد :-

یکپیست حسن و قصد جلوه از نقاب چکید
 رگ چراغ زدم خون آفتاب چکید
 شبکه بکنج خلوت ، اگر دهم دهی اجازت
 بهکم چنان لبست را که درو سخن نهاند
 هست چون اجزای عالم ذره یک آفتاب
 آستین بر هرکه افشانی چراغی کشته
 نهیداشم که از ذوق کدامین داغ او سوزم
 بآن پیرواز می مانم که افتد در چراغانه
 قاسم از ننوشتن مکتوب دادند مرگ من
 قاصد نارفتن من برد پیغام مرا
 میروی مستاده بر خاکم ، نمی دانی که من
 در کفن همچون کبابی در نمک خوابیده ام
 ز ویرانی بود بر بام در کاشانه مارا
 زمین چون نقش پادیوار باشد خانه مارا

عقلم آن دم که بتن پیرهن جان پوشید
 شیر مادر کفنه بود که پنهان پوشید
 در سینۀ دل از جوش طپش در تب و تابست
 از گرم روی آهو ایی دشت کباب است
 کس جادیه عشق بیایان نرساند
 چندان که نظرکار کند یک دم آهوست
 ندارم پاکه از موج خطر با یار پیوستم
 غریقی آب حیوان را غم مردن نمی باشد
 برت عاشق چو مضمون در پیام خود نهان آمد
 دره کز خامه ام باندگ شکست استخوان آمد
 خوں ریز ستم چو یار من شد
 گل حلق بریده چمن شد

۱۲۳ — قاسم خان هزلف جهادگیر شاه طبع رسا داشت - از

فکرهای اوست:—

بعد ازین در عوض اشک دل آید بیرون
 آب چوں کم شود از چشمه گل آید بیرون
 چنان شدم ز جدائی که بعد ازین هرگز
 بفرمده نیز لب از همدگر جدا نکم
 مردم ز رشک چند به بینم که جام می
 لب پرلبت گذارد و قالب تهی کند
 هرکه در مجلس ما باده ننوشد قاسم
 کز همه مردم حشمت بیرون باید کرد

روزم بادشاه آب خاصه طلبید ، و پیاله گلی بغایت نازک آوردند -
 همین که بدست گرفت از جنبش آب بشکست - بادشاه این مصرع

بدیعه بر زبان مبارک راند **مصرع** :
 کاسه نازک بود آب آرام نتوانست کرد

قاسم خان پیش مصرع رساند **مصرع**
 دید حال را و چشمش ضبط اشک خود نه کرد

۱۲۲ — **قانع** : بر حقیقت او اطلاعی نیست - بیک بیت او قانعم :—

چون مردمک چشم تو در عالم نیست
 چرخى که خدنگ غمزه را تیر کند

۱۲۵ — **محمد یوسف قدیم** همزاده میرزا قطب الدین مائل -

طبع درست داشت پیش فقیر مشق میکرد . در گذشت :—

یک نفس گر شاد گشتم عالمی غمناک شد
 خنده ام چون برق چاک سینۀ افلاک شد

سرخوش : در لباس فقر دل ز آلود گیها پاک شد
 خرقة پرخیه مارا کیسه دلاک شد

۱۲۶ — استاد سخنوران هفت اقلیم ، ملک الکلام ، ابو طالب کلیم
شاعر عهده پای تخت صاحب قدرت ، معنی یاب ، در فنون جمیع
اقسام سخن سنجی طاق ، و در انواع کمالات ذکته پیروی شهره آفاق
بود . ظفر نامه شاه جهانی را باداهای رنگین نظم کرده - در تعریف
اکبر آباد و قصه دکن و صحرابیت راجه کشمیر و وصف کشمیر مثنویهای
دلکش دارد - دیوانی ترتیب داده - در گفتن اشعار فرمایشی قدرت
تمام داشت - برای تخت مرصع و محل و سپر و شمشیر و قلعدان
خاصه تا مقط شعرها را مناسب هر چیز گفته - بر همه اشیاء سرکار
والا اشعار او کنده و نوشته اند .

گویند که خواجه کار روم در تهنیت نامه جلوس والا تحریر
نمود - ” شما که خود را شاه جهان لقب کرده اید ، اگر ملک ما و
ایران و توران داخل جهان است شما بادشاهی ایس جاندارید - بهترین
نامها نزد خدا عبداللہ و عبدالرحمان است از ایس اسما اسمے اختیار
کنید - “ بعد مطالعه بیمن الدوله مصلحت کردند - که باید ایس خطاب
را تغییر داده - ابوطالب کلیم خبر یافته ایس بیست گذرانید -

هند و جهان ز روی عدد چون برابر است
بر شرف خطاب شاه جهان زان مقرر است

همین بیست را در جواب نوشتند - و او را جزر کشیدند -
چون خان جهان لودی که سابق پیرا نام داشت ، باغی شده - بدریا
روhilه پیوست - دریا بسبب اعانت او بدست افواج قاهره کشته
شد و پیرا نیز بعد از او بقتل رسید - رباعی گذرانید و بجائزه
لاحق مفتخر گردید —

ایس مؤدیه فتح از پی هم زیبا بود
ایس کیف دو جلا چه نشاط افزا بود
از کشتن دریا ، سر پیرا هم رفت
گویا سر او حباب ایس دریا بود

چون سر پیرا و دریا و دو پسران رشید او یک جا بدرگاه رسیدند
 "چار مغز" تاریخ یافت -

در اوائل جلوس که رایات جهان کشا بتسخیر قلاع دکن متوجه
 بود یک سال چهل قلعه بتصرف اولیاء دولت در آمد - ایس رباعی
 گذرانید -

شاه بخت کشور اقیال گرفت
 تیغ ز عدد ملک و زر و مال گرفت
 چل قلعه بیک سال گرفتگی که یکی
 شاهان نه توانند بچل سال گرفت
 بود آرایش معشوق خال درهم عاشق
 سیه روزی مجنون سرمه باشد چشم لیلی را
 اجر تا بر خاست یاران باده در ساغر کنید
 چشم اختر تا نهی بیند دماغی تر کنید
 نیست سامانه بجز از رخنه درگاه شانه ام
 گر برونگ دام ماهی آب باشد دانه نیست
 ز بسکه چین جبین در دیار ما عام است
 رخ کشاده آئینه جاع حیرانیست
 غرق وصال آگه ز آسیب چشم نیست
 تا دام بر نیارید ماهی خبر ندارد
 نجات غرقه بحر تعلق آسان نیست
 مگر بتخته تابوت بر کنار افتد
 نیست یک شب که سر شکم گل بستر نشود
 تار در پیروهنم رشته گوهر نشود
 سپاه غمزه اش را در هزیه فتح میباید
 شکست افتاد بر دلها چو در گردید مژگان

سر بسر دلهاے آگه دانده یک سبكه اشد
 آنچه مارا در دل است از همدگر مستور نیست
 مرگ تلخ و زندگی هم سر بسر درد سر است
 پشت و روی کار عالم هیچ یک دلخواه نیست

آخر عمر در کشمیر گوشه گیر شده بود هم آنجا ودیعت
 حیات سپرد

ملا طاهر غنمی: "طور معنی بود روشن از کلیم" تاریخ یافته

۱۲۷ — هیر کلان: بزرگیش از کلامش پیدا است هن اشعاره

منع بیتابی و افغان کشی و جامه دری
 نا توانی چه قدر کرد که زنجیر کند

۱۲۸ — شیخ سعدالد گلشن: طبعی درست دارد - چند سال پیش

فقیر مشق کرد —

بدل شوخی نفس دزدید و طعیان میکند نازش
 پوی در شیشه پنهای گشت و بیرون مادد پروازش

در عالم گریه بینوایم چون شمع
 در سعی گداختن رسایم چون شمع

حیرت بهار گلشن نظاره خود ایم
 آئینه خاشه دل صد پاره خود ایم

ز شوق مهر رخساره که چشم گریه پیرا شد
 چو گوهر هر سر شکر در گره دارد سحر گاهی

روزی مصرعه گفته آورد مصرع

بیک پیمانه چون یاقوت دارم آب و آتش را

فقیر پیش مصرعی رساندم

ز جس با نرم خوئی رام کردم طبع سرکش را

۱۲۹ — عبدالرحیم کمر گو کشمیری: چندگاه پیش فخیو مشق
کرد بطرف دکن رفت و آنجا در گذشت —

چهار آمد ز جوش لاله دارد کوه دیدنها
شرر خارا شگافی میکند از دل طپیدنها
ما خراب رنجش بیجای او گردیده ایم
گر پر افشاند غبار از دل شود تحمیر ما
گرفته زخم دلم در دهن خدنگ ترا
بلذتے کہ مکد طفل شیر خوار انگشت

ز زنجیرے کہ عشق انداخت در پای من اے قہری
فتاد آخر ترا ہم حلقہ در گردن اے قہری

مگر سر و مرا دیدی کہ از دیوانگی برتن
ز بال و پر ترا صد پارہ شد پیراھن اے قہری

۱۳۰ — لامع : بر حقیقت او اطلاع نیست - اما صاحب سخن

معلوم می شود :-

اے سپند برق حسنت شبنم گلزارها
 دست و پا گم کرده سرو قدت رفتارها
 در بهارستان همدت بلبان قدس را
 بوی گل خیزد بجای ناله از منقارها
 دهد گر آب و رنگ از گفتگو یاقوت خندان را
 گریبان چاک همچون گل کند لعل بدخشان را
 شود گردشت پیهانالہ مجنون سودایت
 بسفریاد آورد مانند دے شاخ غزالان را
 گزشتی بر مزرع شورشے انداختہ رفتی
 کف خاک مرا صحرائے محشر ساختہ رفتی

۱۳۱ — خلاصه دودمان مصطفوی ، میرزا معزالدين موسوی :
 درخوش خیالی و شعر فہمی و ادشا پردازی نظیر نداشت در حدت طبع و دقت
 آفرینی و چالاکي ذهن و خورده بینی و علم محقول و منقول بے بدل بود -
 چنانچہ فرماید :—

من مرغ خوش ترانہ باغ فضیلت
 طبع مرا بزمزمہ شاعری چکار

دریں بیت قصیدہ مرزا صائب کہ در تعریف عبارت گفتمہ :—

چون لباس غنچہ تنگی میکند بردوش گل
 بر شکوہ این عبارت پرنیان آسمان

رو برو دخل کرد کہ دو بر در مصرعین خلاف محاورہ است -
 صائب بعد مباحثہ بسیار معترف شد - فقیر بعد استماع چنین
 درست کردہ برو خواند :—

چون لباس غنچہ نشگفتہ تنگی میکند
 بر شکوہ این عبارت پرنیان آسمان

ہمیں قسم روزہ صائب این مصرع برخواند
 عیبہ بعیب خود نرسیدن نہی رسد ،

محمد سعید اشرف گفت : یک جاہ دیگر میخواہد یعنی
 ”عیبہ یا بعیب نرسیدن نہی رسد“ - صائب آن را بعد از رد
 و بدل بسیار مقبول کرد - شخصہ این معنی بستہ بود :—

ز تیرہ بختی خود آن زماں شدم آگاہ
 کہ مادرم سرپستان خویش کرد سیاہ

شنیدہ فرمود کہ معنی تازہ ایست - خوب تر باید بست -
 خود فکر کردہ بست :—

این تیرگی ز روز ازل داشت کوکب
 مادر نزادہ ام سرپستان سیاہ کرد

جواب یک بیت مرزا طاهر وحید خوب گفته - هر دو تحریر

می‌یابد - وحید :

هر گل بیاد شمع تو باله کشوده است

خاکسترم چمن شد و پروانه ام هنوز

شد گردباد دامن صحرا غبارمن

برباد رفت خاکم و دیوانه ام هنوز

روزی این بیت عزیزه را میخواند ، و حفظ می‌کرد و تحسینها

می‌نمود :—

بچه اندیشه ام از خاطر ناشاد روی

چه بخاطر گذرانم که تو از یاد روی

بفقییر فرمود : بیایید طرح کنیم ، - بدیه این مطلع

بر زبان راشد :—

آن چنان زی که چو از حادثه برباد روی

حسن معنی نگذارد که تو از یاد روی

فقیر نیز فکر کرده بدیه حاضر جواب شد :—

خوبیش را خاک روی سازی و برباد روی

به ازان است که بر تخت روان شاد روی

روزی این بیت ناصر علی را در میان آوردند :—

ز جوش باده درد تبه نشین بالا نشین گردد

ز موج خنده ترسم خط برون آید ازان لبها

خود فکر کرده بیه رساند - بفقییر نیز تکلیف کرد - هر دو

نگاشته می‌آید .

سرخوش : نظرها از لطافت بر رخس بار گران بندد

سخن نقش نگین شد از فرو رفتن دران لبها

هوسوی : نگه بر دیبستر مالیده می‌بارد ز مژگانش

سخن در برگ گل پیچیده میریزد ازان لبها

روژه مطالعه گرفته بخدمت گذراندم؛ —

خانه دهر تنگ بسیار است
پشت بام فلک هوادار است

بسیار تحسین کرده فرمودند " در پیش مصرع عبارت مقدم
آخر بسته آید بسیار تنگ میآید " گفتیم: " صاحب که در بیت خود
بسته اند چه علاج " —

مبادا نامه بیتابیم را ته کنی قاصد!
درین مکتوب خاز کرده ام بسیار مضمون را

شنیده خاموش ماندند - در حسن ابدال غلغلۀ این مطلع در
شعرا پای تخت اداخت: —

هیچ کس آگه ز درد اشتیاق نمشد
نامه ماچون زبان لال هرگز نمشد

سرخوش: هیچ دل را زینت دنیا نشاط افزانشد
عقدۀ کار کس از دندان گوهر نمشد

همه گفتند از مطلع میر کم نیست - بعضی اعزۀ مثل
شیخ عبدالعزیز عزت و غیره فرمودند که چه ازین مطلع میر است
فقیر گفت: " تشبیه میر تازه و از من متعارف است - یعنی دندان
را بگوهر و گوهر را بدندان اکثر تشبیه داده اند - و زبان را
بنامۀ پیچیده تشبیه دادن تازگی میدارد - " میر شنیده
فرمود: " زه طبع منصف " فقیر این معنی را قسم دیگر مطلع
عزل خود کرده بسته: —

راز ماسد فاش و حال ماهمین پوشیده است
نامه ماچون زبان هم باز و هم پیچیده است

هرگاه فقیر بزیارتش میرفت ' درس علم عربی موقوف
میداشت ' که " امروز با سرخوش جام عرفان صحبت تصوف و شعر
میداریم - " در هر مقدمه تحسینها میکردند - و در هر سخن انصاف
میدادند و میفرمودند که " قدرته دارم که هیچ کس در علم

معقولات و تصوف از من پیشه نتوانست گرفت ، ولیکن وقتی که حرف فنا درمیان می آید درین می مانم زیرا که نه انکار می توانم کرد و نه اقرار . در احوال جمیع اولیا و مشائخ خواننده امر که در ذات حق فانی میشوند و ظاهر درمیان خود و ایشان فرقی نمی یابم همچو من میخورند و می آشامند ایشان چه قدر فانی گشته اند . و من نیستم . ” فقیر می خندید و می گفت : سبحان الله چشم باز و گوش باز و صاحب چنین عقل و شعور و فضائل و کمالات درین قدر معامله موی بنداست . ” اکثر از راه قدر دانم میفرمود که در هند که آمده ام همین سه شاعر دیدم - غنی و ناصر علی و سرخوش - در اوایل مشق فطرت تخلص میکرد ، در آخرها موسوی مقرر نمود - و ازیں تخلص محظوظ بود ، و خطاب خانی هم برین گرفت -

روزی فرمود ” افضل اهل زمانه تاریخ ولادت من یافته اند - ” فقیر گفت تولد من هم درین سالست و نام من افضل - این بمن عنایت شود ، برای خود فکر دیگر بکنید “ - خنده کرده گفت : ” مبارک است شما بگیرید “ -

روزی شخصی بایشان گفت : مصرعی گفته ام

فانوس گرد باد شود بر چراغ ما

پیش مصرعی رسانید - ” گفت : سرخوش منبع اشعار تازه گویان است ازو پرسر ” اگر کسی نگفته باشد ، پیش مصرعی میرسانم “ ، چون با فقیر دو چار شدند و ذکر کردند ، گفت : ” مطلع صائب است -

آشفته گی ز عقل پیزیرد دماغ ما

فانوس گرد باد شود بر چراغ ما

اما عجب مشفق ، مهربان بود وقتی که فقیر در لاهور برزنی عاشق بود ، چون کوچ ریایات عالیات بجانب شاه جهان آباد شد - بصد پریشان حالی همراه رکاب سعادت روانه شدم - روز یکم بخانه میر نشستیم بودم و ذکر آن معشوقه درمیان آمد ، مرا گریه بافغان روداد - میز متأثر گشته رباعی بدیده فرمود : —

اشک که مرا ز چشم زخم دیده بررفت
لخت دل من بود که غلطیده برفت

در حجر تو این نکته مرا شد معلوم
کز دل پرود هر آنچه از دیده بررفت

روژه: آن خان سفندانی را باشیخ عبدالعزیز عزت صحبت میباشند
علمی و مذاکره حکمی رویداد - ورد و بدل بسیار واقع شد در یک
مقدمه شیخ گفت: " این را شما از که سند دارید - " فرمودند که: از
شیخ بهاءالدین محمد - " گفت: " از شیخ بهاءالدین محمد بیست
ودو جاحرف گرفته ام - " گفت: " مخدوم آن حروف تهجی خواهد بود - "
در آخر مجلس کار باین جا کشیده که شیخ از روی تجاهل گفت که -
,, شیعیان شما که میت را وقت غسل گز میکنند، بچه دلیل و سنت
کیست؟ - " خان خنده کرد و گفت: " این مسئله را در لاهور بهڑوان کنجی
از من پرسیده بودند، یا امروز شما پرسیده اید - " .

روژه: دو منصب دار در دیوان خاص خلعت پوشیده برای تسلیم
در حضور ایستادند - بفقر فرمود که تحقیق کرده بیاورید که این
هر دو را چه خدمت شده - آمده تحقیق کردم که یکی را - دیوانی
برآر شده و دومی را خلعت کدخدائی مرحمت شده - رفته
بهیمر رساندم که ,, یکی را خدمت در آر شده و دیگر را خدمت
برآر - " میسر خندیده تحسینها کرد - این چند بیت از زادهای طبع
اوست: —

شدم خاک و هنوز از عشق آوازش بجان دارم
در آغوش کفن جسمه چوتپ در استخوان دارم

سد راه محصیت هاشد پریشانی مرا
داشت عریانی نگه زالوده دامانی مرا

کار ما پیوسته در بند از کشاد ناخنست
عقدۀ ما همچو گوهر خانه زاد ناخنست

ما طائر عشقیم و قفس جال و پر ماست
 چون بوی گل چیده و طن همسفر ماست
 عیب صاحب هنراں جوش تنک ظرفیاست
 آب یاقوت چوزد موج رگ یاقوت است
 چو سوز عشق را کامل کنی عیبت هنر گردد
 شود یاقوت هر سنگی که لبریز از شرر گردد
 عاجز شد از رفاقت ما رهنمون ما
 ایستاده آب تیغ روانست خون ما
 بحر و کان را دارما افتاده استعداد فیض
 گوهر آب دیده و یاقوت خون دل نشد
 شوقش ببرقم از دل بیتاب کم نشد
 این مه گرفت و شوخی مهتاب کم نشد
 ندارد آفتی چون غنچه از صرصر چراغ من
 برونک لاله در آغوش ناخن خفته داغ من
 آتش در ته پا بود و له همچو سپند
 گام اول نفسم سوخت از پی راه میوس
 مرد حق در عین دنیا داری از دنیا بگریست
 ملک در دست سلیمانی نیست در ادگشتریست
 تن سیاه مست قرار از جاده خود پیرویست
 شیشه تا موج شکستن میزند جال و پیرویست
 عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند
 حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست
 ذوق عشق آئینه دار راز دلها میشود
 چون بخود جالد خموشی ناله پیدا میشود
 حسن سعی کوه کن از نقش شیرینی ظاهر است
 کار چون نیکو شود خود کار فرما میشود

حق شناسی هیرت افزائے دل آگاه شد
 جاده بالید آنقدر بر خود گاه سد راه شد
 حیرتم برقع کشای شاهد مقصود گشت
 عقد دل عاقبت پیکان تیر آه شد
 نهان نگذاشت افسون غمت در پرده ناموسی
 پری در شیشه رسوا ساخت چو شمع بفاذوسه
 شب از پروانه شرح انتهای درد پرسیدم
 کف خاکستر افشاند بر دامن فانوسی

در ملک دکن بر همت حق پیوست ، بر جمیع سخنوران ماتم
 شد . میان ناصر علی ایس خبر شنیده زار بگریست و بر ایس فقیر
 دلگیر گذشت آنچه گذشت - دو تاریخ وفات آن مرحوم ایس اخلاص
 مند بریا یافته :—

معزالدین محمد موسوی حریف
 ز عالم سوی ملک معنوی رفت
 کشید آه و بگفتا عقل تاریخ
 معزالدین محمد موسوی رفت
 دریغ رخت هستی زیس سرا بست
 معز موسوی خان سخندان
 ز حیرت خواست دل تاریخ فوتش
 خرد گفتا ” کجا شد موسوی خان “

۱۳۲ — اراسته باطن و ظاهر میر محمد علی ماهر :

استاد پخته کار ، انسان کامل عیار بود - با قدسی و کلیم و میر بخشی
 و غیرهم شعراے عصر جهادگیری و نازک خیالان عصر عالمگیری صحبتها
 داشته و فقر اختیاری باستقلال داشت - پیش دارا شکوه مرید خان
 شده بود - چنانچه خود فرموده :—

کرده با رادت انتخابم
بخشید مرید خان خطایم

بعد نوکری دارا شکوه تبرک علائق دنیوی کرده گوشه عزلت
گرفت و دیگر کبر نه جست -

روژه فقیر گفت : ” دانشمند خان میر بخشی و هبت خان تن بخشی
بر حال شما مهربان اند - چرا منصب معقول نمیگیرید ، خندیده
گفت : بترک دنیا مشهور شده ام - دمر از فقر میزنم - الحال باز
بدنیا رغبت کنم ، مثل من بآن زن هندو مانده که با شوهر مرده
برای سوختن آمده باشد حرق آتش سوزان دیده خواهد که بگیرد -
خاکروبان بچوب سرش را شکسته بسوزانند تا در جهان بود بصحبت
بود و در فکر سخن بود برای بعضی پیش مصرع شش ماه تا هفت
ماه فکر میکرد - چنانچه برای مصرع آخر این بیت شش ماه فکر
کرده پیش مصرع رساند :—

انتقام پدر از خصم پسر میگیرد
حاسد اهل سخن داغ ز حسن سخن است

دیوانه ضخیم و مثنوی رنگین دارد نثرهای رنگین مثل ظهوری پر
مضامین تازه نگاشته - گل اورنگ در مدح شاه عالم گیر اورنگ زیب و
گل سر سبد از فکرهای اوست چند فقره از آن گلدسته گلهای معانی
ایراد مییابد ،

در عهد صبی بهقتضای سن اکثر بجای گنجینه دست کشاده -
بشمشیر سروا کرده - زر سرخ و سفید بخراج داده - تا از مرکب ساز
سرکاری نام سیاهی بآدام شنیده ، بآدام چون پسته خندان در پوست
نه گنجیده :—

آرد از بهر مشق شاه مدام
چشم خوبان سیاهی بآدام

در عهد خوش نویسیش از بسکه یاقوت را مناسبتی به قطعه نویسی
نهی بینند . محرران دفترخانه هابیونش بیاقوت قطعه نویسی
مثنوی جامع نشاتین در زمیں تصفیه الحراقین گفته بود . و افتتاح
کلام از بهاریه کرده برای آن مطلع میخواست - حسب الهدایا دست
نهی داد . فقیر گفته گذرانید :-

ام پر سر نام گل ز نامت
باران بهار رشح جامت

ایشان برای ساقی نامه فقیر مطلع گفته بودند - عنایت
فرمودند :-

بود نام نشه بخش ادا
که بر سر کشد جام عهد خدا

مثنوی در مدح بیگم صاحب گفته محرفقت والدۀ عنایت خان
آشنا فرستاد . بیگم بعد مطالعه بریں بیت بسیار محظوظ شد :-

بذات او صفات کردگار است
که خود پنهان و فیضش آشکار است

پانصد روپیۀ صلۀ عطا فرمود .

فقیر در جوانی مدتی شعر را در خدمتش گذرانیده و اصلاح
گرفته . سلامت نفس و شکستگی و گذشتگی بعد داشت که روزی
مرزا قطب الدین ماڈل مجلس شعر خوانی گرم بود . حکیم صاحب
وملا محمد سعید اشرف و میر غیاث الدین منصور فکرت باهم
صحبت داشتند ، نوبت بشعر خواندن فقیر رسید ، این مطلع تازه
گفته بودم ، بر خواندم :-

که توانم دید زاهد جام صہبا بشکند
می پرد رنگم حمایه گر بدریا بشکند

همه صاحبان سخن زبان بآفرین و تحسین کشودند . حکیم صاحب
تا نصف شب همیں مطلع بر زبان داشت و میگفت : سیدان الله در
هند سرور پیدا شود که چنین شعر بگوید .

روز دیگر در خانۀ دانشمند خان بشاه ماهر دو چار شد - گفت : دیروز سرخوش شاگرد شما بسیار محظوظ ساخت - بارک‌الله خوب تربیت کردید - " شاه ماهر گفت : " او که شاگرد من است ، ما باهم یاریم ، پیش یک دیگر شعر می‌گذاریم شاگردی و استادی درمیان نیست شاید از راه بزرگ زادگی خود میگفته باشد ، و الا من چه لیاقت دارم که استاد او باشم ، چون فقیر بعد از چند روز بخدمت رفت - فرمود که " شما پیش حکیم چرا گفتید که من شاگرد ماهر - گفتم حق را بپوشم - و کفران نعمت کنم ؟ گفت برای شما خوب نیست - و مرا خود فخر است که ، همچو تو شاگرد داشته باشم - جمعه بلند فکر تر از من هستند که مرا و شعر مرا در نظر ایشان قدره نیست - شاگرد مرا در چشم ایشان چه رتبه خواهد بود ، شعر را شاگرد هدایند : —

بود شاگرد حق اُستاد عالم

گویا و جویا دو برادر بودند در کشمیر - پدر ایشان سامری تخلص داشت - بشاه مادر گفتند که ببینید ماهر دو برادر نام و تخلص طالب کلیم باهم چه قسم بخش کرده ایم - جویا طالب و گویا کلیم ، شاه گفت : معنی‌هایش را باهم چه قسم قسمت کرده اید : —

گویند روزه گویا بامیر محمد اسماعیل حجاب بر معنی بی‌تی کیم بهشیا کرد - حجاب بر آشفت و به حجاب گفت : آتش در گور آن سامری افتد که چونتو گوساله را گویا کرده : —

نقل است : برهمن پسر مقبول فکر سخن میکرد - روزه پیش نواب سعدالله خان این بیت از فکرهای تازه خود بر خواند : —

ز میدان سخن گوئی سبق برد
برهمن زادۀ از دو برهمن

نواب خنده میکرد و بتکرار میخواند - درین اثنا میرزا محمد علی ماهر رسید - فرمود : " بشنوید که برهمن زادۀ از دو برهمن چه میگوید " او باز خواند - ماهر گفت : " از صلایت صحبت نواب صاحب عبارت منقلب کرده - همچو گفته باشد : —

برهمن زاده گوئی سبق بُرد
ز میدان سخن از دو برهمن

برهمن تخلص یکی از برهمنان پیشین بود و دویم چندر بهان
منشی دارا شکوه تخلص کرد : —

فقیر تاریخ فوت آن کامل زمانه چنین یافته : —

حیف ز بزم جهان ماهر معنی طراز
مست جنگج وصال از قدح موت شد
سرخوش غم‌دیده خواست سال و فاقش زدل
گفت خرد : ” آه آه ماهر ما فوت شد “

چشم چگونه دیدن رویت هوس کند
نظاره بر چراغ تو کار نفس کند
میکنند معشوق از پهلوی عاشق دلبری
از پر خرد شمع را پروانه می سازد پری
تا بدل گردیده ام خرسند عالم از منست
در قناعت مور از یک دانه صاحب خرمنست
بسکه در هجر تو چون نال قلم کاهیده ام
از تنم صد پیرهنی بآلوده تر پیرا هنست
بسکه شد دل بسته احوال ملک و لشکر است
زنگ بر آئینه داغی بر دل اسکندر است
زآمد شد نفس که بر و شد مدار عمر
باشد دو اسپه قاختن شهسوار عمر
تنزلش چو ترقی باختیار مدای
که این نفس زدن شخص روزگار بود
دوباره سوزد از آن رو فغان بلند کشد
معه دو آتش در سوختن سپند کشد

۱۳۳ — حکیم رکن‌السیاح : از امرای صاحب سخن عهد جهانگیر شاهی بود ، در معنی یابی ید بیضا داشت بسیار خوش فکر ، تازه معنی یاب است از زاد های طبع اوست : —

درمن آمیخته از توائی پیدا نیست
همه شیر است ، درین کاسه شکر پیدا نیست
آذینان باتو یکه گشته وجودم به دوست
که تراجعه تو توان دیدن و به من نتوان
روز اول کاندیس ویرانه بنهادم قدم
تا دمه بایست کشتن دهر دیواره نداشت
تمام زندگیم بامته دو ساله گذشت
حباب وار مرا عمر در پیاله گذشت
همچون نگین که به رنگین دان شده است خلق
او را خدا برای کنار آفریده است
آنانکه زیک دگر ، جگر ریش تراند
قومی پستر ، جماعتی پیشتر اند
در غربت مرگ بیم تنهایی نیست
یاران عزیز آن طرف پیشتر اند

رباعی

۱۳۴ — شیخ سعدی سیاحی پانی پتی : شاعر غرا از هم صهبتان شیدا بود . باهم اتحاد و یگانگی بلکه جنسیت معنوی تمام داشتند . چنانچه خود گوید : —

درمن و شیدا نهادم اندر حقیقت امتیاز
من بشیدا مانم و ماند بمن شیدای من

قصه رام و سیتا را از زبان هندی بنظم در آورده ، روز مره اش اگر چه موافق تازه گویان عراقی نیست . اما معنیهای تازه ، غریب شکر کرد چنانچه در مدح پیر گوید : —

غداے نفیس زهر فاقه داده
غلط گفتم که نفش مرده زاده

در نعت بیسته خوب داشت - اما مبتدل درآمد از رباعیات سحابی —

دل از عشق محمد ریش دارم
رقابت با خدای خویش دارم

سحابی : کس را که غم حبیب باشد چه کند
بیچاره و بی نصیب باشد چه کند
عشق خوبیای بیلا فراوان دارد
آنرا که خدا رقیب باشد چه کند

و یک بیت در تعریف عصمت سیتا بآن خوبی گفته که جمیع
خوش خیالان عصر پشت دست گذاشتند و این بیت را برابر
یک بیت سنجیدند : —

تنش را پیرهن عریان ندیده
چو جان اندر تن و تن جان ندیده

روز میرزا محمد علی ماهر این بیت میخواند و تحسینها
میکرد - میدانست که در نعت گفته میفرمود ” - ام کاش این
همه اشعار که در تبار عمر گفته ام بآن مرد نصیب میشد و این
یک بیت بهن میدادند - “ فقیه گفت : ” در تعریف عصمت سیتا
گفته است ” - به اعتقاد شد و گفت : ” چه پست فطرت و دون
همت بود - چه معنی خاص را در چه محل فرود آورده - “

یک بیت در وقت فرو رفتن سیتا بزمین نیز خوب تر گفته —

گریبان زمین شد ناگهان چاک
در آمد همچو جان در قالب خاک

فقیه نیز در تعریف محشوقه رسن باز رباعی گفته بود —

آن شوخ رسن باز که ماه زیباست
بالای علم چو گل پشاخ رعنا است

دے دے غلظت کے آفتاب محشر
یک نیمزہ بر آمد و قیامت برپا است

توفیق یافتہ در منقبت امام ہمار حسین شہید علیہ السلام دوازدہ
رباعی گفتہ ، در ان جابستم —

گردند چو کوفیاں سوے شام روان
بر نیمزہ سر حسین شانہ دو جہاں
لرزید فلک کہ شد قیامت برپا
یک نیمزہ بر آمد آفتاب تاجاں

مسیحی : در بزم عاشقان چو برآرم ز سپینہ آہ
چو ہیڑمی کہ دود کند دورم افگند
گر از خراش دلم منگری ببین برخم
کہ پیوست گندہ سخن میکند ادا ناخن

بدکیم مقرب خان رباعی نوشتہ کہ بیت آخرش ایس است —

بر خوان عطاے تو مسیحی محروم
چوں صورت تصویر کہ باشد بر خوان

۱۳۵ - ملا مفید بلخی : از خاک توران ہمچو او معنی یاب
صاحب تلاش بر نخواستہ - خوش فکر بود - در اوائل جلوس عالمگیری
در بلدۃ ملتان بحضرت منان پیوست فقیر بعد - از استہام این واقعہ
تاریخ فوتش گفت —

مرد ملا مفید در ملتان
این سخن چوں بگوش سرخوش خورد
بر کشید آہ و سال تاریفش
گفت : ” ملا مفید بلخی مرد “

از رھاٹی مگو کہ چوں طاؤس
پر و پالم بہ مہر صیاد است

زینت خانه صیاد بود مرغ اسیر
 از گرفتاری طاوس قفس گلزار است
 نه گردد تافتان من هم آزاد از گرفتاری
 زمیل سرمه صیاد مرا چوب قفس باشد
 مرا سوز محبت برد از جا
 پر پرواز شد داغم چو طاوس
 بسکه پر شد ز سرمه چشمانش
 شد رگ سنگ سرمه مژگانش
 تکه در پیرهن نمی گنجد
 از هم آغوشی گریبانش
 دانه من همچونی جانم بلب آورده بود
 یاد چشم سرمه آلودش بفریادم رسید
 ز بسکه کرد پریشان غبار خط توام
 نفس چو دال قلم گشت تار تار مرا
 ز دست طالع داساز خویش رسوائیم
 سیاه بختی ما همچو مشک بودارد

۱۳۶ — **هلا محبتی کشهیری** : گویند که بود هرچه از انگشت
 بروه هوا می نوشتند در می یافت ، جواب می داد - یک بیت ازو
 بالفعل بخاطر است —

صدای دل طپیدن از شکست رنگ می آید
 زبان خاموشی در پرده رسوا میکند مارا

۱۳۷ — **صالح بیگ ملهم** : مرد سپاهی بود - طبع درست داشت —

جلوه حسن تو شد دام گرفتاری مرا
 موج رنگ گل بود زنجیر پای عندلیب

۱۳۸ — مئی کلال رواج سخن وری در عهد جهانگیر شاه دیده -

ایں را هم سرشاعری بدرد آمد - طبع موزون بهم رسانید - دیوانه
تربیب داده - کلال و خدمتیه قومی اند که درجانی پادشاه هندوستان
و امرای عظام آن جا بعهده ایشان مقرر است - غیر از چوب داری و
اهتمام سواری شایسته هیچ کاری نیستند - جهانگیر شاه ایشان را چندال
میخواند - هزار و پانصدی منصب داشت - چند گاه در رکاب
دورجهای بیگم و پادشاه دویده و مجرا ها کرد - عرضی شده که بتقریب
ذکر سلیقه موزونیت من بحضورت خلافت درمیان آید که باعث ترقی
احوال و افزونی عزت و اقبال گردد - بیگم وقت یافته عرض کرد که
” مئی کلال هم شعر خوب میگوید امیدوار است که بسهم مبارک
رساند - “ پادشاه فرمود که ” الحال کار بجائز رسید که چندال شعر
میگوید - “ بیگم عرض کرد که ” خانہ زاد است ، در سایه حضرت تربیت
یافته “ فرمودند که ” بیایید ! “ بحضور آمده ایستاده شد حکم شد
که چیزی بخواند - بر خواند :—

مئی بگریه سره دارد ای نصیحت گر
کناره گیر که امروز ، روز طوفان ست

پادشاه خندید و گفت که ایں جاهر رعایت اهتمام پیشه ایشان
از دست نداده و مرعی کرده ، دور کنید ، باز بعد از مدت در خدمت
بیگم صاحب تردها کرده و التماس نمود که یک بار دیگر اجازت شعر
خوانی یابم - باز بیگم حضرت پادشاه را برپا آورد - طلبیدند -
و حکم شد که بخوان - قضا را ایں بیت بخواند :—

من میروم و برق زان شعله آهم
ای همنفسان ! دور شوید از سر راهم

پادشاه به بیگم فرمود که من نمیگفتم ایں قوم را بشعر چه
مناسبت - درین بیت نیز بهمان پیشه خود را جاسوه داده ، دور کنید :—

۱۳۹ — **هندو** حکاک شیرازی : شاعری معنی یاب ، خوش فکر بود . مشنوی در تعریف اکبر آباد بتلاش بسیار گفته و اکثر مضامین تازه بسته . در اوائل جلوس عالمگیر شاه ودیعت هیات سپرده . ازو است : —

آن را که زور بازو کسب هنر بود
دست پر آبله صدف پر گهر بود —
در خوارم روز و شب با آنکه صهبا می کشم
خشک لب چون ساحل هر چند دریا می کشم
مے زخم رقص کنان به دف و نه می آید
دست پر دائره باشیید که مے می آید

۱۴۰ — **هشپور** : شاعر خوش فکر در ایران بود . این دو بیت او از بیاض میر معز انتخاب شده : —

خدایا آرزو مطلب مکن حسرت نصیبان را
مده در سردی صبح وطن شام غریبان را
لبالب دارد امانه ز اشکم چون گل از شبنم
مکن از خنده همچون غنچه ام پر گل بیابان را

۱۴۱ — **میر معصوم کاشی** : ازو نیز یک بیت شنیده ام —

تو از سنجاب داری طوق و من از آهن به قبری
به بیس سرو تو بیرحم است یا سرو من به قبری

۱۴۲ — **میرزا هقیم** : دو بیت او از بیاض میر معز نوشته شد ، نوی داهر که بود —

ازروے رحم گوش به فریاد ما بده
و آنکه کار خاطر ناشاد ما بده
به آشنا بیار چسان آشنا شدی
این شیوه را بیا بخدا یاد ما بده

۱۳۳ — میرزا قطب‌الدین مائیل : جوان خوش فکر و خوش فهم و خوش نویس و قابل بود - از طالب علمی نیز بهره داشت - با حکیم صاحب و میر معز صاحب یار بود - در آخر عمرش کارش بجنون کشید - ترک منصب نهوده در دارالخلافت فروکش گرد بیست و هفتم رمضان سنه یک هزار و یک صد و هشت بعد از هفته از فوت میان ناصرعلی فر گذشت محمد عارف : "جعل جنته مشواة" تاریخ یافت - من اشعاره :

مردم ام اما بیاد هم نوایان چمن
می‌طپد دل چون جرس در چنگل بازم هنوز
پاک طینت راز دنیا دوری در کار نیست
میتوان چون آب گوهر از سر گوهر گذشت
در کسوت محبت هم رنگ را پسندند
گر تو سیاه چشمی من هم سیاه روزم
بزم ما برهم ز سنگ محتسب کی میشود
شیشه ما چون عنب گر بشکند می میشود
بچشم تیره دلاں روشنی غبار بود
سحر بکلیه شب سیل نو بهار بود
ببزم به خلل میکشان خاموشی
دهان پر گله خمیازه خمار بود
جوش زن آه نو بهار تاهبه مستان شویم
شور کن آه عندلیب تاهبه نالان شویم
هستی مارا قضا دوخت کتانی قبا
جلوه کن آه مه لقا تاهبه عریان شویم

۱۳۴ — هجده منصف : شاعر خوش کلام بود - یک بیتش بنظر آمده فقیر نیز در جوابش گفته —

خوے بیدما باعث آسودگی ما است
زنجیر در خانه دیوانه جنونست

سرخوش :

خوے بد باعث آسایش دیوانه بود
کبره جبهه ماقفل در خاشاکه ما است

۱۲۵ — الخوند محمد باقر مناسب : تخلص میکرد - آخرها

مشتاق قرارداد و در اواقل جلوس عالم گیری با فقیر همد و
هم صحبت بود ، مرد کو کناری در محبت ویاری درست بود : —

بخواب عدم راحتی داشتیم
ازین خواب مارا که بیدار کرد
در تیره ابر طالع خود برق حیرتیم
به گریه هیچ گاه تبسم نمی کنیم

۱۲۶ — ملک قهی : در بیجاپور دکن از اعیان آنجا بود - ظهوری

در ساقی نامه مدحش کرده —

خون چکانست ملک تیغ جفا می ترسم
که پی آخر بدر خانه قاتل برود

۱۲۷ — مشرقی : خوش فکر و خوش کلام بود - فکرش ازین شاه

بهیت روشن است : —

ز کعبه آیم و رشک آیدم بخونابی
که از زیارت دلهای خسته می آید

ن

۱۲۸ — نظیری نیشاپوری: گوی فصحاحت و بلاغت از اقران

زمان می رفته سخن سنجان عصر جهانگیر او را استاد میدانستند - از مداحان خان خاندان سپه سالار بوده - درهای عصر نظیری دیگر بهم رسید هر دو برای تکرار تخلص باهم در آویختند - ایس میگفت : تو تخلص دیگر پیدا کن - و آن می گفت تو تخلص دیگر پیدا کن آخر قرار برین افتاد که نظیری نیشاپوری صاحب مال است ، ده هزار روپیه موافق عدد یا باین نظیری مفلس بدهد که یارا دور کرده نظیر برای خود تخلص نگاهدارد - همچنان کرد - سبحان الله عجب زماذه و خوش عهده بود که چنین معامله پیش میرفت - الحال اگر صد تا بر سرهم گشته شوند پیشیزی بکس ندهند : —

پرده برداشته ام از غم پنهانی چند
بزبان میروم امروز گریبانم چند

گشته از بس بهم افتاده کفن نتوان یافت
فکر صحرائه قیامت کن و عریانم چند

به تو روزم در درازی از شب یلدا گذشت
آفتاب امروز چون برق از سرام ما گذشت

نیش خار نیست کز خون شکاره سرخ نیست
آفتاب بود آن شکار افکن کز بس صحرا گذشت

جلوه اش بنمود از بس محو رخسارش شد
تابه ام دشمنید از بس گرم استغنا گذشت

عشق را کام بجهد رخ گلخام تو نیست
صبح امید و شب وصل در ایام تو نیست

محبت در دل غمدیده الفت بیشتر گیرد
چراغی را که دود هست در سو زود تر گیرد

آن دهد در گریه پندما که پاما دشمن است
آنکه می گیرد شناور را بدریا دشمن است

۱۳۹ — نادم گیلانی : بسیار خوش گو و صاحب تلاش بود - حاجی محمد جان قدسی که هر بیتش را بیک اشرفی میخرید ، عجب خریداری بود : —

گشت ز سیر گلستان شیفتگی فزون مرا
 ذالقه عندلیب شد زمزمه جنون مرا
 داغ دلان عشق را سیر چمن غم آورد
 لاله شگفته دیدم و شد خیر از درون مرا
 معشوق ما بهذهب هرکس موافق است
 چاما شراب خورد و بزهده نیاز کرد
 بهیار عشق را بهدارا چه فائده
 دارد لب تو فائده اما چه فائده
 به پشت لب خط آن قیاس را شمار آبرو
 چو رکن کعبه چهار است شد چهار آبرو
 درین بوستان خوارم از بینوایی
 غریبم چو گل بر سر روستایی
 ز عکس رخ خاک هر کوچه زر شد
 مرا کیسه خالی و من کیمیا دے
 دلم در وصل از تاب رخ جانانه میسوزد
 فروزد گر چراغ تیره بختان خانه میسوزد
 بخشش درکفی خواهم و کنج لحدی
 غربتم کارگر افتاده شهیدان مددے
 باغبان ! چیدن گل سخت عقوبت دارد
 بلبل در قفس به که گله در سپدے
 خرقة کردم من و او تکیه گاه دولت ساخت
 بسکندر نهدے داده بهام نهدے

هر جام شگفته تر ز جام دگره
در دست تو باده آب در پائے گلست
عالم تمام یک قفس از جلیلان اوست
تا حلقه گشت زلف تو صیاد دام سوخت

طالب کلیم پیش مصرع رسانیده ایس را چنین مطلع ساخته:—

آن شاخ گل که سینۀ من گلستان اوست
عالم تمام یک قفس از جلیلان اوست

۱۵۰ — **ناظم هروی**: اوستاد خوش خیال و صاحب زبان بوده

مثنوی یوسف و زلیخا باداهاے رنگی و روز مره دل نشین بسته - همه
جادروے تلاش کرده:—

آن بلبل که هرگاه از دل کشم فغان را
از خون چو ساغر مے پرسیازم آشیان را
کافیست خرقه زلباس جهان مرا
آنهم برای سر بگریبان کشیدن است
گرب زخم شهیدان خشک ماند دور نیست
جوهر تیغ تو در زنجیر دارد آب را
در خاشاک وحدت ذکر مخالفت نیست
چون تار سبحة یک حرف از صد دهان برآید
هستم ، آزادگان را هم عنای افتاده ام
سایه سرور بیای راستای افتاده ام

۱۵۱ — **محمد ذوق بیگ** **نشته**: صاحب فکر است - دیوانه مختصر

بطرز قدیم دارد:—

هرگز نهر ندارد نهال بیان ما
پاشد ز برگ پید زبان در دهان ما

چنان گداختی از عکس خویش آئینه را
که جوهرش پوختن از آب میتوان چیدن

۱۵۲ — **ملانوعی** : در اوائل عهد جهانگیری در گذشته - شاعر
غرائف اکبر شاهی بوده - مثنوی سوز و گداز بسیار بسوز و گداز گفته
در وقت سوختن هندوژن بر نهش شوهرش گفته : —

چنان مستانه بر آتش نظر کرد
که از بند مستیش آتش حذر کرد
بغچه رابطه جویم که در طبیعت عشق
گل شگفته بدلهای بیغهای ماند
سویش چوروی ، پیشتر از دیده قدم نه
ورگامه ازو دور شوی پنه پسیس باش

۱۵۳ — **نازکی** : اشعارش خالی از نازکی نیست - یک بیت او
بگوش خورده : —

نه گلاب است این که در رخسار مهوش میزنی
دانه سوزد عالم آبی بر آتش میزنی

فقیر هم بپخته مناسب این معنی ادا نموده ، قلم بند میگردد : —

بسه چشم مسبت ز گرمی گلاب می پاشد
بروی فتنه خوابیده آب می پاشد

۱۵۴ — **هیرونجا بخت** : برادر میر سیادت - طبعه رسا داشت - جنون
بسر زده بود - بعضی جوانان موزون ذکر دیوانگی و جنون در شعرها کرده
خود را عهداً شوریده و می نمایند - چنانچه میان ناصرعلی و مرزا ابراهیم
ادهم و غیرها این نیز از آن جمله بود —

هم هنر بین گهر ، هم عیب یاب گوهرم
چون نگاه جوهری غواص آب گوهرم

ما درین باغ نهال چمن تصویریم
هست در خانه نقاش رگ و ریشه ما

۱۰۰ — اقا محمد حسین نجفی : در فنون خط نسخ و نستعلیق

یدبضا دارد - برادر حاجی محمد اسمعیل روشن رقم اسبیت در علوم
ظاهری و انشا پر دازد نیز عبدالمثل - از مشفقان و مهربان فقیر است
این چند بیت از فکرهای اوست —

می برد از اشتیاق بیخودی چشم حباب
وصل را در نیستی چون خانه هستی خراب
بشکند از جور گردوی گزندسوزد دل ز عشق
دانه گز برق سالم جست رزق آسیا است
آمد بته بجلوه دل برق آب کن
از زین فرو نیامده پا در رکاب کن
مگر بخواب برو تو و اشود چشم
خدا کند که بخواب آشنا شود چشم
برنگ آه نومیدی بچرخ آهنگ کیس دارم
چو ناوک گرچه دست کوتاهی در آستین دارم
تا در آمد یار در آغوش از خود رفته ام
عمر ما چون برق قدر یک بغل واکردن است
دل و اش و هرچه بود در من دیدم
یک غنچه بهار کرد و گلشن دیدم
آئینه اوست هر چه و نیک و له
در وجه حسن بوجه احسن دیدم

در یک قصیده منقبت معنی تازه یافته بود - در شعر قدسی

ابتدایش بر آمد —

بود یک سایه در دو گوهر پاک
جسمک چشمش بیان باشد

قدسی : اتحاد مصطفی و مرتضی را بس دلیل
کزدو پیکر سایه می افتاد یگجا بر زمیں

مطابق این قسم معنی شیخ شهاب الدین محمد بهائی در نعت بسمه
ایراد می یابد —

مرا ز روی تعصب معاندی پرسید
پدر ز روی چه معنی نداشت روح الله
جواب دادم و گفتم که او مبشر بود
باحمد قرشی جمع خلق را ز لاله
مبشر از پیغمبر آن کو بشارت آرد زود
روا بود که دو منزل یکی کند در راه

۱۵۶ — **میر نجات :** درین عصر از تازه گویانست - در ایران بود

طبع درست داشت : —

شوخ و بیداد کرده ایمر ترا
مطلب استاد کرده ایمر ترا
آنقدرها که یاد ما زکنی
آنقدر یاد کرده ایمر ترا
کوه و صحرا پراست از نامت
بسکه فریاد کرده ایمر ترا
من غلام کسی که گفت نجات
ماکه آزاد کرده ایمر ترا

روژه معشوق او جامه زرد پوشیده بود ، این بیت گفت —

چون با قیام زرد قدش دلیری کند
آهینه را چهار گل جعفری کند

۱۵۷ — **ناظم :** شاعری معنی چند ، صاحب تلاش بود —

دل دران زلف اگر راه نیابد غم نیست
گو بها جاش ، پریشانی ماهم کم نیست

جنوندم خالقه زنجير را افسانده ميدانده
 دلبر سر گشتگی را گردش پيمانه ميدانده
 مفلس ترشحه ز تونگر ندیده است
 کس رشته را بآب گهر تر ندیده است
 نازک بتان بنفش حقير آشنا نيند
 اوراق گل شکنجه مسطر ندیده است

۱۵۸ — نسیبیتی تهنيسری : شاعر پخته بود بطرز قدیم حرف
 ميزد. در زبان هندی نس بتی يعنی ماه تخلص میکرد - ایس چند بیت
 انتخابی اوست :—

جدا ز ما ، دل مارا بزير خاک کنيد
 بایس ستم زده در یک مزار نتوان شد
 در پرده خاک نغمه ها هست بے
 انگه شنوی که گوش بر خاک نهی
 سینه روزن چه کنی چون زبرم خواهی رفت
 گر تو همسایه شوی رخنه بدیوار خوش است
 هم ز دل دزدید صبر و هم دل دیوانه را
 دزد دانا میکشد اول چراغ خانه را

شاهزاده دارا شکوه وقتی که او را طلب داشته ، ایس دو بیت
 نوشته :—

ذکرده ام سفره هیچک ز خانه خویش
 برون نیامده عنقا ز آشیانه خویش
 نمی پررم به پر و بال عاریت چون تیر
 نشسته ام چو کمان روز و شب بخانه خویش

ایس بیت او بسیار شهرت دارد - خوشگاه یاران بود :—

نسیتی دل بدرد معتبر است
 لاله با داغ آبرو دارد

۱۵۹ — طالب نصیب : ازو نیز یک بیت از زبان میر معز

نصیب شده : —

غبار خاطر او گشته اهر از ناتوانیها
گر اذدک قوتی میداشتم ، میرفتم از یادش

۱۶۰ — قاضی ذوری : در عهد جهادگیر پادشاه پارسند سخنوری

متکی بود - ازوست : —

چنانی کنز در در آید اهل ماتم را سیاه بختی
فغان از بلبلان در خاست چون من در چمن رفتم
بتاراج دل ماهر زماں اے غم چه می آتی
متمام خانه درویش غارت را نمی شاید

۱۶۱ — سرآمد سخنوران خوش خیال مرزا ظاهر و حیدر:

با صاحب همسر و هم عصر بود - هر بیتش ورد زبان سخنوران ست
و دیوانش مهر نواز معنی گستران - فکرهایش همه تلاشی و الفاظش
مژین بخوش قماش ایس بیت بتقریبی بشاه نوشته —

چون کمان حلقه بیکاریم با چندین هنر
زور بازو دست مارا بر قفا پیچیده است

چند بیت از اشعار آبدار او که انتخاب زده میر و غیره سخن
فهمان معتبر است نوشته میشود —

چنان که سنگ و آهن آتش سوزان شود پیدا
زنی گر هر دو عالم را بهر جانان شود پیدا
زفاندوس گلی نتوان فروغ شمع را دیدن
چو بنشینند غبار جسم نورجان شود پیدا
میرود از دل تردد و اکنی گردیده را
خضر بیداری بود در خواب گم گردیده را
بررود خلق دست طمع کرده دراز
پل بسته که جگداری از آبروی خویش
چون نواز قصر، غربت زادگان راه عشق
باوجود ناتمامیها قبول درگاه اند
گل به پیش عارضت از شرم بیرنگی گم است
سرمد در چشمت چوخال چهره زنگی گم است
شبهه را در وحدتش دست تصرف کوتاه است
که تواند دیدگاه حول دو دیدن روز ر
اشک ریزان است گوهر در کفش وقت شمار
مال منعم گریه بر احوال منعم میکند

زیاران کینه هرگز در دل یاران نمی ماند
 بروی آب جائے قطره باران نمی ماند
 میبرد آخر ترا خواب عدم بیدار باش
 آمد و رفت نفس ها جنبش گهواره است
 دردا که یکی نیست بختاشق سخن تو
 جادام دو مغز است زبان در دهن تو
 نه امروزیست این در گشتگی مارا که چون گوهر
 نشان از ماندبود و کشتی ما بود دریائی
 اعتبارات جهان رفته است پیش از آمدن
 نامها در وقت کردن از دگیس افتاده است
 رشک چشم احوال سوزد کز اسباب جهان
 هرچه می بینند بیک دیدن مکرر می شود
 بسان مغز جادامی که از توأم جدا ماند
 در آغوشم نهاییان ست خالی بودن جاییت
 تا بخوانی از رخم حال درون تنگ را
 شرم میگرداند اوراق کتاب رنگ را
 با استقبال عیشم تا بمنزل میرود محنت
 بگوش آید شکست شیشه ام از سینه خارا
 فتادگیست که پرواز آن فلک پیماست
 ببال سایه گرفتست اوج قدر هما
 وحشتم دست بزنجیرو بصیاد سپرد
 نفس صید چو در سینه به پیچد دام است
 مانند شان موم که ریزند شمع ازو
 شد خاندن خراب که سروت نهال شد

ز شرمر در پس دیوار چون برگ گل رعنا
 اگر با لاله روی خویش در یک پیرهن باشم
 لبه که زمزمه خراستن بود سازش
 صدای ریختن آبر و ست آوازش
 شد هر گره رشته من بار صنوبر
 از بسکه درو ناخن تدبیر شکستم
 نباشد از ضعیفان عشق عالم سوز را عاری
 قباله شعله چسپانست بر اندام هر خار
 ماند بر خار نشان صورت شیرین هنوز
 شیشه دل را ببین فرهاد چون در سنگ زد
 نگاه گریه آلوده چو گوهر
 ز پشت دیده پوشیده پیدا است
 در قید توام باز که چون نور ز غریب
 جان از تن من دام بدوش آمده بیرون
 راحت تن گر هوس داری بهمهوری میا
 شب در آبادی خورد صد زخم از نور چراغ
 همچون نگاه اشک فشانان برای شوق
 دو گام پیش زابلک پا دویده ام
 به پیش آبروی پر چین او زبان عناب
 چو تیغ زیر رکابی همیشه بیکار است

یک بیت او خوش گاه میسر معجز موسوی بود ، فقیر جوابش

گفته . هر دو نوشته شد - و حیدر :-

ز شرمر حسن تو آبی و من فتاده بخاکم
 بمن فتد چو گذارت هزار رنگ برائی

سرخوش : تو آفتابی و من شیشه های بوقلمونم
 کنی چو برسر ما جلوه رنگ رنگ برائی

یک بیتش را میر معز موسوی خاں و فقیر جواب گفته - هر
سه قلبی میگردد -

وحید : اگر نالمر زرنج خار در پا رفته نامردم
وای در زیر پاای من شکست این میکند دردم

میر معز : بدر بر محلم افسون تعلیف وطن هر دم
که همچون عضو از جا رفته افزون می شود دردم

سرخوش : بگریانی مرا دل گرمی دیگر شود هر دم
چو افگر جبه سنجاب پوشیدن کند سردم

یک بیت او را که خوش کرد میر معز موسوی بود ، فقیر
جواب گفته - هر دو نوشته میشود - وحید :

که کسی پنهان تواند شد ز دست انداز مرگ
شمع کافور دست در دست اجل موی سفید

سرخوش : پیک پیری چون رسد سامان رفتن کن زدهر
نامه پیچیده مرگ ست هر موی سفید

۱۶۲ - محمد رفیع واعظ : در صفاهان بفضل و کمالات مسند آراه
افادت و افاضت است و به لالی آبدار وعظ و نصائح گوش هوش
عالمیان را مزین میدارد - در سخن وری و معنی گستری بازوی پهلوانی
با صائب و میزرا طاهر وحید میزند - دیوانش را میر معز بهند
آورده - مثنوی جنگ شاه عباس با تلمر خان اورنگ بسیار رنگین و خوب
گفته - اقوال دوازده امام را جمع نموده کتاب ' مسجع ' نوشته
اجواب الجنان نام نهاده - این بیت در توحید از آن کتاب است :-

عطا کرده از گنج انعام خود

بدل یاد خویش و باب نام خود

نفس در میان شد چنان به سکون

که یک پادرون است و یک پا برون

عرق ناکرده پاک از محفل ما شد نگار ما
 درین گلشن سبک برخاست از شب‌نم بهار ما
 گشت یک شب درمیان وصل سهی بالای ما
 کربلاقی شد لباس تیره بختیهای ما
 بزمی بر د فرو خجلت محتاجانم
 به زری کرد بهمن آنچه بقارون نژر کرد
 باز دارد راحت دنیا ترا از بندگی
 از خدا غافل شدن تعبیر خواب مغل است
 شبی بر ما اسیران بگذرد به روزه چون ماهش
 که جز چشم سفید عاشقان نبود سحرگاهش
 ز آتشپاره خود گرمی و میکشم امشب
 چو اشک شمع در هرگام میگیرم سر راهش
 دلم مجنون و لیلی آن نگاه عشق ساز او
 طناب خیمه لیلی ست مژگان دراز او
 نباید خاک را هر دم بانگشت عصا پیروی
 که امروز است با فردا که خواهد بود جا این جا
 از بزرگان وحشی و با خاکساران همدمیم
 کوه اگر باشی تو ماسیلیم اگر خاکی نجیم
 هم‌چو حرفم کن کتاب افتاده باشد بر کنار
 گر بصورت دورم از یاران بهمنی همدمیم
 چنان زشتم که ترسم چشم رحمت ننگرد سویم
 مگر فردا کشد رنگ خجلت پدیده بر رویم
 نهیدانم ز حیرت یار که برخاست از مجلس
 طپید نهاده دل هر چند دسته زد به پهلویم

بدرد عشق کاهیدن ز کافر نجاتی باشد
 چو چین جبهه می باید زغم بر خویش بالیدن
 چون نه گردد حال بر مفاس ز شرم قرض خواه
 می رود از دیدن خورشید رنگ از روی ماه
 به پیری از چه رو می افکنی کار جوانی را
 نهی دانی که سلخه هست ماه زندگانی را
 کس که بار پیری حلقه شد قد چو شهشادش
 سراپا چشم گردیده است می جوید جوانی را
 در آفت خانه دنیا تلاش خاکساری کن
 زمیں بودن سپر باشد بلا آسنادی را
 قد چو خمید جمله حواس زبون شود
 لشکر شود شکسته علم چو نگوں شود
 منظور ما ز ترک جهان نیست جز جهان
 چو باز بهر صید بود چشم بستنیم
 برگشته از جهان زان سان که رو واپس کنیم
 مردنقاشی که مستقبل کشد تصویر ما
 بخونریزی همانا داده الفت چشم جادو را
 که از مژگان نهد انگشت هر دم تیغ ابرو را
 محبت طرفه صحرائیست کز غیرت دران وادی
 گریبان چاک نتوان دید نقش پای آهو را
 نقطه جیم جمال آن غنچه خندان اوست
 مستزاد مصرع ابرو صف مژگان اوست

۱۶۲ — حسن بیگ واثق : فکر عالی داشت در معشای یاجی استاد
 بود - در او اقل جلوس عالمگیر شاهی منصب گذاشته رخصت ولایت
 گرفت یک دو مرتبه فقیر را باوے اتفاق صحبت افتاده یک بیت تازه
 مرا بخط من در بیاض خود نویسانیده برد و گفت : ”تحفة کما از
 هند می‌برم ، ایس شعر تست - “ سرخوش :

پوشیده تہ خرقہ پشینه کشی مے
 چون آبر بود آب نہاں در نہد مین
 راست بودن پاکج اندیشان بیلاست
 عکس سرو از آب موج اژدها است
 بازگین کننده همگامیم در افشای راز
 میتوان فهمید حال دل ز نقش پای ما
 آئینہ ایست بر سر راه عدم وجود
 هرکس رسید ، کرد نگاهے و در گذشت
 کوه و صحرا همه یک لعل بدخشانی شد
 رنگ گل بسکه ز شوق توجیابانی شد
 حیرت گداز آن مؤثہ سرمه سائے را
 آمد شد نگاه شمار نفس شود
 درد حرف و صاف خاموشی ست لب خاموش دار
 ایس سخن از طوطی و از عکس طوطی گوشدار
 جز نام تو بر زبان نمی گردد
 صد بار اگر زبان بگردانم
 اے جوان در قامت خم گشته پیران ذکر
 رفته رفته زندگی بار گرانی میشود
 پیر شدی واثق و از کبر نرستی
 کوه بزیر آمد و پلنگ نیامد

۱۶۳ — درویش والہ : طرف جنگالہ بسر می‌برد - صاحب معنی ہوں -
 ایس بیت عالی بر فکرش دال است -

آسمان گو خلعت منت میوشان بر تنم
زانکه همچون نغمه تارے بس بود پیراهنم

فقیر سرخوش در جوابش نیز مطالعه رسانده **سرخوش :**

زیر بار منت خلعت کجا باشد تنم
چون حباب است آبروی خویشتن پیراهنم

۱۶۵ — ملا ولی : از حقیقتش آگاهی نیست - دو بیت از و بدست

افتاد —

تهمت زده ام کرد بعشق دگر ، ام کاش
پرسند که غیر از تو دجالم دگره هست
در مانده باحوال خودم ایس چه حجابست
فارغ بگذر ، طاقت نظاره که دارد

۱۶۶ — عبدالواحد **وحشت :** جوازیست از تهاشیر - نویدگر

در آمده - تلاش الفاظ شوخ و استعارات بلند دارد - همین طرز اختیار کرده —

چشم را خالی کن از دیدن تهاشا نازکست
آرزو در سینه بشکن جلوه آرا نازکست
صد بیابان ناله پرداز خموشی گشته ایم
سرمه میدهد که فریاد دل ما نازکست
شوخ چشمی قابل کیفیت دیدار نیست
شیشه از حیرانی دل کن که صہبا نازکست
بسکه از یاد تو حیرانی قیامت شور بود -
جوهر آئینه فریاد دل رنجور بود
در بیابان که چشم بیخودی وا کرده ایم
هر کف خاکی تجلی خانه منصور بود
خان و مان پردازی همت تهاشا کرده ایم
صد بیابان عالم از ویرانه مادور بود

۱۶۷ — محمد عاشق شهید: جوان صاحب طبع و خوش خیال

است فکرهای تازه دارد ازوست: —

که جدا حسن از خیال عاشق دل تنگ بود
آتش بود آن پری تا شیشه ما سنگ بود
در انتظار او نگه خوں شد و چکید
چشم جدا ز دوست گلوی پریده است
بیا هنوز غم را خمار حسرت نیست
بچار آئینه که جرعه نفس باقیست

۱۶۸ — محمد هاشم: پدرزن فقیر - نیز خوش فکر، مرد

صاحب کمال بوده - هفت قلم خوب مینوشت، و فضیلت نیز داشت

گاهی فکر رباعی میکرد ازو است: —

رو فقر گزین که فقر بهتر ز غنا
کای سایه کند در آفتابست فردا
دولت دهد نجات ز آتش چون فقر
خس خانه بد از قصر بود در گرما

“ی”

۱۶۹ — **هیر یحیی** : کاشی : از شعرای پای تخت و روشناس پادشاه بود . تاریخ آبادی شاه جهان آباد را خوب یافته ” شد شاه جهان آباد ، از شاه جهان آباد - “ پنج هزار روپیه صلح یافت از پیش گاه جهانداری حکم نظم کردن پادشاه نامه نیز با و شده بود ، داستان موزون کرده گذرانید - در آن بسته :—

سر راجپوتان جگت سنگه بود
که بر شیشه نه فلک سنگ بود

محمد علی ماهر هر چند گفت که ” سنگه و سنگ قافیه نمی شود ، گفت ” ما مغلیه ، محدوریم - “ آخر بهمین بیت آن نظم از نظر انور افتاد این دو سه بیت ازوست :—

حرف تو می برد ز دل ذوق من شایسته را
لب لبکشا و داز کن قفل شراب خانه را
خر می در خاک غرخت نیست من هم چون نهال
مشت خاکه از وطن اے کاش بر میداشتم
این هوسها از وجود دل تولد میکنند
مرد تا در سینه دارد دل زن آستان است

این بیت تاریخ وفات بر لوح مزارش نوشته اند :—

اے که از دشواری راه فنا ترسی مترس
بسکه آسانست این ره میتوان خوابید و رفت

تاریخ وفاتش مصرع :

” احیای سخن چو کرد یحیی ، جای داد “

دیگر شاعری که سر حرف تخلصش ’ یا ’ باشد ، یافته نشد . ناچار بهمین ختم نهوده -

خاتمه :

اگر چه شعرا در عالم بسیار اند و سخنوران بیحد و بشمار - اما فقیر بر احوال همیسی عزیزان اطلاع یافته - و این اشعار که از هر کدام نوشته انتخاب نموده میسر محض موسوی خان سخن دان است - و از سفینه او که گلشن فطرت نام دارد ، ذقل گرفته شده - بعضی از بیاض میرزا محمد علی ماهر و میر محمد زمان راستی که در سخن فیهی ایشان همه را اتفاق است - تحریر یافته - و این نمی گویم که این اعزه سوائه این اشعار منتخبه دیگر ندارند - بفقیر همیسی قدر در وقت تسطیر بخاطر کسیر یاد بود -

تاریخ چند : که صاحب طبعان از آیات قرآنی استخراج

نموده - کمی و زیادتی بعضی را بتعمیه درست کرده اند - و بعضی تاریخات وقوعی و زادر که بگوش خورده و خود نیز گفته قلمی میگردد -

(۱) تاریخ فتح روم که امیر تیمور صاحب قرآن کرده ، یافته اند " غلبت الروم فی ارضی الارض - " شاه جهان پادشاه شنیده بسیار پسندید - فرمود که " از کتب تاریخ تحقیق نهائید که در هشتصد که عدد ضاد است واقع شده " - چون دیدند ظاهر شد که در هشت صد و پنجم فتح روم شده - پادشاه فرمود که " تفاوت پنجم سال بسیار است - " افضل خان وزیر اعظم بحررر رساند که " ضاد ملفوظه بگیرند - فن محاسن ، مضائقه ندارد -

(۲) تاریخ جلوس شاه عالم گیر ، میر عبدالرشید صاحب فرهنگ رشیدی -

" اطيعوا الله و اطيعوا الرسول و اولی * الامر منكم "

یافته -

(۳) تاریخ فتح بیجاپور که شاه عالم گیر کرده ، قابل خان منشی خلف میرزا کاظم بتعمیه یافته - تاریخ :

اخرجتاهم من جنات و عيون و مقام كريم
يعني حرف هم را بر آورده حساب كنند -

(۴) تاريخ گريختن سيوا مقهور ايس است :

” ان شانتك هو الايتير “

(۵) تاريخ حفظ قرآن شاه عالم گير پادشاه :

” سنقرگك فلا تنسي “

(۶) تاريخ فوت شيخ حاتم سنپهلي :

” عند مليك مقتدر “

(۷) تاريخ حمار يافته اند :

” ان كنتم جنبا فاطهروا “

(۸) تاريخ فوت شيخ عبدالواحد كه از خلفاء شيخ سليم چشتي بود :

” كان من المخلصين “

(۹) تاريخ فوت عزيزه :

” دخل الجنة بلا حساب “

(۱۰) تاريخ فوت ذواب زين النساء بيگم ، ميرزا خليل ابن ميرزا

امان الله يافته

” و ادخلي جنتي “

(۱۱) تاريخ فوت والدۀ خود فقير يافته :

” في جنّة عاليّة “ سنه ۱۰۵۲ هـ

(۱۲) تاريخ جلوس شاه طهماسب از قول شاه ولايت برآورده

اند كه فرمود :

” لكل قوم دولة و دولتنا في اخر الزمان “

باعتماد اهل تشيع اشاره بظهور صاحب الامر است . آخر الزمان

كه نه صدوسي عددش باشد ، تاريخ جلوسش ميشود -

- (۱۳) "ظل الله" و "مروح مذهب" "عباس بهادر خان" تاریخ شاه عباس یافته اند -
(۱۴)
(۱۵)

(۱۶) تاریخ جلوس شاه طهماسب، اهل توران "مذهب خاق" یافته بودند - ایرانیان "مذهبنما حق" درست کردند

تواریخ فارسی

(۱۷) تاریخ فوت اکبر پادشاه: —

"الف کشید ملائک ز فوت اکبر شاه"

(۱۸) تاریخ فتح بلخ و گریختن نذر محمد خان نصیر یافته: —

والی توران بر آراز ملک توران بعد ازین
ثانی صاحبقران بنشان بجایش کن حساب

(۱۹) تاریخ قتل ابوالفضل باشاره جهانگیر مصرع:

دیخ اعجاز رسول الله سر باغی برید

یافته اند —

(۲۰) تاریخ فوت حافظ رخنه مالی باغ سرهند —

و باغ را رخنه شد و آب نهاده

(۲۱) وقتی که شاه عباس شهر بروضة منصوره رضویه آورد،

حاتم بیگ اعتمادالدوله تاریخ یافت:

و آب آمد بروضة داخل شد

(۲۲) در همان ایام میر محمد باقر داماد علیه الرحمة تصنیف کرده

بود، و خلاصه ملکووتیه، نام نهاده با اعتمادالدوله تکلیف

تاریخ آن کرد - پرسید که "تصنیف شما در چه علم

است؟" گفت: در کل علوم - اعتمادالدوله بدیده

گفت که:

و کل علوم از خلاصه ملکووتیه بدر رود -

تاریخست چون حساب کردند، درست آمد

(۲۳) تاریخ فتح بیجاپور، محمد علی جواهر کن، علم تخلص —
 «ز روع فضل بیجاپور شد فتح» یافته.

(۲۴) تاریخ حیدرآباد —

مدد جو از علی انگاه برگو
 مبارک باد فتح حیدرآباد

(۲۵) تاریخ فوت حافظ داؤد معنی —

”از نغمه داؤد پروں شد آهنگ —“ یافته اند.

(۲۶) لطیف نام عزیزه حوض ساخته - تاریخ :

”از حوض لطیف آب بردار —“ تاریخ یافته اند.

(۲۷) حسین نام شخصی حوض ساخت —

» در آبے بخور بیاد حسین - “ تاریخ یافتند - یکے

تصرف کرد که ”در آبے“ گفتن خست است —

”جام آبے بخور بیاد حسین“ درست کرد -

تواریخ چند وقوعی که بسمه فقیر رسید :

(۲۸) تاریخ فتح گجرات نواب خان خانان بچهار زبان یافته

اند - سحر حلال همیست است —

» یوم الاحد ثانی ربیع الاول “ ”پیر شنبه یکے ربیع الاول“

”روز یک شنبه دویم ربیع الاول“ ”اتوار ربیع الاول“

کی روح“

(۳۲) تاریخ تولد بابر پادشاه ”شش محرم“ یافتند - شش

محرم در حساب عدد خیر است و عدد خیر نیز

تاریخ است -

{ (۳۳) تاریخ فوت شاه طهماسب - و جلوس شاه عباس :
 { (۳۴)

”دوازده امام گفت و بینشست“ ”دوازده امام

گفت و برخاست“ —

- (۳۵) تاریخ جلوس شاه عالمگیر " ظل الصق " یافت -
- (۳۶) تاریخ تولد شاه عالمگیر : " آفتاب عالم قاب " یافته اند -
- (۳۷) تاریخ جلوس شاه جهان -
" شاه جهان باشد شاه جهان "
- (۳۸) تاریخ فوت شاه جهان -
" ز عالم سفر کرد شاه جهان "
- (۳۹) تاریخ فوت جهانگیر شاه -
" جهان گیر از جهان رفت " یافته اند -
- (۴۰) تاریخ فوت زمانه بیگ مهابت خان -
" زمانه آرام گرفت " یافته اند - عجب تاریخست
مشمول بر مدح و ذم - زیرا که خان معز الیه * پشاورت
و قهاری مشهور بود :
- (۴۱) تاریخ کشته شدن ملک عنبر -
" سر غلام پیر از که کن و حساب طلب "
- (۴۲) تاریخ فوت شیخ سلیم چشتی ، خوشگاه فقیر سرخوش
است تاریخ درویشان به ازیں متعذر است ، کم اتفاق
افتاده است که می افتد - تمام قطعه ایراد می یابد قطعه :
- مغیث ملت و دیں شیخ اسلام ان که در قربت
ز شبلی و جنید ار باز پرسی گویمش قانی
رپود از عرصه دنیا و دیں گوئے کمالیت
ز درویشان بدرویشی ، ز سلطانان بسلطانی ،
فنا از خود ، بقا باحق بود معلوم درویشان
ازان شد سال تاریخش " بحق باقی ز خود قانی "
- (۴۳) تاریخ فوت همایون پادشاه مصرع -
" همایون پادشاه از بامر افتاد "
- مشهور است -

(۴۴) روزیکه اکبر پادشاه با پادشاه زادۀ سلیم که جهادگیر

شاه باشد ، مهمان شد بخانۀ عزیز کجوه که —

” مهمان عزیز آمد شمس و شهزاده “

تاریخ یافتند —

{ (۴۵)
(۴۶) تاریخ فوت زن فدائی خان جهادگیری :

” زن فدائی خان مرد “ و ” فدائی خان کی جو رو موئی “

یافتند - ایس از جهلۀ نوادرات است -

(۴۷) تاریخ فوت جعفر خان دیوان اعلیٰ میرمعز بیزبان هندی

یافته

” جعفر خان جیو موس “

(۴۸) تاریخ رسول خان روز بهائی - در راه عیدگاه کشمیر

پل بسته —

” بره دین رسول پل بسته “

یافتند -

(۴۹) تاریخ مسجد عیدگاه که شاه جهان پادشاه ساخته —

” کرد بنا عیدگاه شاه جهان پادشاه “

یافتند

(۵۰) تاریخ پل مهربان آقا ” بسته از راه مهربانی پل “

تاریخ چند که فقیر یافته

(۵۱) چهار کس از آشنایان فقیر در یک سال فوت شدند از

نام هر چهار تاریخ بر آورده ” واه از دلکام و طاش فولاد

و سیدی یار محمد و عبدالواحد “

(۵۲) تاریخ تولد پسر مرزا قطب الدین مائل بن امان الله بن

باقی که رکن الدین نام داشت —

” رکن الدین محمد بن قطب الدین محمد امان الله باقی “

یافته ام -

(۵۳) تاریخ دو حویلی خود در یک رباعی بسته ام —

از لطف عهیم ایزد عز و جل
چون گشت عمارتم همه مستکمل
شد سال بنامه خاذقه سابق و حال
این مسکن افضل آن مقام افضل

(۵۴) تاریخ تولد سکندر میان پسر اعظم شاه عالی جاہ :

” وارث سکندر آمد “ یافته ام -

(۵۵) تاریخ مسجد زیب النساء بیگم که در کشمیر ساخته ” کعبه

حاجات شد مسجد زیب النساء “ یافته ام —

(۵۶) تاریخ کحفذاتی شاهزاده اکبر بن شاه عالم گیر :

” قرآن سعد اکبر شد بناهید “

یافته ام —

(۵۷) تاریخ گریختن رانامه مقهور : —

” ندا آمد که کافر از میان رفت “

یافته ام —

(۵۸) تاریخ مسجد خود یافته ام —

چون بست ز فضل ایزد غروجل
آراسته این مسجد پر زیب و حل
اندیشه ز طبع سال اتمامش خواست
دل گفت که : ” مسجد محمد افضل “

۱۱۱۰ هـ

(۵۹) تاریخ مشرفی عدالت که بفقیر شده بود : ” اشراف

عدالت “ یافته ام -

۱۰۸۷ هـ

(۵۹) تاریخ فوت شیخ سلیمان یافته ام —

شد شیخ سلیمان بسوی دار بقا
وارست ز قید هیتی به سروپا

هم "شیخ سلیمان" شده تاریخ وفات
پیمانه عمر بود نامش گویا -

(۶۰) تاریخ تولد برادر زاده که اسدالله نام داشت معنیش
که "شیر خدا" است - یافته ام -

شبه فقیر در واقعه می بیند که شخصی میگوید که تاریخ فوت
محمد علی خان میر سامان شاه عالمگیر بگویند میگویم که مرا
چه مطلب که در فکر پیروده افتد میگوید که مرد نیک بود
البتة بگو "چون پیدار می شود و حساب میکنم" محمد علی خان بهرد
تاریخ به کمر و زیاد بر آمد -
ه ۱۰۹۹

رباعیات فقیر

(۱)

از غیر بریست ذات یزدان همد
بگذر ز دوئی بگرم الله احد
سر رشته وحدت مکن از کثرت کم
چون هست یکم وجود واحد بهمد
۱۹ ۱۹

(۲)

سرخوش ! اگر نشه هوش و خرد است
بشتاب براه که پیمبر بلد است
بر ذات رسول رهنمایی شده ختم
زیرا که رسول و رهنما هم عدد است

(۳)

اسلام بصید کفر به شبهه و شک
از تقویت شیر خدا شد شیرک

دِا اَوَل مِیْن اَمِن اَمَد بِحِساب

۲۱۸

تَعْدَاد عَلٰی اَبْنِ اَبی طَالِب یَک

۲۱۸

(۴)

بِر حِساب مَناسِبَت چَو کَرْدِیْمَ نَظَر

اِفْتَاد بِتَعْدَاد مُوَافِق یَکسَر

تَلَخٰی وَ غَم وَ یَاس وَ هَوَس سَهَو وَ حِساب

۱۰/۴۰ - ۱۰۴۰ ۷۱ - ۷۱ (۷۱) (۷۱)

قَرَب وَ شَب وَ عَشَق وَ دُوسَت مَهر وَ مَادِر

۳۰۲ ۳۰۲ ۴۷۰ ۴۷۰ ۲۰۵ - ۲۰۵

الفاظ مقابل الفاظ در اعداد برابر اند —

(۵)

سَرخُوش دَگَر اَیْنِ عَجَب کِه اَز رُوی حِساب

اِفْتَاد بِتَعْدَاد مُوَافِق دَرِیَاب -

شَعَر وَ کَشَبِیر وَ فَقَر وَ عِیْش وَ گِل وَ مَر

۵۷۰ - ۵۷۰ - ۳۸۰ - ۳۸۰ - ۵۰ - ۵۰

قَرَب وَ شَب وَ سَبِز وَ هِنْدی وَ رَاحَت وَ خُواب

۳۰۲ - ۳۰۲ - ۶۹ - ۶۹ - ۶۰۹ - ۶۰۹

(۶)

سَرخُوش! عَجَب اَیْنِ کِه ز اِتْفَاق بِه حِد

اِفْتَاد مُوَافِق بِحِساب اَبْجَد

نَاز وَ مَحَبُوب وَ عَاشَقی وَ اَفْت

۵۸ — ۵۸ — ۴۸۱ — ۴۸۱

بِه عَقْل وَ دَرِاز وَ فِتْنَه وَ کُوتَه قَد

۲۱۲ — ۲۱۲ — ۵۳۵ — ۵۳۵



فهرست اعلام

اسلام خان وزیر اعظم ۷۶ - ۱۰۴

اعظم شاه ۲۰۲

افضل خان، دیوان اعلیٰ و وزیر
اعظم ۲۶ - ۱۹۷

اکبر بادشاه ۲ - ۶۲ - ۱۸۲ -
۱۹۹ - ۲۰۲

امام حسین علیہ السلام ۱۷۳

امیر قیہور صاحب قران ۱۹۷

امیر خسرو ۵۷ - ۱۲۲

باجر بادشاه ۲۰۰

باقر بائی سوداگر عزت ۱۳۵

باقر تیسریزی ۱۸

بایزید ۱۲۲

برهان نظام الہاک ۱۲۴

جو علی قلندر ۱۲۹

بیختم بیراگی ۳۷

بینش ۱۸

تربیت خان ۴۵

تشبیبی ۴۰

آخوند محمد باقر مناسب و مشتاق
۱۷۸

آصف خان جعفر ۴۸

آصف خان پیمین الدولہ ۱۴۹ -
۱۵۵

آصف قبی ۹

آقا صادق ۱۱۸

آقا عظیم ۱۳۴

آقا محمد ابراہیم فیضان ۱۴۳

آقا محمد حسین ناجی ۱۴۳ - ۱۸۳

آقا نجف قلی جرات ۴۸

ابراہیم عادلشاه ۱۲۴

ابوالحسن بیگانہ ۱۸

ابوالفضل ۱۹۹

ابو طالب کلیم ۷ - ۴۵ - ۱۵۵
۱۵۷ - ۱۶۶ - ۱۶۹ - ۱۸۱

ابو دواس ۱۵۰

اسد اللہ ۲۰۴

اسد خان، جملۃ البلد، نو الفقار خان
بہادر نصرت جنگ ۳۰

حسین ۲۰۰	تلمر خان اورنگ ۱۹۰
حسین ثنائی ۶۳	جامی ۳۵ - ۴۲
حقیقی ۵۳	جنید ۱۲۲
حکیم حادق ۵۱ - ۱۰۳	جویا ۱۶۹
حکیم رکنا مسیح ۱۷۱	جهانگیر بادشاہ ۳ - ۴ - ۴۲ - ۴۸
حکیم سعید ۷۹	۵۹ - ۶۲ - ۶۴ - ۶۵ - ۸۳
حلاج ۱۳۶	۱۰۱ - ۱۰۶ - ۱۰۳ - ۱۷۱ - ۱۷۵
حمزہ میرزا ۲۰	۱۷۹ - ۱۸۲ - ۱۸۶ - ۱۹۹ - ۲۰۱
خاقدادی ۵۲	۲۰۲
خالص ۵۷	چندر بھان پورہمن ۳۶ - ۷۰
خانجہاں خان بہادر کوکلتاش ۱۲۸	حاتر بیگ اعتمادالدولہ ۱۹۹
خان جہاں لودی المعروف بہ پیر ۱۵۵	حاجی تھکین ۱۴۷
خان زمان امانی ۷	حاجی محمد اسلمر سالر کشمیری ۷۹
خواجہ ابوالحسن رکن السلطنت ۷	حاجی محمد اسلمیل روشن رقم ۱۸۳
خواجہ بختاور خان جیو ۴۶	حاجی محمد جان قدسی ۷ - ۷۴
خواجہ عبدالرحیم عابد ۱۳۵	۱۰۳ - ۱۴۸ - ۱۵۰ - ۱۶۶
خواجہ عبداللہ عرفان ۱۳۶	۱۸۰ - ۱۸۳ - ۱۸۴
دارا شکوہ قادری ۵۸ - ۸۳ - ۱۴۲	حافظ جمال تلاش ۴۰
۱۷۷ - ۱۶۷ - ۱۶۷ - ۱۷۰	حافظ داؤد مخدنی ۲۰۰
۱۸۵	حافظ رخنہ ۱۹۹
دانشمند خان میر بخشی ۱۶۶	حافظ شیراز ۱۲۳
۱۶۷ -	حسن بیگ واثق ۱۹۳

سلطان بولاتی ۱۴۹	درویش والد ۱۹۳
سلطان سنجر ۶۳	دریا روهیلک ۱۵۵
سلطان نظام الدین اولیاء ۱۲۲	دلکار ۲۰۲
سلیمان ساوجی ۱۳۵	راجہ مان سنگھ ۶۵
سلیمان شکوہ ۱۳۷	راقم ۱۱۰
سنجر ۷۹	راہ ۱۷۱
سیاح ۸۰	رسول خان روز جھاٹی ۲۰۲
سیتا ۱۷۱ - ۱۷۲	رفیع خان باڈل ۱۹
سید علی جوادہ رقم ۸۲	رکن الدین امان اللہ بن باقی
سیدی یار محمد ۲۰۲	۲۰۲
سیف خان ۱۲۸	روح اللہ خان بخشی الہمالک ۱۴۴
سیوا ۱۹۸	رودکی ۲
شادمان ۱۰۵ - ۱۰۶	زکی ۷۵
شادی تکلو ۱۰۱	ژالہ ۳۴
شاد جهان ۵ - ۸ - ۹ - ۲۶ - ۳۸	ژمانہ ۷۵
۳۵ - ۵۸ - ۶۸ - ۷۶ - ۷۹ - ۸۳ -	سالک قزوینی ۷ - ۷۶ - ۷۷
۱۱۰ - ۱۱۴ - ۱۲۷ - ۱۲۷ - ۱۹۷	سالک یزدی ۷ - ۷۶ - ۷۷
۲۰۱ - ۲۰۲	سامری ۱۶۹
شاد ظاہر دکنی ۱۴۴ - ۱۴۵	سایر مشہدی ۷۸
شاد طہماسپ ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰	سجادہی ۱۷۲
شاد عباس ۱۰۱ - ۱۹۰ - ۱۹۹ -	سرحد ۸۳ - ۸۴
۲۰۰	سعدی ۳۶
شاد عیان ۷	سکندر میان ۲۰۳
شیلہ ۱۲۲	

طالب آملی ۱۰۳ - ۱۲۰	شرف یار ۲۰
طالب نصیب ۱۸۶	شعیب ۱۰۷
طیبی ۱۲۱	شوکت بخاری ۱۰۷
ظفر خان احسن ۷ - ۸ - ۱۱۰ -	شهزاده خسرو ۱۳۹
۱۳۸	شهزاده محمد اکبر ۱۷ - ۲۰۳
عارف لاهوری ۱۳۶	شیخ حاکم سنبهلی ۱۹۸
عادل خان رازی ۶۷	شیخ سعدالله گلشن ۱۵۷
عالمگیر بادشاہ ۳ - ۱۳ - ۱۹ -	شیخ سعدالله مسیحی پانی پتی
۵۵ - ۸۳ - ۸۵ - ۱۰۶ - ۱۱۵	۱۷۳ - ۱۷۱
۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۳ - ۱۳۳ - ۱۳۴	شیخ سلیمان ۲۰۳ - ۲۰۳
۱۶۷ - ۱۷۶ - ۱۹۳ - ۱۹۷ - ۱۹۸	شیخ سید محمد چشتی ۱۹۸ - ۲۰۱
۲۰۱ - ۲۰۳	شیخ شهاب الدین محمد بھائی ۱۸۳
عامل ۱۳۷	شیخ عبدالعزیز عزت ۱۰۶ -
عبدالرحیم کمر گو ۱۵۸	۱۳۴ - ۱۶۲ - ۱۶۴
عبدالرزاق فیاض ۱۴۵	شیخ عبدالواحد ۱۹۸
عبداللطیف خان تنہا ۳۹	شیخ محسن فاضی ۱۴۲
عبدالواحد ۲۰۲	شیخ محمود حیران ۵۲
عبدالواحد وحشت ۱۹۳	شیخ میر سید سالار عالمگیر ۱۱۵
عبدالله خان بہادر فیروز جنگ	شیرویدہ ۷۹
۱۴۸	صالح بیگ ملہر ۱۷۳
عرفی ۶۳ - ۱۲۶ - ۱۲۷	صامت ۱۱۸
عزیز کوکہ ۲۰۲	صبروی ۱۱۸
عطار ۳۳	طاہر فولاد ۲۰۲
عظیما نیشاپوری ۱۲۳	

علی مرتضی شاه ولایت ۱۵ -
۵۶ - ۱۲۶ - ۱۸۴ - ۱۹۸ - ۲۰۵

عنایت خان آشنا ۸ - ۸۴ - ۱۶۸

غنیمت ۱۴۰

فارس ۱۴۶

فدائی خان جهادگیر ۲۰۲

فردوسی ۱۹

فصیحی ۱۴۲ - ۱۴۳

فغانی ۱۱۱

فخفور ۱۴۶

فوجی ۱۴۶

فوقی ۱۴۶

فیضی ۵۲ - ۶۲

قاجل خان ۱۹۷

قادر ۱۴۸

قاسم خازن ۷۷

قاسم خان همزلف جهادگیر ۱۵۳

- ۱۵۴

قاسم مشیری ۱۵۲

قاضی ندوی ۱۸۶

قاقلان بیگ سپاهی ۷۸

قانع ۱۵۴

کامگار خان ۲۰

گویا ۱۶۹

لامع ۱۵۹

مجدد منصف ۱۷۷

محمد ابراهیم اصالت خان خلیل
۵۵

محمد ابراهیم انصاف ۱۵

محمد اخلاص وامق ۱۲۲

محمد اسماعیل حجاب ۱۶۹

محمد افضل سرخوش ۱ - ۳ -

۴ - ۵ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۶ -

۲۱ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ -

۴۰ - ۴۵ - ۴۶ - ۵۲ - ۵۵ - ۵۶ -

۵۷ - ۶۸ - ۷۰ - ۷۴ - ۷۸ - ۷۹ -

۸۵ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۶ -

۱۰۷ - ۱۱۱ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۲۱ -

۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۸ -

۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۵ - ۱۳۶ -

۱۳۸ - ۱۴۰ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ -

۱۴۶ - ۱۵۲ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۶۰ -

۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۸ - ۱۶۹ -

۱۷۰ - ۱۷۳ - ۱۷۷ - ۱۷۸ -

۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۳ -

۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۲۰۱ -

۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵

محمد امین ذوقی ۶۱

محمد ایوب جودت ۴۹

مرزا حکیم کاظم صاحب ۵۵ -

۱۱۳ - ۱۱۶ - ۱۴۰ - ۱۶۸ - ۱۹۷

مرزا خلقي ۷۷

مرزا خليل ۵۵ - ۵۶ - ۱۹۸

مرزا طاهر وحيد ۱۶۱ - ۱۸۷ - ۱۹۰

مرزا عبدالرحيم خانقاهان رحيم

۴۳ - ۶۲ - ۱۲۶ - ۱۷۹ - ۲۰۰

مرزا عبدالقادر بيدل ۲۲ - ۲۷ -

۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۵۲ - ۵۶

مرزا قطب الدين مايل ۱۴۲ -

۱۵۴ - ۱۶۸ - ۱۷۷ - ۲۰۲

مرزا محمد علي صايب تبريزي

۷ - ۷۸ - ۸۵ - ۱۱۰ - ۱۹۱ -

۱۱۳ - ۱۲۰ - ۱۲۷ - ۱۳۷ - ۱۴۰

۱۵۲ - ۱۶۰ - ۱۷۷ - ۱۸۷ - ۱۹۰

مرزا محمد علي ماهر ۳۴ - ۳۷ -

۴۴ - ۴۹ - ۷۸ - ۱۰۷ - ۱۱۸ -

۱۱۹ - ۱۲۷ - ۱۳۸ - ۱۴۷ - ۱۶۶

۱۷۲ - ۱۹۷

مرزا محمد ككهري ۵۶

مرزا مقيم ۱۷۶

مرزا نظام الدين طالع ۱۲۱ - ۱۲۲

۱۲۳

مشرقي ۱۷۸

مشهور ۱۷۶

محمد نقی ۲۹

محمد حسين شهدی ۵۱

محمد رضا كاشمیری ۷۳

محمد رفيع دستور ۵۹

محمد رفيع واعظ ۱۹۰

محمد صالح ستار ۷۹

محمد طاهر ۱۲۳

محمد طاهر غني ۱ - ۱۳۸ - ۱۴۲

۱۵۷

محمد عاشق هبت ۱۹۵

محمد عاكف ۱۷۷

محمد علي جواهر كن علم ۲۰۰

محمد علي مهر سامان ۲۰۴

محمد فاروق ۵۳

محمد قلی سليم ۷ - ۷۶

محمد نقی بيگ شش ۱۸۱

محمد هاشم ۱۹۵

محمد يوسف قديم ۱۵۴

مرزا احسن بيگ رفيع ۶۸ - ۱۲۸

مرزا اسماعيل ۲۰

مرزا امراشد ۱۰۳

مرزا جلال اسير ۴ - ۳۹

ملا معبد سعید اشرف ۱۲ -

۱۶۸ - ۱۶۰

ملا معبد سعید اعجاز ۹ - ۱۳۵

ملا معنی کاشمیری ۱۴۳

ملا مفید یلخی ۱۴۲

ملا ندیم ۱۲۹

ملا ندوی ۶۲ - ۶۳ - ۱۸۲

ملا وحشی ۱۳۵

ملا ولی ۱۹۳

ملک عنبر ۲۰۱

ملک قبی ۱۴۸

منعم حکاک شیرازی ۱۴۶

موسی علیه السلام ۱۳۵

مرلوی رومی ۱۵ - ۱۶ - ۶۷ - ۸۵
۱۱۶

مهابت خان زمانه بیگ ۷ - ۶۵
۲۰۱

مهربان آقا ۲۰۲

میان شاه میر لاهوری ۱۳۷

میر الهی همدانی ۳

میر برهان غروری ۱۳۸

میر جلال الدین سیادت ۸۲ -

۱۸۲

میر ششمنی ۱۵۵۲ - ۱۵۵۳

مقبول ۱۶۹

مکرم خان ۱۱۵

ملا اظہری کور ۱۰۲

ملا اعلیٰ تورانی ۱۷

ملا تکی الدین شوستری غیوری
۶۲

ملا جامی بیخود شاددار خانی ۴۰
۲۱

ملا هاکی ۴۹

ملا حمید ۸

ملا دانا ۶۰

ملا دو پیازہ ۱۳۷

ملا ریشی ۶۳

ملا رضوان ۷۳

ملا روشقی ہمدانی ۱۲۶ - ۱۲۷

ملا سرابی ۸۳

ملا شاہ ۱۳۷

ملا شیدا ۵۱ - ۵۲ - ۱۰۱ - ۱۰۳
۱۷۱

ملا طغرا ۱۲۱

ملا ظہوری ۲ - ۱۲۳ - ۱۶۷ - ۱۷۸

ملا علی رضا تجلی ۲۸

ملا علی قبی ۱۳۶ - ۱۳۷

۱۳۰ - ۱۱۳ - ۸۰ - ۷۸ - ۷۷ - ۷۰

۱۶۰ - ۱۴۵ - ۱۲۸ - ۱۲۷ - ۱۲۳

۱۷۷ - ۱۷۶ - ۱۶۳ - ۱۶۲ - ۱۶۱

۱۹۷ - ۱۹۰ - ۱۸۹ - ۱۸۷ - ۱۸۶

۲۰۲

میر محمدزی ۶۳

میر منصور کاشی ۱۷۶

میر مفاخر حسین ثاقب ۴۱

میر نجابت ۱۸۲

میر نجات ۱۸۳

میر یحیی کاشی ۱۹۶

میرزا ابراهیم ادهم ۵ - ۶ -

۱۸۲

میرزا امان الله ۱۹۸

میرزا رضی دانش ۷ - ۵۸

میرزا عبدالرسول استخما ۱۷

ناصر گیلانی ۸۰

نازکی ۱۸۲

ناصر علی سرهندی ۵ - ۳۲ -

۱۳۰ - ۱۲۹ - ۱۲۷ - ۱۲۶ - ۵۳

۱۳۲ - ۱۳۸ - ۱۶۱ - ۱۶۶ -

۱۷۷ - ۱۸۲

ناطق ۱۸۳

ناصر هروی ۱۸۱

نامدار خان ۲۰ - ۲۱

میر رضی ۷۴

میر روحی ۷۴

میر سید علی سید ۸۰

میر شرف الدین حسین ۱۰۷

میر شریف ترشیزی ۱۰۷

میر شوقی ۱۰۶

میر صابر صفاهانی ۱۲۶

میر صیدی ۷ - ۱۱۴ - ۱۱۵ -

۱۱۷

میر ضیاء الدین دهلوی ۱۰۹

میر عبدالباقی ۶۲

میر عبدالرحیم جیشی ۴۹

میر عبدالرشید ۱۹۷

میر غیاث الدین منصور فکرت

۱۶۸ - ۱۴۴

میر کلان ۱۵۷

میر محمد احسن ایجاد ۱۶

میر محمد باقر داماد ۱۹۹

میر محمد زمان خان راسخ ۴۱ -

۷۰ - ۷۱ - ۱۰۷ - ۱۹۷

میر محمد علی رائق ۶۹

میر محمد هادی شرر ۱۰۶

میر معز الدین موسوی خان فطرت

۱۳ - ۱۵ - ۱۸ - ۵۱ - ۵۷ - ۶۸ -

نواب جهان آرا بیگم ۶۸ - ۱۱۴
۱۶۸ - ۱۴۹

نواب زیب النساء بیگم ۱۳ - ۵۵
۱۹۸ - ۲۰۳

نواب سعد الله خان ۱۶۹

نواب قلیچ خان ۸۳

نور جهان بیگم ۲۴ - ۱۷۵

وزیر خان ۱۹

همایون بادشاہ ۲۰۱

ہمت خان تن بخشی ۴۵ - ۱۲۴
۱۶۷ - ۱۴۴ - ۱۶۷

یعقوب علیہ السلام ۱۲۵

یوسف علیہ السلام ۱۲۵

نبی امی محمد مصطفی صلعم
۱ - ۱۷۲ - ۱۸۳

نجات خان ۵۵

نثار محمد خان نصیرا ۱۹۹

نسبتي تھانیسری ۱۸۵

نظام شاہ ۱۲۴

نظامی ۲

نظر محمد خان ۶۸

نظیر ۱۷۹

نظیری نیشاپوری ۶۳ - ۱۷۹

نواب ابوالفتح گیلانی ۱۲۶

نواب جعفر خان دیوان اعلیٰ

۱۱۰ - ۲۰۲

فہرست اماکن

سامانہ ۱۶	امبدنگر ۱۲۴
سرہند یا سہرند ۴۱ - ۷۱ - ۱۹۹	اصفہان ۸۱ - ۱۱۰
سمیر ۶۷	اکبر آباد ۵۲ - ۱۵۵ - ۱۷۶
سیالکوٹ ۶۹	اٹار باغ ۶۸
شاہجہاں آباد (دہلی) ۶۸ - ۸۵ - ۱۱۹ - ۱۹۶	اہران (ولایت) ۴ - ۷ - ۱۲ - ۵۷
شہراز ۴۸	۷۷ - ۷۸ - ۱۰۱ - ۱۰۶ - ۱۱۰
صفافان ۱۹۰	۱۱۰ - ۱۱۳ - ۱۲۷ - ۱۳۴ - ۱۵۵
کابل ۷ - ۱۱۰	۱۷۶ - ۱۸۳ - ۱۹۳ - ۱۹۹
کشمیر ۷ - ۶۸ - ۱۰۴ - ۱۲۱ - ۱۳۸ - ۱۴۲ - ۱۴۹ - ۱۵۵	بغتاور نگر ۴۶
۱۵۷ - ۱۶۹ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۵	بلخ ۱۹۹
گجرات ۵۳ - ۲۰۰	بنگلہ ۱۴۶ - ۱۹۳
لاہور ۹ - ۷۳ - ۸۲ - ۱۲۶ - ۱۴۴	بیجا پور ۱۲۴ - ۱۷۸ - ۱۹۷ - ۲۰۰
۱۶۳ - ۱۶۴	پنجاب ۳۹ - ۱۰۵
ملتان ۱۷۳	قتار ۱۲۶
دبک ۱۲۶ - ۱۲۷	توران ۶۸ - ۱۰۷ - ۱۵۵ - ۱۷۳
ہمدان ۴	۱۹۹
ہند یا ہندوستان ۴ - ۵ - ۹ - ۱۲ - ۱۸ - ۲۸ - ۵۷ - ۵۸ - ۶۸	تھانیسر ۱۹۴
۷۷ - ۸۱ - ۸۳ - ۱۱۰ - ۱۱۸ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸	حسن ابدال ۱۰۵ - ۱۶۲
۱۳۳ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۸	حیدر آباد ۲۰۰
۱۴۰ - ۱۴۴ - ۱۵۲ - ۱۷۵	دکن یا دکھن ۵۷ - ۱۱۰ - ۱۲۴
۱۹۰ - ۱۹۳	۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۸ - ۱۶۶ - ۱۷۸
	روہ ۱۱۰ - ۱۵۵ - ۱۹۷

فہرست کتب

ظفر نامہ شاہجہانی ۱۵۵	آئینہ خانہ ۱۱۶
فرہنگ رشیدی ۱۹۷	ابواب الجنان ۱۹۰
کلمات الشعرا ۳	امواج غریبی ۶۷
گل اورنگ ۱۶۷	انفاس مسیحی ۱۱۶
گلزار ابراہیم ۱۲۳	پری خانہ ۱۱۶
گل سرسید ۱۶۷	تحفۃ العراقین ۱۶۸
گلشن فطرت ۱۹۷	جامع النشائین ۱۶۸
گل معبدی ۱۱۶	حبلۃ مہدوی ۱۹
لواقیم ۳۳	حسن نامدار خانی ۲۱
مائر رحیمی ۶۲	خسرو شیرین ۴۸
مثنوی زلالی ۵	خلعۃ ملکوتیہ ۱۹۹
مثنوی سوز و گداز ۱۸۲	خوان خلیل ۱۲۳
مثنوی محیط اعظم ۳۳	روایم ۳۳
مثنوی یوسف زلیخا ۱۲۲ - ۱۸۱	روضۃ الصفا ۱۲۳
مرقع ۶۷	زیب المذمات ۵۵
معارج النبیۃ ۱۹	ساقی نامۃ سرخوش ۴۵ - ۱۲۳
معراج الخیال ۳۸	۱۶۸
ملاحات احمدی ۱۱۶	شاد نامہ ۱۹
منطق الطیر ۳۳	صیاحت یوسفی ۱۱۶
نورس ۱۲۳	ظفر نامۃ شاہجہان ۱۴۸

FOREWORD

Muhammad Afzal Sarkhush lived in the days of Muhammad Awrangzeb Alamgir Badshah. He was one of the three eminent poets of his period, the other two being Nasir Ali Sarhindi and Ghani Kashmiri. Although Sarkhush might have been excelled by others of his contemporaries in certain branches of learning, none exhibited in such fine perfection the varied literary culture, which at that time was so highly prized. Our knowledge of Persian poets, who flourished in the days of the emperors Jahangir, Shahjahan and Alamgir is drawn to a large extent from his work "Kalimat-al-Shuara" now presented to the public by the University of Madras. His work as editor, commentator and critic of Persian poetry can form the basis for a study of the poets in the Mughal period.

The contents of "Kalimat-al Shuara" include, besides brief biographical sketches, passages mostly extracted from the *ghazals* and occasionally from *mathnawis* of the poets mentioned, some of whom belong to the last days of the emperor Akbar and others to the days of his successors Jahangir, Shahjahan and Alamgir. The selections by Sarkhush show that a natural genius for poetry was widely diffused in that period and that the art was successfully cultivated among all ranks of Muslim society.

The Head of the Department and the Junior Lecturer in Urdu have, with great care, edited this volume, the press copy of which was prepared by Mawlavi Muhammad Husayn Mahvi, Junior Lecturer in Urdu, who retired from service. The Urdu introduction prepared by the Mawlavi Sahib was in the form of notes; the editors have arranged the material in the present form.

UNIVERSITY BUILDINGS	}	S. MUHAMMAD HUSAYN NAINAR
Tripllicate		
1st October, 1951.		

Printed at The NURI PRESS LTD.

54, Main Road
Royapuram MADRAS

1951

Muhammad Afzal Sarkhush lived in the days of Muhammad Awrangzeb Alamgir Badshah. He was one of the three eminent poets of his period, the other two being Nasir Ali Sarhindi and Ghani Kashmiri. Although Sarkhush might have been excelled by others of his contemporaries in certain branches of learning, none exhibited in such fine perfection the varied literary culture, which at that time was so highly prized. Our knowledge of Persian poets, who flourished in the days of the emperors Jahangir, Shahjahan and Alamgir is drawn to a large extent from his work "*Kalimat al-Shuara*" now presented to the public by the University of Madras. His work as editor, commentator and critic of Persian poetry can form the basis for a study of the poets in the Mughal period.

The contents of "*Kalimat al-Shuara*" include, besides brief biographical sketches, passages mostly extracted from the *ghazals* and occasionally from *mathnawis* of the poets mentioned, some of whom belong to the last days of the emperor Akbar and others to the days of his successors Jahangir, Shahjahan and Alamgir. The selections by Sarkhush show that a natural genius for poetry was widely diffused in that period and that the art was successfully cultivated among all ranks of Muslim society.

The Head of the Department and the Junior Lecturer in Urdu have, with great care, edited this volume, the press copy of which was prepared by Mawlana Muhammad Husayn Mahvi, Junior Lecturer in Urdu, who retired from service. The Urdu introduction prepared by the Mawlana Sahib was in the form of notes; the editors have arranged the material in the present form.

UNIVERSITY BOOKINGS
 Triplicates
 1st October, 1951.

} S. MUHAMMAD HUSAYN NAINAR

Printed at The NURI PRESS LTD.

54, Main Road
Royapuram MADRAS

1951

MADRAS UNIVERSITY ISLAMIC SERIES—No.14

GENERAL EDITOR

S. MUHAMMAD HUSAYN NAINAR, M.A., LL.B., Ph.D.

KALIMAT-AL-SHUARA

BY

MUHAMMAD AFZAL SARKHUSH